یا ایھا ... [illegible]

اے ایمان والو! اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام مت قرار دو

دربارۂ حلّتِ غراب

ساٹھ سے زائد جیّد عُلماء کرام کے فتاویٰ کا مجموعہ

فصلُ الخِطاب

فی تحقیق

مسئلۃِ الغُراب

مرتّبہ

جناب مولانا محمد نصیر الدین میرٹھی

ناشر

انجمن اِرشادُ المسلمین

۶۔بی، شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ، لاہور

یہ پی ڈی ایف (pdf) فائل

المرتضیٰ لائبریری

کی جانب سے پیش کی

جا رہی ہے

علماء دیوبند

بریلویوں کے سابق مفتی اعظم پاکستان، جناب ابو البرکات صاحب کے والدِ ماجد، دار العلوم حزبُ الاحناف لاہور کے بانی اور بریلویوں کے "امام المحدثین" جناب مولوی دیدار علی صاحب الوری نے جب مصورِ پاکستان علامہ اقبال مرحوم پر کفر کا فتویٰ لگایا تو اس پر علامہؒ نے درجِ ذیل چار شعر کہے تھے:

گر فلک در الور انداز د ترا
اے کہ می داری تمیزِ خوب و زشت

گویمت در مصرعۂ برجستۂ
آنکہ بر قرطاسِ دل باید نوشت

آدمیت در زمین او مجو
آسماں ایں دانہ در الور نہ کشت

کشت اگر ز آب و ہوا خر رستہ است
زانکہ خاکش را خرے آمد سرشت

(روزگار فقیر جلد دوم ص ۲۳۲)

ترجمہ: اے اچھے اور برے کی تمیز رکھنے والے! اگر آسمان تجھے ریاست "الور" میں ڈال دے تو میں تجھے ایک برجستہ شعر میں نصیحت کرتا ہوں جسے لوحِ قلب پر نقش کر لینا چاہیے۔ اور وہ یہ ہے کہ انسانیت اس سرزمین میں تلاش نہ کرنا۔ کیونکہ آسمان نے یہ تخم اس سرزمین میں ڈالا ہی نہیں ہے۔ اور اگر ڈالا ہوگا تو اس کی آب و ہوا کی تاثیر سے بجائے انسان پیدا ہونے کے اس سرزمین میں "گدھے" پیدا ہوتے ہیں۔

يا ايها الذين امنوا لا تحرموا طيبت ما احل الله لكم

اے ایمان والو! اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام مت قرار دو۔

دربارۂ حلّتِ غراب

ساٹھ سے زائد جیّد علماء کرام کے فتاویٰ کا مجموعہ

فصل الخطاب

في تحقيق

مسئلۃ الغراب

مرتّبہ

جناب مولانا محمّد نصیر الدّین میرٹھی

ناشر

انجمن ارشاد المسلمین

۶-بی، شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ، لاہور

نام کتاب : فصل الخطاب فی تحقیق مسئلۃ الغائب
مرتب : مولانا محمد نصیر الدین میرٹھیؒ
طبع : اول (پاکستان میں)
تاریخ طباعت : رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ : اگست ۱۹۷۹ء
پریس : شرکت پریس لاہور
ناشر : انجمن ارشاد المسلمین لاہور پاکستان
تعداد : ایک ہزار
قیمت : ۸/ روپے

ملنے کے پتے

۱ : سبحانی اکیڈمی : ۱۹/ اردو بازار : لاہور
۲ : مدرسہ عربیہ حفظ القرآن : سرکلر روڈ کہروڑ پکا : ضلع ملتان
۳ : مدرسہ عربیہ قاسم العلوم : فقیر والی : ضلع بہاولنگر

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

آج کل رضاخانی حضرات کی طرف سے متعدد رسائل "کوے" کی حرمت پر شائع ہو رہے ہیں۔ حالانکہ ہمارے علاقہ میں عام طور پر پایا جانے والا "کوا" بالاتفاق بلاکراہت احناف کے نزدیک حلال ہے۔ ایک بالکل صاف اور واضح مسئلہ کو عوام کی جہالت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے علماء حق کو بدنام کرنے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اور آئے دن نت نئے مضامین اس پر لکھے جا رہے ہیں، جدید رسائل تصنیف ہو رہے ہیں اور قدیم کتابوں کو ازسرِ نو شائع کیا جا رہا ہے۔

احمد رضا خان صاحب (م ۱۳۴۰ھ : ۱۹۲۱ء) کا ایک رسالہ "دفع زیغ زاغ" ملقب بلقب تاریخی "رامی زاغیاں" ۱۳۲۰ھ کا لکھا ہوا اب مکتبہ حامدیہ لاہور کی طرف سے "رسائل رضویہ جلد اول" میں شائع کیا گیا ہے۔ چیچہ وطنی کے ایک صاحب نے ایک کتابچہ "الغراب الخبیث فی مرأۃ القرآن والحدیث" نامی حال ہی میں تصنیف فرما کر شائع کیا ہے۔ بریلویوں کے ایک بڑے عالم مولوی غلام رسول سعیدی صاحب نے "زاغ معروف کا شرعی حکم" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا جو ماہنامہ "عرفات" لاہور۔ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۷۶ء میں چھپا۔ جبکہ ماہنامہ "رضائے مصطفیٰ" بابت ماہ ستمبر ۱۹۷۶ء میں بریلویوں کے مفتی مختار احمد صاحب نے اسی موضوع پر

خامہ فرسائی کی تھی ۔

اسی بنا پر "انجمن ارشاد المسلمین" نے فیصلہ کیا کہ اس مسئلہ پر کوئی جدید کتاب مرتب کرنے کی بجائے آج سے تقریباً پون صدی پیشتر کی شائع شدہ کتاب "فصل الخطاب فی مسئلۃ الغراب" کو از سرِ نو شائع کر دیا جائے۔ جس میں اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو خوب اچھی طرح منقح کر دیا گیا ہے۔ کتاب کی افادیت بڑھانے کے لئے ایک تو اس کتاب کی عربی و فارسی عبارات کے ترجمہ کا اضافہ کیا جا رہا ہے جو ہمارے رفیقِ کار اور "انجمن ارشاد المسلمین" کے اول نائب امیر مولوی نعیم الدین صاحب نے کیا ہے۔

دوسرے مسئلہ مذکورہ سے متعلق حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی کی ایک اہم تحریر جس میں موصوف نے حرمتِ غرابِ معروف پر بعض علماء کے استدلالات کا تار پود بکھیر کر رکھ دیا ہے بطور ضمیمہ کتاب کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے۔

جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے بالکل واضح ہے کیونکہ جانوروں کی حلت و حرمت میں ان کے قد کاٹھ کو دخل ہے نہ ان کی شکل و صورت کو۔ نیز جانوروں کے حلال یا حرام ہونے میں ان کے حلیہ اور رنگ کی کوئی تاثیر ہے نہ ان کے نام کی۔ بلکہ کسی بھی جانور کے حرام ہونے میں جو چیزیں موثر ہیں فقہاء کرام نے ان کو درج ذیل چار چیزوں میں منحصر کر دیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وفی الکفایۃ والمؤثر فی الحرمۃ الایذاء وھو طوراً یکون بالناب وتارۃ یکون بالمخلب او خبث وھو قد یکون

ترجمہ: کفایہ میں ہے کہ کسی جانور کے حرام ہونے میں مؤثر "ایذاء" ہے یہ ایذاء (جو مؤثر فی الحرمت ہے) کبھی کچلی کے ذریعہ ہوتی ہے (مثلاً شیر، بھیڑئیے چیتے وغیرہ میں) اور کبھی پنجے سے (مثلاً

خلقة كما في الحشرات والهوام وقد يكون بعارض كما في الجلالة۔

(رد المحتار : ص ۳۰۴ : جلد ۶)

عقاب، شکرے، باز وغیرہ ہیں)، یا (مؤثر فی الحرمت) خباثت ہے۔ یہ خباثت کبھی پیدائشی ہوتی ہے جیسے حشرات الارض (چوہا، کچھوا وغیرہ) اور ہوام۔ (بھڑ، بچھو وغیرہ) میں اور کبھی عارضی جیسے جلاّلہ۔

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ کسی بھی غیر منصوص التحریم جانور کے حرام ہونے کے صرف چار سبب ہیں۔

۱ : ایذاء بالناب۔ ۲ : ایذاء بالمخلب۔ ۳ : خباثت خلقی۔ ۴ : خباثت عارضی۔

" ایذاء بالناب" اور " ایذاء بالمخلب " حرمت کے یہ دونوں سبب شریعت کی اصلاح میں ان جانوروں کے اندر پائے جاتے ہیں جو کچلی والے دانتوں اور پنجوں کے ذریعہ شکار کرتے ہیں۔ محض کچلی والا ہونا یا پنجے والا ہونا مراد نہیں ہے۔ کیونکہ اونٹ کچلی والا ہے اور کبوتر وغیرہ پنجے والے جانور ہیں لیکن حرام نہیں ہیں۔ وجہ یہی ہے کہ اونٹ اپنے کچلی والے دانتوں اور کبوتر اپنے پنجوں کے ذریعہ شکار نہیں کرتا۔

اب پنجے کے ذریعہ شکار کرنے کا مطلب فقہاء کرام کی زبانی معلوم کیجئے۔ چنانچہ فقہاءؒ لکھتے ہیں کہ۔

فالمراد بذي الخطفة ما يخطف بمخلبه من الهواء كالبازي و العقاب۔

(حاشیہ ہدایہ اخیرین : ص ۴۲۴)

ذو الخطفة (وہ پرندہ ہے جو پنجے سے شکار کرتا ہے) سے وہ پرندہ مراد ہے جو اپنے پنجے کے ذریعہ (فضا میں) ہوا ہی سے شکار کو اچک لے۔ جیسے باز، عقاب وغیرہ۔

تیسری چیز جو کسی جانور کے حرام ہونے میں مؤثر ہے وہ "خباثتِ خلقیہ" ہے جو بقول فقہاء حشرات الارض اور زہریلے کیڑے مکوڑوں میں پائی جاتی ہے۔ یا پھر ان جانوروں میں جن کی فطری غذاء ہی مردار و نجاست ہوتی ہے۔

چوتھی چیز جو مؤثر فی الحرمت ہے وہ "خباثتِ عارضیہ" ہے یہ عارضی خباثت بقول فقہاءِ عظام "جلالہ" میں پائی جاتی ہے۔ جلالہ کی تعریف یہ ہے۔

الجلالة هي التي تعتاد اكل الجيف والنجاسات ولا تختلط فيتغير لحمها فيكون منتنا۔

(قاضیخان علی ہامش الہندیہ ص ۳۵۹ ج ۳)

جلالہ وہ جانور ہے جو صرف مردار اور نجاسات کھانے کا عادی ہو جس کے باعث اس کے گوشت میں تغیر آکر بدبودار ہو جائے۔

عارضی خباثت جب تک باقی رہے گی وہ جانور حرام رہے گا اور جب اسے مسلسل حلال غذا کھلائی جائے اور اس کے گوشت سے بدبو ختم ہو جائے تو اس کا کھانا حلال ہو جائے گا

اس تفصیل کے بعد آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ "معروف کوّے" میں جانوروں کی حرمت کے چار اسباب میں سے کوئی سبب پایا جاتا ہے یا نہیں ؟

شیر، بھیڑیے کی طرح کوّے میں کچلی والے دانتوں کا نہ ہونا تو بالکل ظاہر ہے البتہ کوے میں پنجے یقیناً ہوتے ہیں۔ لیکن معروف کوّا اپنے پنجوں سے شکار نہیں کرتا ہے۔ کیونکہ پنجوں سے شکار کرنے کا مطلب پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ پنجہ کے ذریعہ فضا میں ہوا ہی سے اپنے شکار کو اچک لے جیسے عقاب، باز وغیرہ ۔ لیکن کوّا بے چارہ اپنے پنجوں سے ہوا کے اندر شکار تو کیا کرے گا وہ تو زمین پر پڑی ہوئی بوٹی وغیرہ کو بھی اپنے پنجوں سے نہیں اٹھا سکتا بلکہ چونچ میں پکڑ کر لے جاتا ہے۔

حرمت کا تیسرا سبب "خباثتِ خلقیہ" ہے جو حشرات الارض زہریلے کیڑے مکوڑوں اور محض مردار و نجاست خور جانوروں میں ہوتی ہے۔ کوّا حشرات الارض میں

شامل ہے نہ زہریلے کیڑے مکوڑوں ہیں۔ اور نہ محض مردار و نجاست خور ہے۔ گو حلال غذا کے ساتھ ساتھ کوّا مردار اور نجاست بھی کھالیتا ہے۔ لیکن یہ حرام ہونے کے لئے کافی نہیں۔ چنانچہ فقہاء کرام لکھتے ہیں۔

و اما ما یختلط فیتنا ول النجاسة و الجیف و یتناول غیرھا علی وجہ لا یظھر اثر ذالك فی لحمہ لا باس باکلہ۔

(قاضیخاں علی ہامش الہندیہ ، ص ۳۵۹ ج ۳)

ترجمہ : جو جانور خلط کرتا ہو یعنی نجاست اور مردار کے ساتھ ساتھ دوسری پاک چیزیں بھی کھاتا ہو۔ اور اس مردار و نجاست خوری کا اثر اس کے گوشت میں ظاہر نہ ہوا ہو تو ایسے جانور کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

حرمت کا چوتھا سبب "خباثت عارضیہ" ہے جو بقول فقہاء "جلّالہ" میں پائی جاتی ہے اور جلالہ کی تعریف آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ یہ وہ حلال جانور ہے جو صرف مردار اور نجاسات کھانے کے باعث بدبودار گوشت والا ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ معروف کوّا محض مردار اور نجاست کھانے والا نہیں ہے بلکہ مرغی کی طرح دونوں ہی چیزیں کھالیتا ہے۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۸۲ھ / ۷۹۸ء) کے نزدیک حرمت کا ایک اور سبب بھی ہے اور وہ ہے کسی جانور کی خوراک میں مردار و نجاسات کا غلبہ۔ چنانچہ ملک العلماء امام علاؤ الدین ابو بکر کاسانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۸۷ھ / ۱۱۹۱ء) فرماتے ہیں کہ:

تحصل من قول ابی حنیفة ان ما یخلط من الطیور لا یکرہ اکلہ کالدجاج وقال ابو یوسف رحمہ اللہ یکرہ

ترجمہ : امام ابو حنیفہ کے قول سے معلوم ہوا کہ جو پرندے حلال و حرام دونوں طرح کی غذا کھاتے ہیں وہ مکروہ نہیں ہیں۔ جیسے مرغی۔ اور امام ابو یوسف فرماتے

لان غالب اکله الجیف۔

(بدائع الصنائع ص ۴۰ ج ۵)

ہیں کہ مکروہ ہیں کیونکہ ان کی غالب غذا مردار ہے۔

اس عبارت سے معلوم ہو گیا کہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک اگر کسی جانور کی غذا میں مردار و نجاسات کا غلبہ ہو تو وہ بھی حرام ہے یہی وجہ ہے کہ وہ عام پھرنے والی مرغی کو بھی مکروہ قرار دیتے ہیں۔

وقال ابو یوسف رحمه الله تعالیٰ یکرہ العقعق کما یکرہ الدجاجة المخلاۃ۔

(قاضیخان علی ہامش الہندیہ، ص ۳۵۷ ج ۳)

ترجمہ: امام ابو یوسف رح نے فرمایا ہے کہ عقعق مکروہ (تحریمی) ہے جیسا کہ عام کھلی پھرنے والی مرغی مکروہ ہے۔

امام ابو یوسف رح کے مسلک پر گو فتوے نہیں ہے۔ فتوے امام ابو حنیفہ رح (م ۱۵۰ھ ؛ ۷۶۷ء) کے قول پر ہے لیکن بایں ہمہ اگر کوئی شخص امام ابو یوسف رح کے غیر مفتی بہ قول کو اپناتے ہوئے "معروف کوے" کو مکروہ قرار دینا چاہے تو

اوّلاً: اسے یہ حق نہیں پہنچتا کہ امام ابو حنیفہ رح کے مقلدین پر اعتراض کرے۔

ثانیاً: چونکہ بالعموم مرغیاں کھلی اور آزاد پھرتی رہتی ہیں اس لئے اس کو "وصایا شریف" کے "مرغ پلاؤ" سے بھی دستبردار ہونا پڑے گا۔

ثالثاً: پھرنے والی مرغی امام ابو یوسف رح کے نزدیک یقیناً مکروہ ہے گو اس کی نجاست خوری اتنی زیادہ بھی نہ ہو کہ اس کا گوشت بدبودار ہو جائے کیونکہ اس صورت میں "جلالہ" کے حکم میں ہونے کے باعث بالاتفاق مکروہ ہو جائے گی۔ لیکن ہمارے علاقوں میں پایا جانے والا "معروف کوا" امام ابو یوسف رح کے نزدیک بھی مکروہ نہیں ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار و نجاسات نہیں ہے بلکہ اس کی اکثر غذا دانے، روٹی اور درختوں میں لگے ہوئے پھل وغیرہ پاک اشیاء ہیں۔ گو کبھی کبھی

بعض نجاسات اور مردار بھی کھا لیتا ہے۔

اور یہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ کسی جانور کے حلال یا حرام ہونے میں اس کے رنگ حلیہ، شکل، قد کاٹھ اور نام وغیرہ امور کو قطعاً دخل نہیں ہے۔ لہٰذا اب جس کا جی چاہے اس "معروف کوّے" کو "غراب البقع" میں شامل کرلے (جیسا کہ صاحب "الغراب الخبیث" کا خیال خام ہے) یا "عقعق" میں داخل مان لے۔ اور اگر جی چاہے تو "معروف کوّے" کو کوے کی کسی اور قسم میں سے قرار دے لے۔ اور اگر چاہے تو "غراب" کے تمام اقسام سے خارج کوئی اور جانور قرار دے دے۔ ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ ہم تو صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ "معروف کوّا" ایک جانور ہے جس میں حرمت کا کوئی شرعی سبب نہیں پایا جاتا ہے لہٰذا وہ بالاجماع حلال ہے۔

اگر کوئی صاحب اس کو عقعق قرار دیتے ہیں تو ملک العلماء امام علاء الدین کاسانیؒ (م ۵۸۷ ھ : ۱۱۹۱ ء) فرماتے ہیں۔

والغراب الذی یاکل الحب والزرع والعقعق و نحوها حلال بالاجماع۔ (بدائع الصنائع ص ۳۹ ج ۵)	ترجمہ : وہ کوّا جو صرف دانے اور کھیتی کھاتا ہے اور عقعق وغیرہ بالاجماع حلال ہیں۔

اور اگر کوئی صاحب اس کو "غراب البقع" یعنی چتکبرا کوا قرار دینا چاہیں تو بڑی خوشی سے اور اگر اس کو "غراب اسود" یعنی خالص سیاہ کوا قرار دینا چاہیں تو سر آنکھوں پر کیوں کہ علامہ اکمل الدین محمد بابرتی (م ۷۸۶ ھ : ۱۳۸۴ ء) "غراب البقع" اور "غراب اسود" کی تین قسمیں بیان کرتے ہیں۔

اما الغراب الابقع و الاسود فهو انواع ثلثة نوع یلتقط	ترجمہ : غراب البقع اور غراب اسود کی تین قسمیں ہیں ایک قسم صرف دانے

الحب ولا یاکل الجیف و لیس بمکروہ ونوع لا یاکل الا الجیف وھوالذی سماہ المصنف الابقع وانہ مکروہ ونوع یخلط یاکل الحب مرۃ والجیف اخری ولم یذکرہ فی الکتاب وھو غیر مکروہ عندہ مکروہ عند ابی یوسف والاخیر ھو العقعق -

(عنایہ علی ہامش الفتح ص ۴۹۹ ج ۹)

چگتی ہے مردار خور نہیں ہے یہ مکروہ نہیں ہے - اور ایک قسم صرف مردار خور ہے مصنف رح نے اسی کو " البقع " کہا ہے یہ مکروہ ہے - اور ایک قسم دونوں طرح کی غذائیں کھالیتی ہے - کتاب (قدوری) میں اس کا ذکر نہیں ہے - یہ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک مکروہ نہیں ہے اور امام ابویوسف رح کے نزدیک مکروہ ہے اسی قسم کو عقعق کہتے ہیں -

لہذا جو لوگ معروف کوے کو " غراب البقع " یا " غراب اسود " مانتے ہیں ان کو اسے مذکورہ تین قسموں میں سے اس قسم میں داخل ماننا ہوگا جو حلال و حرام دونوں طرح کی چیزیں کھانے والی ہے یعنی عقعق - لیکن چونکہ پہلے ہم بحوالہ " بدائع " لکھ آئے ہیں کہ " عقعق " بالاجماع حلال ہے اور اس مذکورہ بالا عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ " عقعق " میں امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کا اختلاف ہے - لہذا تطبیق کی صورت یہ ہے کہ عقعق کی دو قسمیں ہیں - ایک قسم کی خوراک میں نجاست اور مردار غالب ہے - عقعق کی اس قسم میں اختلاف ہے - دوسری قسم کی خوراک میں چونکہ نجاست اور مردار کا غلبہ نہیں ہے اس لئے وہ بالاجماع حلال ہے - اور ہمارے علاقہ کا یہ " معروف کوا " عقعق کی اسی دوسری قسم میں شامل ہونے کے باعث بالاجماع حلال ہوگا -

بعض بریلوی مغالطات کا جواب

مسئلہ غراب کی اس مختصر توضیح کے بعد اب ہم رضا خانی حضرات کے بعض مغالطات کا جواب پیش کرتے ہیں۔

پہلا مغالطہ

مولوی غلام رسول سعیدی صاحب نے پہلے تو یہ حدیث شریف پیش کی ہے۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال خمس من الدواب کلھن فاسق یقتلن فی الحرم الغراب والحدأة والعقرب والفارة والکلب العقور۔

صحیح بخاری جلد اول : ص ۲۴۶ ؛ و صحیح مسلم جلد اول : ص ۳۸۱)

ترجمہ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پانچ جانور کل کے کل فاسق ہیں جن کو حرم میں بھی قتل کر دیا جائے گا۔ کوا۔ چیل۔ بچھو۔ چوہا۔ اور باؤلا کتا۔

اس کے بعد موصوف نے " عنایہ " اور " مرقات شرح مشکوٰۃ " وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ ان پانچ جانوروں کو ان کی " خباثت " کی وجہ سے فاسق کہا گیا ہے لہذا ثابت ہوا کہ کوا خبیث جانور ہے اور قرآن پاک میں اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے۔

وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ ۔

(الاعراف : ۱۵۷)

اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) حرام کرتا ہے ان پر خبیث چیزوں کو۔

(ملخصاً رفاقت ، اکتوبر ۱۹۷۶ء)

لہذا ثابت ہوا کہ کوا حرام ہے۔

جواب سعیدی صاحب نے جس طرح خوف خدا کو بالائے طاق رکھتے ہوئے دجل وتلبیس سے کام لیا ہے اس کی نظیر صرف ان کے ہم مسلک علماء کی تحریر سے مل سکتی ہے۔

مذکورہ حدیث میں کوّے کی جو قسم مراد ہے اس کی توضیح دوسری حدیث میں کر دی گئی ہے۔ چنانچہ سعیدی صاحب نے "مسلم شریف" کا جو حوالہ پیش کیا ہے اسی میں وہ حدیث بھی موجود ہے جس میں تصریح کر دی گئی ہے کہ وہ "غراب" جس کا قتل حرم میں بھی جائز ہے اس سے مراد "غراب البقع" ہے۔ اور غراب البقع کی تفسیر کرتے ہوئے امام نووی رح (م ۶۷۶ھ : ۱۲۷۷ء) فرماتے ہیں۔

واما الغراب الابقع فھو الذی فی ظھرہ وبطنہ بیاض۔

(نووی شرح مسلم: ص ۳۸۱ ، ج ۱)

ترجمہ: غراب البقع وہ کوّا ہے جس کی پشت اور پیٹ پر سفیدی ہو۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رح (م ۸۵۲ھ : ۱۴۴۹ء) فرماتے ہیں۔

الابقع وھو الذی فی ظھرہ او بطنہ بیاض۔

(فتح الباری: ص ۳۲ ، ج ۴)

ترجمہ: غراب البقع وہ کوا ہے جس کی پشت یا پیٹ پر سفیدی ہو۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح (م ۱۰۵۲ھ : ۱۶۴۲ء) غراب البقع کی تفسیر میں رقمطراز ہیں

زاغ بیشہ کہ سیاہ وسفید می باشد در پشت وشکم وی سفید باشد۔

(اشعۃ اللمعات ص ۳۷۷ ، ج ۲)

ترجمہ: غراب البقع وہ جنگلی کوا ہے جو سیاہ وسفید ہوتا ہے۔ اور اس کی پشت اور پیٹ پر سفیدی ہوتی ہے۔

ان حوالجات سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ حدیث شریف میں جس کوّے کو حرم

میں قتل کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور جسے فاسق قرار دیا گیا ہے وہ غراب ابقع ہے ۔ جس کے پیٹ اور پیٹھ پر سفیدی ہوتی ہے اور بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح وہ جنگلی کوا ہے جس کے پیٹ اور پشت پر سفیدی ہوتی ہے اور جہاں تک اس کی غذا کا تعلق ہے تو صاحب عنایہ لکھتے ہیں ۔

والمراد به الغراب الذی یاکل الجیف هو المروی عن ابی یوسف رحمه الله ۔ (ہدایہ مع الفتح ص ۶۷، ج ۳)

ترجمہ : حدیث میں جس کوے کا ذکر ہے (غراب ابقع) اس سے وہ کوا مراد ہے جو صرف مردار خور ہو یہی امام ابو یوسف رح سے منقول ہے ۔

لہٰذا ثابت ہو گیا کہ حدیث پاک میں جس کوے کو فاسق کہا گیا ہے وہ بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح ۱۔ جنگلی ہے ۔ ۲۔ اس کے پیٹ اور پیٹھ پر سفیدی ہوتی ہے ۳۔ بقول فقہاء کرام اس کی غذا صرف مردار ہے ۔ اس کے برعکس یہ معروف کوا نہ جنگلی ہے نہ اس کے پیٹ اور پیٹھ پر سفیدی ہے اور نہ اس کی غذا صرف مردار ہے لیکن ان تمام حقائق کو نظر انداز کرتے ہوئے کس خیرہ چشمی سے سعیدی صاحب زاغ معروف کو حدیث پاک کا مصداق بنانے پر تلے ہوئے ہیں ۔

اگر تھوڑی دیر کے لئے ہم یہ تسلیم بھی کر لیں کہ حدیث شریف میں جس کوے کا ذکر ہے وہ یہی "معروف کوا" ہے ۔ اور اسی کو "خباثت" کی بنا پر "فاسق" کہا گیا ہے ۔ تو سعیدی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ حدیث میں مذکورہ پانچ جانوروں کو ان کے "عادۃً مبتدی بالاذی" یعنی ابتداءً اذیت دینے والا ہونے کے باعث "فاسق" کہا گیا ہے ۔ گویا ان کی "خباثت" ان کا ابتداءً اذیت دینا ہے ۔ اور یہ خباثت حرمت کو مستلزم نہیں ہے ۔ جو خباثت حرام ہونے کی علت ہے اس کا ذکر اجمالاً پہلے کر دیا گیا ہے ۔ اور اگر سعیدی صاحب یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ہر خباثت مستلزم حرمت

ہے خواہ وہ کسی معنی کے اعتبار سے ہو۔ تو پھر انہیں لہسن اور پیاز وغیرہ کو بھی حرام قرار دے دینا چاہیے کیونکہ قرآن وحدیث میں ان پر بھی خبیث کا اطلاق آیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

و مثل کلمة خبيثة كشجرة خبيثة ن اجتثت من فوق الارض مالها من قرار۔

ترجمہ: اور خبیث بات کی مثال خبیث درخت کی طرح ہے جسے زمین کے اوپر سے اکھاڑ لیا گیا اس کے لئے کوئی قرار نہیں ہے۔

(ابراہیم : ۲۶)

اس آیت میں جس "شجرۃ خبیثۃ" کا ذکر ہے اس کی تفسیر میں بریلویوں کے "صدر الافاضل" مولوی نعیم الدین مراد آبادی صاحب رقمطراز ہیں۔

"مثل اندرائن کے جس کا مزہ کڑوا، بو ناگوار یا مثل لہسن کے بدبودار"

اور بریلویوں کے "حکیم الامت" مفتی احمد یار خان صاحب لکھتے ہیں

"جیسے ستیاناسی، لہسن، گندنا وغیرہ بدبودار درخت جن کی نہ تو جڑیں زمین میں پھیلی ہوتی ہیں اور نہ شاخیں اوپر جاتی ہیں"

(تفسیر نور العرفان ص)

اسی طرح ایک حدیث شریف میں آتا ہے۔

من اكل من هذه الشجرة الخبيثة فلا يقربن مسجدنا۔

جس نے اس خبیث درخت سے کھایا ہو تو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔

علامہ ابن اثیرؒ (م ۶۰۶ھ / ۱۲۰۹ء) اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

يريد الثوم والبصل والكراث۔

ترجمہ: خبیث درخت سے لہسن، پیاز اور گندنا مراد ہے۔

(النہایہ فی غریب الحدیث ص ۵ ج ۲)

کیا اب سعیدی صاحب لہسن، پیاز کو حرام قرار دینے کے لئے تیار ہیں؟ کیونکہ حدیث شریف اور قرآن پاک میں ان کو "خبیث" کہا گیا ہے۔ اگر نہیں تو کیوں؟

بہرحال ثابت ہو گیا کہ اگر بفرض محال حدیث شریف میں ذکر ہونے والے کوّے سے یہی معروف کوا مراد ہو تو بھی اس کا حرام ہونا مذکورہ بالا حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کیوں کہ حدیث شریف میں جس خباثت کی بناء پر اس کو فاسق کہا گیا ہے وہ حرمت کو مستلزم نہیں ہے۔ اس حدیث میں جن جانوروں کا ذکر ہے ان میں سے جو جانور کسی دوسری دلیل سے حرام ثابت ہو جائے گا وہ حرام قرار پائے گا۔ اور جس جانور کی حرمت کسی اور دلیل سے ثابت نہ ہوگی وہ محض اتنی بات سے کہ اسے فاسق کہا گیا ہے یا اس پر لفظ "خبیث" کا اطلاق کیا گیا ہے حرام قرار نہیں دیا جا سکتا۔

دوسرا مغالطہ سعیدی صاحب سیدنا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا درج ذیل قول نقل کرتے ہیں۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما من یاکل الغراب وقد سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسقا واللہ ماھو من الطیبات۔

(سنن ابن ماجہ ص ۲۳۴)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کوّے کو کون شخص کھائے گا جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو فاسق فرما چکے ہیں۔ قسم بخدا وہ حلال جانوروں میں سے نہیں ہے۔

جواب اول تو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جس کوّے کو فاسق قرار دیا ہے وہ "البقع" کوا ہے جس کے پیٹ اور پیٹھ پر سفیدی ہوتی ہے۔ نیز وہ جنگلی کوا ہے اور اس کی غذا صرف مردار ہے۔ لہٰذا اس کو ہمارے علاقوں میں پائے جانے والے کوّے پر منطبق کر دینا سراسر بد دیانتی ہے۔ کیونکہ معروف

کوّے میں مذکورہ اوصاف میں سے ایک وصف بھی نہیں پایا جاتا۔

دوسرے سیّدنا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما کے نزدیک تو مرغی بھی مکروہ ہے۔ چنانچہ امام شمس الائمہ سرخسی رح (م ۴۸۳ھ ۱۰۹۰ء) فرماتے ہیں۔

وكان ابن عمر رضي الله عنه يكره اكل الدجاج لانه يتناول الجيف۔ المبسوط

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما مرغی کھانے کو مکروہ سمجھتے تھے کیوں کہ وہ ناپاک خور ہے۔

سعیدی صاحب کو سیّدنا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما کا مسلک بڑا مہنگا پڑے گا کیوں کہ پھر وہ اپنے "اعلیٰ حضرت" کے "وصایا شریف" والی "مرغ کی بریانی" اور "مرغ پلاؤ" سے اپنے کام و دہن کی ضیافت نہیں کر سکیں گے۔

باقی رہا ان کا مسلک کوّے کے بارے میں تو وہ ہمارے لئے مضر نہیں ہے کیونکہ وہ جس کوّے کو غیر طیب قرار دے رہے ہیں وہ وہ کوا ہے جسے حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے "فاسق" فرمایا ہے۔ اور ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ وہ کوا اس "معروف کوّے" کے علاوہ ایک جنگلی مردار خور کوا ہے جس کے پیٹ اور پیٹھ پر سفیدی ہوتی ہے۔

تیسرا مغالطہ

سعیدی صاحب کا فرمانا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوا فاسق ہے۔ اور حیوانات میں فسق اور فاسق کا اطلاق اس جانور پر آتا ہے۔ جس کا کھانا حرام ہو۔ اس کے بعد سعیدی صاحب نے حافظ ابن حجر عسقلانی رح کی درج ذیل ناتمام عبارت بطور تائید نقل کی ہے۔

واما المعنى في وصف الدواب المذكورة بالفسق فقيل

یعنی کوّے وغیرہ کو فاسق اس لئے فرمایا ہے کہ یہ حلال جانوروں کے حکم سے خارج

لخر وجها عن حکم غیر ھا من الحیوان فی تحریم قتلہ و قیل فی حل اکلہ۔

(فتح الباری ص ۳۱ ج ۴)

ہے۔ اس کو حرم میں قتل کرنا حلال اور اس کا کھانا حرام ہے۔

جواب پہلی اور اصل بات تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کوے کو فاسق فرمایا ہے وہ یہ معروف کوا نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حیوانات میں فسق اور فاسق کا اطلاق اس جانور پر آتا ہے جس کا کھانا حرام ہو اس کلیہ کا ثبوت کیا ہے ؟ کیا فقہ حنفی میں ایسا کوئی کلیہ موجود ہے ؟

باقی سعیدی صاحب نے حافظ ابن حجر عسقلانی رح کی نا تمام عبارت جو نقل فرمائی ہے اور پھر جس طرح اس کا ترجمہ کیا ہے اسے دیکھ کر ایک بار تو ہم حیرت میں ڈوب گئے کہ کیا ان لوگوں کا مبلغ علم ہی یہ ہے یا قصداً دجل و تلبیس سے کام لیا جا رہا ہے؟

بات دراصل یہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رح نے مذکورہ پانچ جانوروں کو فاسق کہنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے تین قول نقل کئے ہیں۔ جن میں سے تیسرے قول کو حافظ ابن حجر رح نے ترجیح دی ہے۔ اور یہ تیسرا قول ہی حنفیوں کا بھی پسندیدہ ہے۔

بہر حال حافظ ابن حجر رح نے اس سلسلہ میں جو تین قول نقل کئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ فسق کے لغوی معنی چونکہ نکلنے کے ہیں اس لئے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ چونکہ عام قابل شکار جانوروں کا قتل کرنا حرم میں جائز نہیں ہے لیکن یہ پانچ جانور عام دوسرے جانوروں کے اس حکم سے مستثنیٰ اور خارج ہیں اس لئے انہیں فاسق کہا گیا ہے۔ بعض دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ عام دوسرے جانوروں کا کھانا چونکہ حلال ہے اور یہ پانچوں جانور دوسرے جانوروں کی طرح حلال ہونے سے خارج ہیں اس لئے ان کو فاسق

کہا گیا ہے۔ تیسرا قول جو حنفیوں کا ہے وہ یہ ہے کہ ایذاء دینے اور فساد کرنے میں یہ جانور دوسرے جانوروں سے چونکہ بہت ممتاز اور علیحدہ ہیں اس لئے ان کو فاسق کہا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۴ھ : ۱۶۰۶ء) نے فواسق کی شرح موذیات کی ہے یعنی اذیت دینے والے۔ ملاحظہ ہو مرقات جلد ۵۔ ص ۳۸۸۔

اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح فرماتے ہیں۔

بدانکہ در ہر یکے ازیں دو حدیث پنج چیز از جنس موذیات مذکور شد۔	ترجمہ: جان تو کہ ان دو حدیثوں میں سے ہر ایک میں موذی یعنی اذیت دینے والی چیزوں میں سے پانچ چیزیں ذکر ہوئی ہیں۔

نیز فرماتے ہیں۔

منحصر دریں پنج نیست بلکہ ہمہ موذیات را حکم ہمیں است۔ (اشعۃ اللمعات: ص ۳۳۷ ج ۲)	جن جانوروں کا قتل کرنا حرم میں جائز ہے وہ ان پانچ میں منحصر نہیں ہیں بلکہ تمام موذی جانوروں کا یہی حکم ہے۔

بہر حال حافظ ابن حجر رح نے تیسرا قول جو حنفیوں کا تھا اس کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے۔

" اس تیسرے قول کے قائل کے نزدیک جو جانور بھی فساد کرنے والا اور ایذاء دینے والا ہو وہ انہی پانچ کے حکم میں ہے۔ کیونکہ ابو سعید رض کی حدیث میں آیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ چوہے کو حدیث میں فویسقہ کیوں کہا گیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم ایک بار نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ایک چوہا چراغ
کی جلتی ہوئی بتی منہ میں لئے ہوئے ہے گھر جلانے کے لئے۔ یہ حدیث
اشارہ کرتی ہے کہ پانچوں جانوروں کو فاسق اس لئے کہا گیا ہے کہ ان کا
فعل فساق کے فعل کی طرح اذیت دیتا ہے۔ یہ حدیث آخری قول کو ترجیح
دیتی ہے۔ واللہ اعلم۔"

(فتح الباری : ص ۳۱ : ج ۴)

سعیدی صاحب نے دیانت کا ثبوت دیتے ہوئے ایک تو تیسرا قول جو مسلک
حنفی کے مطابق تھا اس کو سرے سے نظر انداز کر دیا اور اس کو نقل کرنے کی زحمت ہی
گوارا نہ کی۔ اور جو دو قول نقل کئے اپنی جہالت یا خیانت سے ان کا ترجمہ ایسا کیا۔ کہ
دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ دو قول نہیں ہیں بلکہ ایک ہی قول ہے۔ اور گویا فاسق کہنے کی وجہ
سب کے نزدیک بالاتفاق ان کا حرام ہونا ہے۔

چوتھا مغالطہ

سعیدی صاحب رقمطراز ہیں۔
"پنجوں سے چیر پھاڑ کر شکار کر کے کھانے والے
جانوروں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے۔ نیز جمہور ائمہ
مذاہب امام ابو حنیفہ رح۔ امام شافعی رح۔ امام احمد رح اور جمہور لوگ پنجوں
سے شکار کرنے والے پرندہ کو حرام قرار دیتے ہیں۔ اور کوّا بھی اسی کلیہ
میں داخل ہے لہذا وہ بھی حرام قرار پایا۔ (ملخصا عرفات)

جواب

جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے بالکل درست ہے۔ لیکن یہ تو فرمایئے
کہ پنجوں سے شکار کرنے کا مطلب آپ جانتے بھی ہیں یا نہیں؟
ہم پہلے باحوالہ ثابت کر چکے ہیں کہ پنجے سے شکار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ فضا میں ہوا
ہی سے اپنے شکار کو پنجوں کے ذریعہ اچکے کوّے صاحب میں اتنی طاقت کہاں؟ وہ تو

روٹی یا بوٹی کا کوئی ٹکڑا اگر زمین سے بھی اٹھاتا ہے تو چونچ کے ذریعہ نہ کہ پنجوں سے۔ جب وہ بے چارہ اپنے پنجوں سے زمین پر پڑی ہوئی بوٹی نہیں اٹھا سکتا تو فضاء میں اڑنے والے پرندوں کو پنجے کے ذریعہ کیسے شکار کر سکتا ہے ؟

پانچواں مغالطہ

سعیدی صاحب لکھتے ہیں۔

"حرمت کا سبب یا خبث ہے یا ایذاء۔ کوّے میں ایذاء کا وصف بھی ہے کیونکہ وہ چیرتا پھاڑتا ہے اور بچوں سے روٹی جھپٹ کرلے جاتا ہے۔ اور خبث بھی۔ کیوں کہ وہ گندگی اور مردار بھی کھا لیتا ہے۔ اس لئے عقلاً اور قیاساً بھی یہ حرام قرار پایا۔"

(ملخصاً عرفات)

جواب

یہ درست ہے کہ حرمت کا سبب یا خبث ہے یا ایذاء۔ بلکہ کوّے کو اگر خبیث کہا گیا ہے تو اسی بنا پر کہ وہ موذی ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔ لیکن ہر ایذاء سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ چنانچہ ابوبکر جصاصؒ (م ۳۷۰ھ؛ ۹۸۱ء) فرماتے ہیں۔

وقد یترک الاسد العدو علیهم فی حال اذ لم یکن جائعا والجمل الهائج قد یعدو علی الانسان و کذالک الثور فی بعض الاحوال ولم یعتبر ذالک هو ولا غیره فی هذه الاشیاء فی تحریم الاکل۔

شیر کبھی حملہ کرنا ترک کر دیتا ہے۔ جب کہ وہ بھوکا نہ ہو۔ اور غضب ناک اونٹ کبھی انسان پر حملہ آور ہوتا ہے۔ اور ایسے ہی بیل بعض حالات میں حملہ کرتا ہے۔ لیکن ان کے حلال یا حرام ہونے میں اس ایذاء یا اس کے علاوہ (اس جیسی) کسی اور ایذاء کا اعتبار نہیں ہے۔

(۱) ایضاً

(احکام القرآن للجصاص، ص ۱)

بہرحال ثابت ہوگیا کہ ہر ایذاء سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ وہی ایذاء مؤثر فی الحرمت ہے جو پہلے تفصیل سے بیان کی جاچکی ہے۔ یعنی ایذاء بالناب اور ایذاء بالمخلب اور اس کی حقیقت پہلے واضح کی جاچکی ہے۔ اس کے علاوہ کسی قسم کی ایذاء حرمت کے لئے علت نہیں بن سکتی۔ ہم نے ایسے لڑاکا مرغ بھی دیکھے ہیں کہ جنہوں نے کئی بچوں کو اچھل کر اس طرح چونچ ماری کہ آنکھ پھوٹتے پھوٹتے بچی۔ اور آنکھ کے قریب گہرا زخم ہوگیا۔ اور جہاں تک تعلق ہے بچوں سے روٹی چھیننے کا تو عام طور پر پالتو مرغی بھی چھوٹے بچوں سے روٹی چھین لیتی ہے۔

اور سعیدی صاحب نے کوّے کی خباثت ثابت کرنے کے لئے یہ جو فرمایا ہے کہ وہ گندگی اور مردار بھی کھالیتا ہے انتہائی غلط اور ان کی جہالت کا غماز ہے کیوں کہ پاک چیزوں کے ساتھ ساتھ گندگی اور مردار کھالینے سے اگر وہ خباثت ثابت ہو جائے جو حرمت کی علت ہے تو پھر مرغی بھی خبیث اور حرام ہونی چاہیے۔

یہاں سے معلوم ہوگیا کہ پاک چیزوں کے ساتھ ساتھ مردار وغیرہ کھانے سے وہ خباثت قطعاً ثابت نہیں ہوتی جو حرمت کی علت ہے۔

سعیدی صاحب لکھتے ہیں۔

"اگر حرمت کے دلائل سے صرف نظر کر کے صرف مرغی پر قیاس کرنا مقصود ہے تو پھر کتا۔ چیل۔ اور گدھ بھی حلال ہونے چاہئیں۔ کیونکہ یہ جانور بھی گندگی اور مردار کے علاوہ پاک چیزیں مثلاً روٹی وغیرہ بھی کھالیتے ہیں۔ اگر دوسرے دلائل کی وجہ سے یہ جانور حرام ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ان دلائل کی وجہ سے کوا حرام نہ ہو؟"

سعیدی صاحب ! ابھی تو آپ بڑے زور وشور سے عقلاً اور قیاساً کوے کی حرمت ثابت کرنے کے لئے اس میں حلال وحرام مخلوط غذا کھانے کی وجہ سے خباثت ثابت کر رہے تھے اور ابھی اپنے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب کی وصیت کے مطابق تیار ہونے والی مرغ کی بریانی اور مرغ پلاؤ کو دیکھ کر آپ کے منہ میں پانی آگیا۔

اور اب آپ فرماتے ہیں کہ مخلوط غذا کھانے سے نہ حرمت ثابت ہوتی ہے نہ خباثت۔ بلکہ جس طرح کتا مخلوط غذا کھانے کے باوجود اپنی مخلوط غذا کے باعث نہیں بلکہ دوسرے دلائل کے باعث حرام ہے اسی طرح معروف کوا بھی گو مخلوط غذا کھاتا ہے۔ لیکن اپنی مخلوط غذا کے باعث نہیں بلکہ دوسرے دلائل کی وجہ سے حرام ہے۔

بہرحال ہمارے لئے تو خوشی کی بات ہے کہ آپ مخلوط غذا کو حرمت یا خباثت کی علت قرار دینے سے دستبردار ہو گئے۔ اگرچہ یہ ساری کارروائی اپنے اعلےٰ حضرت کی " وصایا شریف " کے "مرغ پلاؤ" اور "مرغ کی بریانی " کے بچاؤ کی خاطر ہے۔ ع دیوانہ بکار خویش ہوشیار

لیکن ہمیں اس سے کیا غرض کہ آپ مخلوط غذا کو حرمت یا خباثت کی علت قرار دینے سے کس بنا پر دستبردار ہوئے ہیں۔ ؎

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا ؛ غواص کو مطلب ہے صدف سے کہ گوہر سے

رہے کوے کی حرمت کے دوسرے دلائل تو جو سعیدی صاحب نے پیش کئے تھے مختصراً ان کے جوابات ہم نے عرض کر دیئے ہیں۔ چونکہ کتاب میں زیر بحث مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر کافی تفصیل سے روشنی ڈالی دی گئی ہے اسلئے ہم انہی چند مختصر کلمات پر اکتفاء کرتے ہیں۔ والھدایۃ بید اللہ۔

انوار احمد ایم کام

ناظم اعلیٰ انجمن ارشاد المسلمین پاکستان ؛ ۲ شعبان ۱۳۹۹ھ ؛ ۲۸ جون ۱۹۷۹ء



برادرانِ اسلام۔ قریب قریب تمام ہندوستان میں اس متعارف کوے کی حلّت و حرمت کا شور و شغب ہو رہا ہے۔ بات تو صرف اس قدر تھی کہ کوے کی متعدد حلال و حرام اقسام ہیں یہ دیسی کوّا جو عموماً بستیوں میں پایا جاتا ہے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حلال ہے لیکن چونکہ متروک الاستعمال ہے اس لیے نہ کسی نے اس کے کھانے کا خیال کیا نہ استفتاء کی ضرورت پیش آئی بلکہ عوام کا خیال یہی رہا کہ حرام کوّا یہی ہے۔ چند روز ہوئے سہارنپور کے کسی باشندے نے حضرت شیخ المشائخ مولٰنا رشید احمد صاحب گنگوہی مدظلہ سے استفتا کیا اور مولٰنا ممدوح نے معمولی طور پر وہ جواب دے دیا جو اپنے اُستاد حضرت مولٰنا شاہ مملوک علی صاحبؒ سے سُنا اور اپنی ذاتی تحقیق سے کتب فقہ میں تحقیق فرمایا تھا کہ "مذہب حنفیہ میں کوّا حلال ہے البتہ کوے کی وہ قسم حرام ہے جو ابقع کہلاتی ہے وہی موذی و فاسق ہے اور وہی کرگس کی طرح نجاست خور ہے"

اتنی سی بات پر معمولی مولویوں نے اپنا کمالِ علم یہ ظاہر فرمایا کہ وعظ تقریر فتوے اشتہارات رسائل اخبار جملہ مراحل طے کر ڈالے اور اپنے اکابر و اساتذہ کو گالیاں دیں اور عوام سے دلوائیں حالانکہ متعارف کوے کا یہ مسئلہ کوئی جدید مسئلہ نہیں ہے۔ مرحوم علماء سلف کے زمانہ میں بھی استفتا ہوئے اور اس کی حلّت ظاہر ہوئی لیکن زمانہ کا اقتضا اور چودھویں صدی کی آزادی کا منشا ہے کہ عقل کو، فہم کو، اصول شریعت کو، مذہب حنفیت کو، سب کو بالائے طاق رکھ کر آنکھیں بند کر کے وہ وہ خامہ فرسائی کی گئی کہ قطع نظر اس کے شرعی مسئلہ ہونے کے عام سلیم الطبع مہذب حضرات بھی اس کو سخت نامناسب سمجھتے ہیں۔ در حقیقت ان کی تردید میں وقت ضائع کرنا محض بے سود

اور اپنے اکابر کو بُرا کہلوانے کا سبب بنتا ہے۔ اس لیے کمترین نے ہندوستان کے مشہور و معروف علماء اور مرحوم اکابرِ دین کے فتاویٰ محض احقاقِ حق کی غرض سے۔ جمع کئے اور بغرض افادہ عام شائع کر دیئے۔

ہر انصاف پسند طبیعت کو چاہیئے کہ اوّل مفتی و مصدق کا اندازہ کرے کہ کس مرتبہ کا اور کس پایہ کا ہے۔ اتماماً للحجۃ یہ آخری تحریر ہے۔ مخالفین اگر اس پر بھی ساکت نہ ہوں تو ان مخاصانِ خدا پر اعتراض کر کے اپنی عاقبت خراب کریں۔ مجوزین میں سے کسی کا بھی یہ خیال نہیں کہ کوا کھایا ہی جائے اس کے کھانے پر کون زور دے سکتا ہے جب کہ بھتیری حلال چیزیں عام طور پر کھانے میں مستعمل ہیں۔ بھتیرے حلال جانور آپ کو ایسے ملیں گے کہ جن کے کھانے کی اب تک نوبت بھی نہیں آئی پھر اگر کوا کھایا تو کیا اور نہ کھایا تو کیا البتہ چونکہ حرام چیز کو حرام اور حلال شئے کو حلال سمجھنا عقیدہ کے متعلق ہے اور عقیدہ دین کی اصل ہے اس لیے اس مجموعہ کے انطباع کی ضرورت پیش آئی۔ ہمیں مخالفین کی طرح کسی فتویٰ یا تحریر پر جعلی اور فرضی دستخط کرنے نہیں آتے۔ اس لیے عام طور پر اعلان کیا جاتا ہے کہ ان تمام فتاوے کی اصل موجود ہے جس کو جس مہر یا دستخط میں شک ہو مشتہر کے پاس آکر دیکھ لے اور اپنا پورا اطمینان کرلے۔ ہم نے اپنا کام پورا کر دیا۔ اب جو چاہے مانے جو چاہے نہ مانے۔

فستذکرون ما اقول لکم و افوض امری الی اللہ واللہ بصیر بالعباد۔

المشتہر

نصیر الدین ساکن میرٹھ محلہ کرم علی

فتوےٰ قدوۃ العلماء زبدۃ الفقہاء سالکِ مسلک طریقت راہبر جادۂ شریعت

حضرت مولینا رشید احمد صاحب گنگوہی ادام اللہ ظلہ

ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ۔ اندریں مسئلہ کہ کوا دیسی جو عموماً بستیوں میں پایا جاتا ہے حلال ہے یا حرام۔ فقہاء نے بعض اقسام کوّے کو حلال لکھا ہے اور بعض کو حرام اب یہ دریافت کرنا منظور ہے کہ یہ کوا قسم حرام میں ہے یا حلال میں؟ بینوا توجروا

الجواب

کتب فقہ میں تعیینِ اقسام غراب میں الفاظ مختلف ہیں مگر جب یہ فیصلہ خود کتبِ فقہ میں مذکور ہے کہ مدار اس کی خوراک پر ہے۔ پس یہ کوا جو ان بستیوں میں پایا جاتا ہے اگر یہ عقعق نہ ہو تو بھی اس کی حلت میں شبہ نہیں ہے اس لیے کہ جب وہ بھی خلط کرتا ہے اور نجاستہ و غلہ و دانہ سب کچھ کھاتا ہے تو اس کی حلت بھی مثل عقعق کے معلوم ہو گی خواہ اس کو عقعق کہا جاوے یا نہ کہا جاوے فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رشید احمد

فتوےٰ جناب مولینا مولوی حاجی صوفی احمد حسن صاحب کانپوری سلمہ

الجواب

یہ معمولی کوا جو میلے اور دانے سے پرورش پاتا ہے کبھی دانہ کھاتا ہے اور کبھی میلا امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک حلال ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ

ہے۔ مگر اصح یہ ہے کہ حلال ہے۔ فی التنویر وشرحہ الدر المختار

تنویر اور در مختار میں ہے کہ:

وَ حَلَّ غُرَابُ الزَّرْعِ الَّذِیْ یَأْکُلُ الْحَبَّ وَالْاَرْنَبُ وَالْعَقْعَقُ هُوَ غُرَابٌ یَجْمَعُ بَیْنَ اَکْلِ جِیَفٍ وَحَبٍّ وَالْاَصَحُّ حِلُّهٗ۔ فِیْ رَدِّ الْمُحْتَارِ هُوَ قَوْلُ الْاِمَامِ وَقَالَ اَبُوْ یُوْسُفَ یُکْرَهُ۔	غراب الزرع جو کہ صرف دانہ کھاتا ہے حلال ہے نیز خرگوش اور عقعق بھی حلال ہے۔ عقعق وہ کوا ہے جو دانہ اور مردار دونوں کھالیتا ہے اور اس کا حلال ہونا ہی زیادہ صحیح ہے۔ ردالمحتار میں ہے کہ یہ امام ابوحنیفہ رح کا قول ہے اور امام ابویوسف رح نے فرمایا کہ مکروہ ہے۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے کہ:

وَالْغُرَابُ الْاَبْقَعُ مُسْتَخْبَثٌ طَبْعًا فَاَمَّا الْغُرَابُ الزَّرْعِیُّ الَّذِیْ یَلْتَقِطُ الْحَبَّ مُبَاحٌ طَیِّبٌ وَاِنْ کَانَ الْغُرَابُ بِحَیْثُ یَخْلِطُ فَیَاْکُلُ الْجِیَفَ تَارَةً وَالْحَبَّ اُخْرٰی فَقَدْ رُوِیَ عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَّهٗ یُکْرَهُ وَعَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَّهٗ لَا بَأْسَ بِاَکْلِهٖ وَهُوَ الصَّحِیْحُ عَلٰی قِیَاسِ الدَّجَاجَةِ۔	غراب الابقع (جو صرف مردار کھاتا ہے) طبعاً گندہ ہے اور غراب زرعی جو صرف دانہ چگتا ہے مباح اور پاکیزہ ہے۔ اور اگر کوا ایسا ہو جو مردار اور دانہ دونوں کھالیتا ہو تو اس کے بارے میں امام ابویوسف رح سے مروی ہے کہ مکروہ ہے اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں، یہی صحیح ہے، جیسا کہ مرغی دونوں چیزیں کھانے کے باوجود حلال ہے۔

عنایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ:

وَاَمَّا الْغُرَابُ الْاَسْوَدُ وَالْاَبْقَعُ فَهُوَ اَنْوَاعٌ	غراب اسود و ابقع کی تین قسمیں ہیں، اوّل جو صرف

ثلثة نوع يلتقط الحب ولا يأكل الجيف
وليس بمكروه ونوع منه لا يأكل الا الجيف
وهو الذي سماه المصنف الابقع الذي
يأكل الجيف وانه مكروه ونوع يخلط
يأكل الحب مرة والجيف اخرى و
لم يذكره في الكتاب وهو غير مكروه
عند ابي حنيفة رح مكروه عند ابي
يوسف قوله وكذا الغداف وهو
غراب القيظ لا يؤكل واصل ذلك
ان ما يأكل الجيف فلحمه نبت من الحرام
فيكون خبيثا عادة وما يأكل الحب لم
يوجد فيه ذالك وما خلط كالدجاج
والعقعق فلا بأس باكله عند ابي حنيفة وهو
الاصح لان النبي صلى الله
عليه وسلم اكل الدجاجة
وهي مما يخلط۔

دانہ چگتا ہے اور مردار نہیں کھاتا یہ (بالاتفاق) مکروہ
نہیں ہے۔ دوّم جو صرف مردار ہی کھاتا ہے، اور
اسی کو مصنف نے ابقع کہا ہے یہ مکروہ (تحریمی)
ہے۔ سوّم جو مردار اور دانہ دونوں کھالیتا ہے۔ اس کو
مصنف نے کتاب میں ذکر نہیں کیا یہ امام ابو حنیفہ رح
کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔ امام ابو یوسف رح کے
نزدیک مکروہ ہے۔ مصنف کا قول کہ ایسے ہی غداف
(غراب القیظ) ہے یعنی غراب ابقع کی طرح یہ بھی
نہیں کھایا جاتا۔ اور کوّے کے بارے میں قاعدہ
(کلیہ) یہ ہے کہ جو کوا (صرف) مردار کھاتا ہے اس کا
گوشت چونکہ حرام سے پیدا ہوتا ہے اسلئے عادۃً خبیث
ہے (لہٰذا اسکا کھانا ممنوع) اور جو کوا (صرف) دانہ کھاتا ہے
سمیں یہ وجہ نہیں پائی جاتی اسلئے حلال ہے اور جو کوا دونوں
کھالیتا ہے وہ مرغی کے مانند ہے اور عقعق کے کھانے میں امام
ابو حنیفہ رح کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے یہی صحیح ہے کیونکہ نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغی کھائی ہے جو کہ دانہ اور
گندگی دونوں کھاتی ہے۔

بحرالرائق شرح کنزالدقائق کے تکملہ میں ہے :

الغراب ثلثة انواع نوع يأكل الجيف
فحسب فانه لا يؤكل ونوع يأكل الحب فحسب

کہ کوّے کی تین قسمیں ہیں۔ اوّل جو فقط مردار کھاتا ہے
یہ نہیں کھایا جاتا۔ دوم جو فقط دانہ کھاتا ہے یہ کھایا

فَاِنَّهٗ يُؤْكَلُ وَنَوْعٌ يَخْلِطُ بَيْنَهُمَا وَهُوَ اَيْضًا يُؤْكَلُ عِنْدَ الْاِمَامِ وَهُوَ الْعَقْعَقُ لِاَنَّهٗ كَالدَّجَاجِ وَعَنْ اَبِيْ يُوْسُفَ اَنَّهٗ يَكْرَهُ اَكْلَهٗ لِاَنَّهٗ غَالِبُ اَكْلِهِ الْجِيَفُ وَالْاَوَّلُ اَصَحُّ۔

جاتا ہے۔ سوم جو مردار اور دانہ دونوں کھالیتا ہے یہ بھی امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک کھایا جاتا ہے۔ اور اسی کو عقعق کہتے ہیں کیونکہ یہ مرغی کے مانند ہے۔ اور امام ابویوسف سے مروی ہے کہ اس کا کھانا مکروہ ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار ہے اور امام ابوحنیفہؒ کا قول زیادہ صحیح ہے۔

زیلعی شرح کنز میں ہے:

اَلْغُرَابُ ثَلٰثَةُ اَنْوَاعٍ نَوْعٌ يَاْكُلُ الْجِيَفَ فَحَسْبُ فَاِنَّهٗ لَا يُؤْكَلُ وَنَوْعٌ يَاْكُلُ الْحَبَّ فَقَطْ فَاِنَّهٗ يُؤْكَلُ وَنَوْعٌ يَخْلِطُ بَيْنَهُمَا وَهُوَ اَيْضًا يُؤْكَلُ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَهُوَ الْعَقْعَقُ لِاَنَّهٗ كَالدَّجَاجِ وَعَنْ اَبِيْ يُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَّهٗ يَكْرَهُهٗ لِاَنَّ غَالِبَ مَاْكُوْلِهِ الْجِيَفُ وَالْاَوَّلُ اَصَحُّ۔

کہ کوّے کی تین قسمیں ہیں۔ اوّل جو صرف مردار کھاتا ہے اسے نہیں کھایا جاتا۔ دوم جو صرف دانہ کھاتا ہے۔ یہ کھا جاتا ہے۔ سوم جو دونوں کھالیتا ہے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ بھی کھایا جاتا ہے یہی عقعق کہلاتا ہے اس لیے کہ یہ مرغی کے مانند ہے اور امام ابویوسفؒ سے مروی ہے کہ یہ مکروہ ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار ہے۔ امام ابوحنیفہ رح کا قول زیادہ صحیح ہے۔

صاحب جامع الرموز "الابقع الذی یاکل الجیف" کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں لفظ ابقع مجاز مرسل غراب سے ہے اور غراب کی تین قسمیں ہیں (۱) ابقع جس میں سواد اور بیاض ہے (۲) اسود (۳) زاغ اَلَّذِيْ يَاْكُلُ الْجِيَفَ یعنی سوائے جیفہ اور جثہ میت کے دوسری چیز نہ کھاوے۔ اس قید کا فائدہ یوں بیان فرماتے ہیں:

وَفِيْهِ اِشْعَارٌ بِاَنَّهٗ لَوْ اَكَلَ كُلٌّ مِنَ الثَّلٰثَةِ الْجِيْفَ وَالْحَبَّ جَمِيْعًا حَلَّ وَلَمْ يُكْرَهْ وَقَالَا يُكْرَهُ وَالْاَوَّلُ اَصَحُّ كَمَا فِي الْخِزَانَةِ وَغَيْرِهٖ

اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر (مذکورہ) تینوں قسم کے کوّے مردار اور دانہ دونوں چیزیں کھائیں تو یہ سب بلا کراہت حلال ہوں گے۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ مکروہ ہوں گے لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے جیسا کہ خزانہ وغیرہ میں ہے۔

نیز جامع الرموز میں ہے:

وَغُرَابُ الزَّرْعِ وَيُقَالُ لَهٗ غُرَابُ الزَّيْتُوْنِ اَيْضًا وَهُوَ طَائِرٌ صَغِيْرُ الْجُثَّةِ اَحْمَرُ الرِّجْلِ اَسْوَدُ الْبَدَنِ وَالْمُرَادُ بِهٖ غُرَابٌ لَمْ يَأْكُلْ اِلَّا الْحَبَّ سَوَاءٌ كَانَ اَبْقَعَ اَوْ اَسْوَدَ اَوْ زَاغًا وَالْعَقْعَقُ وَهُوَ طَائِرٌ طَوِيْلُ الذَّنَبِ فِيْهِ سَوَادٌ وَبَيَاضٌ يُقَالُ لَهٗ بِالْفَارِسِيَّةِ (عكہ) وَعَنْ اَبِيْ يُوْسُفَ اَنَّهٗ يُكْرَهُ لِاَنَّ غَالِبَ اَكْلِهِ الْجِيَفُ كَمَا فِي الزَّاهِدِيِّ وَعَنْ مُحَمَّدٍ اِذَا اَكَلَ الْجِيَفَ يُكْرَهُ وَاِذَا الْتَقَطَ الْحَبَّ لَا يُكْرَهُ كَمَا فِي الْمُحِيْطِ

کہ غراب الزرع جسے غراب زیتون بھی کہا جاتا ہے۔ ایک چھوٹے جسم سرخ پاؤں اور کالے بدن والا پرندہ ہے (لیکن اصطلاح فقہ میں) اس سے مراد وہ کوّا ہے جو صرف دانہ کھاتا ہے خواہ وہ چتکبرا ہو یا سیاہ ہو یا زاغ۔ اور عقعق لمبی دم والا ایک پرندہ ہے جس میں سیاہی اور سفیدی ہوتی ہے جسے فارسی میں عکہ کہا جاتا ہے۔ امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ یہ مکروہ ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار ہے جیسا کہ زاہدی میں ہے اور امام محمدؒ سے مروی ہے کہ جب مردار کھائے تو مکروہ ہوگا اور جب دانہ چگے تو مکروہ نہیں ہوگا جیسا کہ محیط میں ہے۔

ان عبارات سے صاف ظاہر ہورہا ہے کہ کوّے کی علت حرمت کا دارومدار غذا پر رکھا ہے۔ جس کوّے کی غذا محض دانہ ہے وہ حلال ہے اور جس کی غذا محض جیفہ ہے وہ حرام ہے اور جس کی غذا مخلوط ہے۔ کبھی دانہ کبھی جیفہ وہ مختلف فیہ ہے۔ اصح مذہب امام الائمہ ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا ہے وہ یہ ہے کہ حلال ہے۔ رنگ کو دخل نہیں اسی واسطے صاحب جامع الرموز نے ابقع کو خاص نہیں رکھا بلکہ صاف تحریر فرمادیا کہ ابقع مجاز مرسل ہے، غراب سے غراب الزرع کو بھی خاص نہیں رکھا غراب الزرع کی اوّل تفسیر کی اس کے بعد فرمایا:

وَاُرِیْدَ بِہٖ غُرَابٌ لَحْمُہٗ یُؤْکَلُ اِلَّا الْحَبَّ سَوَاءٌ کَانَ اَبْقَعَ اَوْ اَسْوَدَ اَوْ زَاغًا وَاللہُ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ ذٰلِکَ کَذٰلِکَ وَاللہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَۃِ الْحَالِ

اور اس سے مراد وہ کوّا ہے جو صرف دانہ کھاتا ہے خواہ ابقع ہو یا اسود ہو یا زاغ ہو۔ واللہ اعلم

کتبہ عبدالصمد احمد عفی عنہ

الجواب صحیح

فقیر محمد جمال الدین عفی عنہ صابری نزیل مدرسہ فیض عام کانپور

صابری محمد جمال الدین بقلم

کتبہ احمد حسن عفی عنہ

دل مرتضیٰ جان احمد حسن

فتویٰ جناب مولینا مولوی حاجی صوفی ابومحمد عبداللہ صاحب انصاری ناظم محکمہ دینیات

مدرسۃ العلوم علی گڑھ

الجواب

اس دیسی کوّے میں امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف ہے امام صاحب فرماتے ہیں کہ اس کا کھانا مکروہ نہیں اور صاحبین فرماتے ہیں کہ مکروہ ہے۔ لیکن اس مسئلہ میں امام صاحب ہی کا قول مختار اور اصح کتب معتبرہ سے پایا جاتا ہے۔ چنانچہ عبارات ذیل سے ظاہر ہے۔

پس یہ دیسی کوا جو نجاست بھی کھاتا ہے اور دانہ ٹکڑا بھی کھاتا ہے حلال ہے۔

عنایہ میں ہے:

وَنَوْعٌ يَخْلِطُ يَأْكُلُ الْحَبَّ مَرَّةً وَالْجِيَفَ مَرَّةً أُخْرٰى وَهُوَ غَيْرُ مَكْرُوْهٍ عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَمَكْرُوْهٌ عِنْدَ أَبِيْ يُوْسُفَ انتهٰى۔

کہ جو کوا مردار اور دانہ دونوں کھالیتا ہے، امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔

اور سراجیہ میں ہے:

وَقَالَ صَاحِبَاهُ يُكْرَهُ انتهٰى۔

کہ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہ مکروہ ہے۔

اور سراج منیر میں ہے:

وَالْغُرَابُ الَّذِيْ يَأْكُلُ الْجِيَفَ وَالْحَبَّ يُؤْكَلُ عَلَى الْأَصَحِّ وَهُوَ الْمُخْتَارُ۔

کہ وہ کوا جو مردار اور دانہ دونوں کھاتا ہے اصح روایت کے مطابق کھایا جائے یہی پسندیدہ ہے۔

اور جامع الرموز میں ہے:

وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ كَمَا فِي الْخِزَانَةِ وَغَيْرِهَا۔

کہ قولِ اوّل زیادہ صحیح ہے۔ جیساکہ خزانہ وغیرہ میں ہے۔

اور عینی میں بھی ہے:

وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ انتهٰى۔

کہ قول اوّل زیادہ صحیح ہے۔

اور عالمگیریہ میں ہے:

أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِأَكْلِهِ وَهُوَ الصَّحِيْحُ عَلٰى قِيَاسِ الدَّجَاجَةِ

کہ اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہی صحیح ہے جیساکہ مرغی دونوں چیزیں کھانے

کَذَا فِی المبسوطِ ۲ انتہی ۔ کے باوجود حلال ہے ایسے ہی مبسوط میں ہے ۔

اور خزانۃ المفتیین میں ہے ؛

وَفِی الخزانۃِ المُفتِیِینَ یُوکلُ علیٰ الاَصَحِ انتہی کہ اصح روایت کے مطابق کھایا جائے ۔

المنقاد لامر اللہ
عبداللہ الانصاری

کتبہٗ ابو محمد عبداللہ الانصاری ناظم محکمہ دینیات

مدرسۃ العلوم علی گڑھ

فتویٰ جناب مولینا مولوی محمد طیب صاحب عرب مدرس اول

مدرسہ عالیہ ریاست رامپور

الجواب

کسی چیز کے حلال ہونے کے واسطے بس یہی دلیل کافی ہے کہ خداوند کریم نے اپنے کلام پاک میں صاف طور پر تحریر فرمادیا۔

فصّل لکم ما حرم علیکم یعنی جو شے حرام ہے اس کی تفصیل میں نے تمہارے واسطے بیان کر دی ۔

اور حرمت دو طرح ثابت ہوتی ہے قرآن شریف یا حدیث شریف سے جیسا کہ کلام ربانی میں ہے ۔ لتبین للناس لہٰذا قرآن مجید سے کوّے کی حرمت نہیں سمجھی گئی اور نہ حدیث شریف سے یہ مضمون ثابت ہے ۔ اب رہی یہ حدیث کہ غراب کے قتل کا حکم حرم میں کیا گیا ہے اس حدیث سے بعض علماء کوّے کی حلت میں شک کرنے لگے بعض نے مکروہ کہا کسی نے حرمت کی دلیل سمجھا ۔ لیکن امام ابو حنیفہ رح نے اس حدیث کو کوّے کی حرمت اور کراہت کی دلیل

نہ خیال کیا بلکہ امام صاحب کے نزدیک یہی کوا جو ہندوستان میں عموماً پایا جاتا ہے حلال ہے۔ دلیل کے واسطے دیکھو کتب فقہ۔

محمد طیب مدرس اوّل مدرسہ عالیہ رام پور

محمد طیب ۱۳۱۶ھ

فتویٰ جناب مولانا مولوی مفتی سعداللہ صاحب مرحوم و مغفور

مفتی ریاست اسلامیہ رام پور

الجواب

جواب سوال اوّل آنست کہ فی الواقع غراب خورندہ حبوب و نجاست نزد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حلال ست و نزد امام ابویوسف رح مکروہ کذا فی الھدایۃ و غراب مذکور او زبان عرب عقعق گویند و اصح درین باب قول امام اعظم است۔

سوال اوّل کا جواب یہ ہے کہ درحقیقت دانہ اور گندگی کھانے والا کوّا امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک حلال ہے اور امام ابویوسف رح کے نزدیک مکروہ جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور اس کوّے کو عربی میں عقعق کہتے ہیں اور اس مسئلہ میں زیادہ صحیح قول امام ابوحنیفہ رح کا ہے۔

کَمَا فِی الدُّرِّ الْمُخْتَارِ الْعَقْعَقُ هُوَ غُرَابٌ يَجْمَعُ بَيْنَ اَكْلِ الْحَبِّ وَالْجِيَفِ وَالْاَصَحُّ حِلُّهُ انتہی

وَفِی الْعِنَايَةِ وَالْعَقْعَقُ فَلَا بَاْسَ بِاَكْلِهِ عِنْدَ اَبِیْ حَنِيْفَةَ وَهُوَ الْاَصَحُّ لِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكَلَ الدَّجَاجَةَ وَهِیَ مِمَّا يَخْلُطُ انتہی۔

ذخیرۃ العقبیٰ میں ہے:

وَفِی ذَخِيْرَةِ الْعُقْبٰى اَلْغُرَابُ اَرْبَعَةُ اَنْوَاعٍ

کہ کوّے کی چار قسمیں ہیں اول جو صرف دانے کھاتا

نوعٌ یأکلُ الحبوبَ فقط یقالُ لهٗ غرابُ الزرعِ کما سیأتی فھو حلالٌ اتفاقا لانّهٗ لیس من سباعِ الطیورِ ولا یاکل الجیفَ ونوعٌ یاکل الجیفَ فحسب فھو حرامٌ اتفاقا ونوعٌ معدودٌ من سباعِ الطیرِ فھو حرامٌ اتفاقا ونوعٌ یجمعُ بین الحبِّ والجیفِ وھو حلالٌ عند الاعظم وھو العقعقُ الذی یقالُ لهٗ بالفارسیۃ (عکہ) لانّهٗ کالدجاجۃِ والثانی انّهٗ یکرہ لانّ غالبَ اکلہ الجیفُ والاوّل اصحّ کذا فی التبیینِ انتھی۔

ہے اسے غراب الزرع کہا جاتا ہے جیسا کہ عنقریب آئے گا یہ بالاتفاق حلال ہے کیونکہ یہ درندہ پرندوں میں سے نہیں ہے اور نیز مردار بھی نہیں کھاتا ہے۔ دوم جو صرف مردار کھاتا ہے یہ بالاتفاق حرام ہے۔ سوم جو درندہ پرندوں میں سے شمار کیا گیا ہے وہ بھی بالاتفاق حرام ہے۔ چہارم جو دانہ اور مردار دونوں کھا لیتا ہے یہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حلال ہے اور یہ عقعق کہلاتا ہے، اور فارسی میں عکہ کیونکہ یہ مرغی کے مانند ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار ہے اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے جیسا کہ تبیین میں ہے۔

صاحب ہدایہ کی کتاب التجنیس والمزید میں ہے:

وفی التجنیس والمزید لصاحب الھدایۃ اکلُ الخطافِ والفاختۃِ والعقعقِ لاباس بہ لانّہ لیس بذی نابٍ من السباعِ ولا ذی مخلبٍ من الطیورِ انتھی۔

کہ خطاف (ابابیل کے مانند ایک پرندہ ہے) فاختہ اور عقعق کے کھانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ کچلی والے درندوں اور پنجوں (سے ہوا میں شکار کرنے) والے پرندوں میں سے نہیں ہے

اور خزانۃ المفتیین میں ہے:

والغرابُ الاسودُ الذی یاکلُ الحبَّ

کہ وہ کالا کوا جو (صرف) دانہ کھاتا ہے وہ کھایا

وَالزَّرْعُ يُؤْكَلُ وَمَا يَأْكُلُ الْجِيَفَ وَالْحَبَّ
يُؤْكَلُ عَلَى الْاَصَحِّ انتہی۔

وظاہراً مراد فقہاء از عقعق ہمین غراب
متعارف بلاد و امصار معلوم میشود۔

اما جواب سوال ثانی آنست کہ طوطی
مشہور حلال۔

جیسا کہ سراج منیر میں ہے:
وَالطُّوطِيُّ الَّذِيْ يُقَالُ لَهُ طوطا حَلَالٌ
لِاَنَّهُ لَيْسَ بِسَبُعٍ يَصْطَادُ انتہی۔

وشعر مسطور نیز مطابق اصول حنفیہ مینماید
مگر مراد از کوّا کہ در آخر مصرع اول واقع شدہ نوع
حرام زاغ دارند چنانکہ تفصیلش گذشت واللہ
اعلم۔

جائے اور جو مردار اور دانہ دونوں کھاتا ہے وہ بھی
اصح روایت کے مطابق کھایا جائے۔

ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ فقہاء کی مراد عقعق
سے وہی کوا ہے۔ جو (ہمارے) شہروں اور علاقوں
میں متعارف ہے۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ مشہور طوطی حلال
ہے۔

کہ وہ طوطی جسے (عام طور پر) طوطا کہا جاتا ہے،
حلال ہے کیونکہ یہ شکاری درندہ نہیں ہے۔

اور شعر بھی اصولِ حنفیہ کے مطابق ہے مگر پہلے
مصرع کے آخر میں جس کوّے کا ذکر ہے اس سے
مراد کوّے کی وہ قسم ہے جو حرام ہے جیسا کہ تفصیل
گذر چکی ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ مفتی محمد سعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

فتویٰ جناب مولینا مولوی مفتی محمد لطف اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ معہ مواہیر دیگر

علمائے ریاست رام پور

الجواب

حسب تحقیق کتب عقعق یہی غراب ہے جو ہمارے دیار اور امصار میں متعارف ہے اور
حب اور جیف کو جمع کرتا ہے اسی کی حلّت اور کراہت کی بابت شیخین رحمہما اللہ کا اختلاف
ہے۔ اور علامہ شامی نے جو صفات عقعق کے تحریر کئے ہیں۔ وہ ضرور اس غراب میں موجود ہیں
فقہاء کا کلام بابت انحصارِ اقسامِ اربع غراب کے بنظرِ احتمالِ اربع صحیح و درست ہے کیونکہ غراب
یا مردار خوار ہوگا یا سباع وطیور میں داخل ہوگا۔ یہ دونوں بالاتفاق حرام ہیں یا دانہ خوار ہوگا یہ
بلاخلاف حلال ہے یا حب اور جیف دونوں کو جمع کرتا ہوگا، وہ امام اعظم رح کے نزدیک بروایت
مفتیٰ بہ حلال ہے۔ اور امام یوسف رح کے نزدیک مکروہ ہے اسی غرابِ متعارفِ آبادی کو بعض
مہوکہ بھی کہتے ہیں۔

صاحبِ ترجمہ درالمختار نے اس کو نقل کیا ہے۔ لیکن اہلِ شکار کا یہ بیان ہے کہ مہوکہ حلیہ
میں متقارب اسی غراب کے ہوتا ہے مگر رنگ سُرخی آمیز ہوتا ہے۔ جثہ اور آواز میں بھی فرق
ہوتا ہے۔ اہلِ شکار اس کو بے تکلف کھاتے ہیں۔ بہرکیف اگر از قسمِ غراب ہے تو از روئے تتبع
فقہاء انہیں اقسام اربع محصورہ مذکورہ میں داخل ہوگا۔ اور اس کی حلّت کا بھی حکم باعتبار احتمال اربع دانہ
خوری یا جیف خوری وغیرہ وغیرہ کے تابع ہوگا۔

خلاصہ مُرام یہ ہے کہ اس میں تو اہل بصیرت کو شک نہیں کہ غراب متعارف حب و جیف کو جمع
[illegible] ہے۔ و جامع جیف و حبہ کی حلّت کی بابت قاعدہ کلیہ بہ قیاسِ دجاجہ مخلات معہ مباحثہ

شیخین رحمہما اللہ افقہ الفقہا ر صاحبِ ترجیح نے فتاویٰ قاضی خان میں نقل کیا ہے۔

وَهُوَ هٰذَا عَنْ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا حَنِيفَةَ عَنِ الْعَقْعَقِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهٖ فَقُلْتُ إِنَّهُ يَأْكُلُ النَّجَاسَاتِ فَقَالَ إِنَّهُ يَخْلِطُ النَّجَاسَةَ بِشَيْءٍ آخَرَ كَالدَّجَاجَةِ لَا بَأْسَ بِهٖ وَ قَالَ أَبُو يُوسُفَ يُكْرَهُ الْعَقْعَقُ كَمَا يُكْرَهُ الدَّجَاجَةُ الْمُخَلَّاتُ۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رح سے عقعق کے دکھلانے ہکے، بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے میں نے کہا کہ وہ گندگی کھاتا ہے، آپ نے فرمایا کہ وہ گندگی کے ساتھ دوسری پاک اشیاء بھی کھاتا ہے لہذا کوئی حرج نہیں ہے۔ اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ عقعق مکروہ ہے جیسا کہ باہر پھرتے والی مرغی مکروہ ہے۔

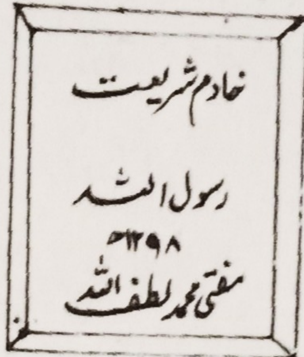
اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ حلتِ عقعق میں منفرد نہیں ہیں اور ائمہ بھی اسی رائے میں شریک ہیں۔ شیخ علی حزین نے رسالہ صیدیہ میں لکھا ہے عقعق عکہ است نزد حنفی و مالکی و حنبلی حلال است اور مخفی نہ ہے کہ اس قسم کے جانور جامع جیف وحبہ کے تین روز بند رکھنے کا حکم تا وقتیکہ اثر جیف کا لحم میں نہ پیدا ہو۔ ازراہِ نظافت و پاکیزگی ہے یعنی کراہتِ تنزیہی کی وجہ سے ہے نہ ازراہِ حرمت۔ چنانچہ فتاویٰ مذکورہ میں مسطور ہے۔

رُوِيَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُ الدَّجَاجَةَ وَإِنَّمَا يَحْبِسُ مَا يَتَنَاوَلُ الْجِيَفَ عَلٰى وَجْهٍ لَا يَظْهَرُ أَثَرُ ذٰلِكَ فِي لَحْمِهٖ عَلٰى وَجْهِ التَّنَزُّهِ۔

مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرغی کھاتے تھے دہاتی رہا، ایسی مرغی کو (تین دن تک) محبوس رکھنا جس کی مردار خوری کا اثر اس کے گوشت پر ظاہر نہ ہوا ہو تو وہ، محض تحصیل نظافت کے لیے ہے۔

تحقیق مسئلہ کی راہ سے دجاجۂ مخلات اور غرابِ جامعِ جیف وحبہ دونوں برابر ہیں یہ امر جدا ہے کہ رواج دجاجہ کے تناول کا بلا تکلف ہو اور غراب بوجہ عدمِ تمیز قسم حلال از غیرِ حلال یا بوجہ مضرت ترک کیا جاوے۔ ھذا ما القی فی البال و اللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔

العبد المذنب الاداہ محمد لطف اللہ عفی عنہ



فی الواقع جو کوا دانہ اور نجاست دونوں کھاتا ہے امام صاحبؒ کے نزدیک بلا کراہت حلال ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک مکروہ اور عقعق کا یہی حال ہے جس کو ہندی میں مھوکہ کہتے ہیں عام اس سے کہ یہی کوا ہو یا کوئی اور آخر۔

عنایہ میں ہے: وَنَوْعٌ يَخْلِطُ يَأْكُلُ الْحَبَّ مَرَّةً وَالْجِيفَ مَرَّةً اُخْرَى وَهُوَ غَيْرُ مَكْرُوْهٍ عِنْدَ اَبِيْحَنِيْفَةَ رح وَمَكْرُوْهٌ عِنْدَ اَبِيْ يُوْسُفَ۔

فتاویٰ سراجیہ میں ہے:

وَقَالَ صَاحِبَاهُ يُكْرَهُ ۱۲

السراج المنیر میں ہے:

وَالْغُرَابُ الَّذِيْ يَأْكُلُ الْجِيفَ وَالْحَبَّ يُؤْكَلُ عَلَى الْاَصَحِّ وَهُوَ الْمُخْتَارُ ۱۲

جامع الرموز میں ہے:

والاول اصح کما فی الخزانۃ وغیرھا

عینی میں ہے:

والاول اصح ۱۲

عالمگیری میں ہے:

عن ابی حنیفۃ رح انّہ لَا بَأسَ بِاَکلِہٖ وھو الصحیح علی قیاس الدجاجۃ کذا فی المبسوط ۱۲

خزانۃ المفتیین میں ہے:

یُؤکَلُ علی الاصح ۱۲

ہدایہ میں ہے:

وَقَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ رح لَا بَأسَ بِاَکْلِ الْعَقْعَقِ لِاَنَّہٗ یَخْلُطُ النَّجَاسَۃَ فَاَشْبَہَ الدَّجَاجَۃَ وَ عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ رح اَنَّہٗ یُکْرَہُ لِاَنَّ غَالِبَ اَکْلِہِ الْجِیَفُ ۱۲، ۱۲،

کہ امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا عقعق کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ مردار اور دانہ دونوں کھا لیتا ہے۔ لہذا مرغی کے مشابہ ہوا اور امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ یہ مکروہ ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار ہے۔

زیلعی میں ہے:

والاول اصح

کہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

عنایہ میں ہے:

وَمَا یَخْلُطُ کَالدَّجَاجِ وَالْعَقْعَقِ فَلَا بَأسَ بِاَکْلِہٖ عِنْدَ ابی حنیفۃ رح وھو الاصح لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَکَلَ الدَّجَاجَۃَ

کہ جو کوا مردار اور دانہ دونوں کھاتا ہے وہ مرغی کی طرح ہے اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک عقعق کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہی زیادہ صحیح ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغی کھائی ہے حالانکہ وہ

وَهِيَ مِمَّا يَخْلِطُ ۱۲ مردار اور دانہ دونوں کھاتی ہے۔

ہٰذا حکم الکتاب واللہ سبحانہ اعلم بالصواب۔

محمد منور علی عفی عنہ مدرس حدیث مدرسہ ریاست

الجواب صواب

دستخط احمد امین عفی عنہ مدرس سوم ریاست

محمد منور ۱۲۹۷ھ

الجواب صحیح

صَحَّ الْجَوَابُ عِنْدَ الْحَنِيفَةِ بِلَا خُفْيَةٍ ؛ لِاَنَّهٗ مُوَافِقٌ لِكُتُبِهِمُ الْفِقْهِيَّةِ ؛ وَ مُنْكِرُهٗ مِنْ فِرْقَةِ الْوَهَابِيَّةِ ؛ لِاَنَّهٗ يَأْخُذُ قَوْلَ ابِيحنيفة فِي الدَّجَاجَةِ وَيَتْرُكُهٗ فِي الغراب بِاتِّبَاعِ نَفْسِهِ الشَّهْوَانِيَّةِ ؛ وَيَقْتَدِي فِي ذالك قَوْلَ الَّذِي يَتَّبِعُ الشَّهَوَاتِ وَيَنْحَرِفُ عَنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَعَنِ الْاَحَادِيْثِ النَّبَوِيَّةِ يُمِيْتُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَوْيَهْدِيْهِ حَتّٰى لَا يَصُدَّ الْخَلَائِقَ عَنِ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ اِلَى صِرَاطِ الْجَهَنَّمِيَّةِ ؛ اٰمین اٰمین ثم اٰمین

حنفیہ کے نزدیک بغیر کسی خفاء کے جواب صحیح ہے کیونکہ یہ ان کی کتب فقیہ کے موافق ہے اور اس کا منکر فرقۂ وہابیہ میں سے ہے۔ کیونکہ وہ مرغی کے بارے میں تو امام ابوحنیفہ رہ کا قول لے لیتا ہے اور اپنے نفس شہوانی کی اتباع میں کوّے کے بارے میں (ان کا قول) چھوڑ دیتا ہے۔ اور اس بارے میں اقتداء کرتا ہے اس شخص کی جو شہوات نفسانیہ کے تابع اور کتاب اور احادیث نبویہ سے منحرف ہو۔ اللہ تعالےٰ اُسے موت دے یا ہدایت دے تاکہ وہ مخلوق کو صراط مستقیم سے روکتے ہوئے جہنم کے راستے کی طرف نہ لے جائے۔

فقیر محمد حسن

عبدہ المذنب محمد روشن الدین محمد پوری ۱۳۳۲ھ

وأكلت هذا الغراب المتنازع
فيه مع أستاذي المعظم السيد المولوي
محمد عطر شاه صاحب الساكن في البلدة
القاضي پور وهي قريب من السرحد علاقہ

الجواب صحيح لا شك في صحته
إلا للضالين المضلين المتبعين
بهواهم الذين يجتبون الدنيا
بالدين يلبسون للناس جلود
الضأن من اللين ألسنتهم
أحلى من السكر وقلوبهم قلوب
الذئاب يقول الله تعالى
في شأنهم أبي يغترون أم علي
يجترءون أولئك الذين يأ
خذون بقول إمامنا الهمام العلام
أبي حنيفة إذا كان
موافقا لقولهم ويتركونه
إذا كان مخالفا لهواهم في الحقيقة
ليسوا مقلدين ولا غير مقلدين
بل مذبذبين بين ذلك لا إلى

میں نے اس متنازع فیہ کوّے کو اپنے استادِ معظم
السید المولوی محمد عطر شاہ (ساکن قاضی پور) کے ساتھ
مل کر کھایا ہے۔

العبد محمد اعظم الدین عفی عنہ

جواب صحیح ہے اس کے صحیح ہونے میں (کسی کو)
کوئی شبہ نہیں ہے سوائے ان لوگوں کے جو خود
گمراہ، دوسروں کو گمراہ کرنے والے اور اپنی خواہش
کے تابع ہیں۔ جو دین کے بدلے دنیا حاصل کرتے
ہیں لوگوں (کو دکھانے) کے لیے بھیڑ کی کھال
پہنے ہوئے ہیں (لیکن) نرمی کی وجہ سے ان کی
زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہیں، ان کے دل بھیڑیوں
کے دل ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے بارے میں فرماتے
ہیں کہ کیا یہ میرے بارے میں دھوکہ میں پڑے
ہوئے ہیں یا مجھ پر جرأت کرتے ہیں یہی لوگ ہیں کہ
ہمارے امام ہمام علاّمہ ابو حنیفہ رح کا قول ان کے
قول کے موافق ہوتا ہے تو لے لیتے ہیں اور جب
ان کی خواہش کے مخالف ہوتا ہے تو چھوڑ دیتے
ہیں، در حقیقت یہ نہ مقلد ہیں نہ غیر مقلد بلکہ ان
دونوں کے درمیان مذبذب ہیں نہ ذکا ملا، ان کی طرف

هٰؤُلَاءِ وَلَا اِلٰى هٰؤُلَاءِ وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا۔

ہیں نہ ان کی طرف اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کردیں تو تو اس کے (راہِ راست پر لانے کے) لیے ہرگز کوئی راستہ نہ پائے گا۔

العبد بدر الدین

ذٰلک کذٰلک

محمد اکبر علی خان
محمد جعفر علی ولد

مولوی جعفر علی خان مدرس حدیث مدرسہ ریاست

ہوالموفق للصواب

صاحب درمختار و فتح القدیر تصریح فرماتے ہیں کہ جو کوا خلط کرے اکل جیف و حب میں وہ عقعق ہے بناءً علی ہذا التفسیر اس کوّے کو عقعق میں داخل کر کے علی الاصح حلال کہہ سکتے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ عقعق کا مصداق بنایا جائے تب بھی حلت مفہوم ہوتی ہے کیونکہ غراب کے اقسام میں سے کسی قسم میں ضرور مندرج ہوگا، اور اندراج اس کا سوائے قسم نوع یخلط بینہما اور میں نہیں ہوسکتا کما ہوالظاہر وَالْعَقْعَقُ هُوَ غُرَابٌ يَجْمَعُ بَيْنَ اَكْلِ جِيَفٍ وَحَبٍّ وَالْاَصَحُّ حِلُّهٗ انتہی درمختار۔ وَاعْلَمْ اَنَّ الْغُرَابَ ثَلَاثَةُ اَنْوَاعٍ نَوْعٌ يَاْكُلُ الْجِيَفَ فَحَسْبُ فَاِنَّهٗ لَا يُوْكَلُ وَنَوْعٌ يَاْكُلُ الْحَبَّ فَحَسْبُ فَاِنَّهٗ يُوْكَلُ وَنَوْعٌ يَخْلِطُ بَيْنَهُمَا وَهُوَ اَيْضًا يُوْكَلُ عِنْدَ الْاِمَامِ وَهُوَ الْعَقْعَقُ وَعَنْ اَبِيْ يُوْسُفَ اَنَّهٗ يُكْرَهُ اَكْلُهٗ لِاَنَّ غَالِبَ اَكْلِهِ الْجِيَفُ وَالْاَوَّلُ اصح انتہی من التکملۃ والفتح۔ حاشیہ کنز۔ ھکذا صرح فی العنایۃ حاشیۃ الھدایۃ۔

اور عدم رواج اکل اس کا بوجہ حرمت کے نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ اس کا گوشت تیسرے درجہ کا گرم و خشک ہے جو مضر ہے بھیپڑے کو اور ردی الغذا اور دیر ہضم ہے کما ہو مصرح فی کتب الطب الیئۃ اگر اس کوّے کا پنجے سے زخم اور شکار کرنا محقق ہو جائے گا۔ تو بلاشک طیور ذی مخلب میں داخل کر کے حرام کہا جائے گا ورنہ نہیں۔

واللہ سبحانہ اعلم۔

دستخط و مہر محمد معز اللہ خان مدرس ششم مدرسہ ریاست۔

محمد معز اللہ خان

نقل خط جناب فخر المحدثین زبدۃ المتکلمین مولٰنا مولوی محمود حسن صاحب مدظلہ العالی مدرس اوّل مدرسہ اسلامیہ عالیہ دیوبند عمرہا اللہ دالبقاہا دائما

کرم بندہ السلام علیکم آپ کا استفتا جو کوے کی حلت و حرمت کی بابت تھا مجھ کو ملا اور لگاتار آپ کے تین کارڈ بتقاضائے جواب بھی یکے بعد دیگرے پہنچے۔

آپ کو غالباً معلوم ہوگا کہ بندہ فتوے نویسی کا شائق نہ اس کام کے لائق ہیں امید کرتا ہوں کہ آپ تلاش بھی فرمادیں گے تو غالباً آپ کو بندہ کا لکھا ہوا فتوے ملنا بہت ہی دشوار ہوگا البتہ دیگر علماء کی تحریرات پر جو میری رائے میں صحیح ہوتی ہیں تکثیر سواد کے لیے نام لکھ دینے کی نوبت آتی رہتی ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی دیکھتا ہوں کہ اہل علم و دیانت جو اس منصب کے ہر طرح سے لائق ہیں ان کے متعدد فتوے اس مسئلہ میں موجود بلکہ مشہور پھر مسئلہ کوئی مخفی نہیں، کوئی اس میں پیچیدگی نہیں، اس پر بھی معمولی مولویوں نے ان کی تردید میں اپنا کمال علم و دیانت ظاہر فرمانے میں کوئی درجہ باقی نہیں رکھا وعظ تقریر فتوے اشتہارات رسائل اخبار جملہ مراحل طے کرڈالے اب ان جملہ امور کو لحاظ فرماکر بتلایئے کہ اس بارہ میں خامہ فرسائی کرنا فضول و بے سود ہے یا نہیں جب یہ مسئلہ ایک سیدھا اور ظاہر مسئلہ ہے اور علمائے حقانی مکرر اس کو بتلا چکے اور امر حق ظاہر کرچکے تو میرے یا کسی دوسرے کے لکھنے سے کون سی بہبودی کی توقع ہوسکتی ہے جب بعض صاحب اپنے

انکار پر ایسے پختہ ہیں کہ نہ کتب کو دیکھیں نہ اکابر کی سنیں تو اب ان سے کسی امر کی توقع رکھنا بالکل خیال خام ہے۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ دو خود غرض ملا میں مرغی حرام ہو جاتی ہے۔ کمبخت کوے کی تو حقیقۃً کیا ہے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ کسی جانب میں کسی غرض ذاتی کا تقاضا نہیں کہ خواہ مخواہ اس پر زور دیجئے نہ کسی منفعت دنیوی کی امید نہ کسی کی خوشامد داعی نہ شہرت ذبیک نامی کی طمع دامن گیر نہ بہانہ جو طبائع سے قبول کرنے کا خیال ادہر حق پسند اور طالب صواب حضرات کے لیے اس سے زاید کوئی کیا لکھے گا جو اہل حق شکر اللہ سعیہم مکرر سکرر ظاہر فرما چکے طرہ یہ کہ آجکل کے بہت سے اہل علم کی یہ شان کہ جس عبارت واضح سے واضح کا جیسا ارادہ فرماتے ہیں وہی مطلب اس کا سمجھ لیتے ہیں گویا معنی الفاظ ان کے ارادہ اور اعتبار کے تابع ہیں ان کا علم تابع الفاظ و معانی نہیں بلکہ یوں کہیئے کہ عبارات کے فی نفسہٖ کوئی معنی معین ہی نہیں جیسے چاہے معین کر لیے تمام اہل عقل و نقل اس امر پر متفق تھے کہ علم تابع معلوم ہوتا ہے۔ مگر آجکل کے اقوال و تحریرات سے اس کا عکس ظاہر ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ معلوم بھی بسا اوقات علم کا تابع بن جاتا ہے علاوہ ازیں افتاء کے لیے جو امور ضروری تھیں وہ تو پہلے ہی سے اُٹھتی چلی آتی تھیں مگر اب تو یہاں تک توسع ہو گیا کہ در بارۂ تحقیق مسائل شرعیہ معمولی علم اور نام کی طالب علمی کی بھی ضرورت نہیں رہی، ابو حنیفہؒ کے قول کی تردید جس کسی طبیب منشی شاعر رئیس وکیل سے چاہے لکھوا لیجئے۔ پھر فرمایئے تو سہی اس طوفانِ بے تمیزی میں اپنی اچھی خاصی جان کو پھنسا کر کون اپنی تضیع اوقات کرنے کو پسند کر سکتا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَأَیْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَّھَوًی مُتَّبَعًا وَّدُنْیَا مُؤْثَرَۃً وَّاِعْجَابَ کُلِّ ذِیْ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو دیکھے کہ بخل کی اطاعت اور خواہش نفس کی اتباع اور دنیا کو ترجیح دی جا رہی ہے اور جب تو دیکھے)

رَأيٍ بِرَأيِهٖ فَعَلَيْكَ بِخَاصَّةِ نَفْسِكَ او كما قال.

ہر ذی رائے کا اپنی ہی رائے کو پسند کرنا تو پھر ایسے وقت میں، تجھ پر صرف اپنی نگہبانی کرنا لازم ہے۔

مجھ کو اُمید ہے کہ آپ مجھ کو معذور سمجھ کر میری عرض کو قبول فرماویں گے آپ خود کتب مروجہ فقہیہ کو ملاحظہ فرمایئے اور جانبین کے اشتہارات وفتاوٰی بھی بہ نظر انصاف دیکھئے میں یقین کرتا ہوں آپ خود متعجب ہوں گے کہ اس مسئلہ بدیہی میں نزاع کی کیا بات ہے جو مدعیان فضل وکمال اس کی تردید میں پسینہ پسینہ ہو رہے ہیں۔ جس کا ماحصل یہی نکلے گا کہ مکھی کو مل کر بھینسا بنایا جاتا ہے اور حیلہ جو طبائع اپنے خیالات مختلفہ کی وجہ سے ایک سیدھی بات کو طول میں ڈال کر اپنے علم وفہم کی بیوقعتی کر رہے ہیں اور اگر آپ بلا ضرورت اسی امر پر متقاضی اور مصر ہیں کہ آپ کے سوال کے جواب میں کچھ میں بھی ضرور ہی عرض کروں تو خیر اصل مطلب اور بقدر حاجت عرض کر دینے میں مجھ کو بھی عذر نہیں، باقی نزاع پسند حضرات جو خواہ مخواہ ادھر ادھر کی باتوں میں کھینچ تان کر کے اپنے اغراض کی وجہ سے اصل مقصود کو رلانا اور حق کو چھپانا چاہتے ہیں اس کی تفصیل سے معافی چاہتا ہوں اُن امور کے جوابات تفصیلی کا کسی کو دیکھنا منظور ہو تو اس قسم کی تحریرات بھی متعدد آپ کو ملیں گی ان کو ملاحظہ فرمایئے۔

جناب من اصلی بات قابلِ گذارش تو ہے کہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ کوّے کی اقسام متعدد ہیں اور ان کے احکام میں باہم اختلاف ہے مگر اختلافِ حکم کا مبنی یعنی حلت و حرمت کے فرق کا باعث صرف اختلاف غذا ہے یعنی غراب کی بعض اقسام حلال اور بعض غیر حلال جو عند الفقہا ہیں۔ اس فرق کا باعث نہ اختلاف الوان ہے نہ اختلاف اشکال نہ اختلاف اصوات صرف اختلاف غذا اس اختلاف کا باعث ہے کیونکہ غذا ہی پر اس مسئلہ میں حکم حلت و حرمت متفرع ہے کسی خاص لون یا شکل یا آواز کو حلت یا حرمت میں اصلاً دخل نہیں اور جو

حجتی لا امتی ایسی بات میں کبھی چون و چرا کرنے کو موجود ہو اس سے خطاب ہی فضول ہے یہی

وجہ ہے کہ کوّے کی اقسام گو زاید ہیں مگر فقہاء رحمہم اللہ نے باعتبار غذا کل تین قسموں میں منحصر

فرماکر ایک قسم کو حلال بالاتفاق دوسرے کو حرام تیسرے کو مختلف فیہ بیان فرمایا ہے باعتبار

اختلاف الوان واشکال واصوات عالم میں کوّے کی کتنی ہی اقسام ہوں مگر بجمیع اقسامہا تین اقسام

مذکورہ میں ضرور داخل ہوگا یہ نہیں کہ ہر سہ اقسام سے خارج ہو جائے اور ان اقسام کی تنصیص میں

تمام فقہائے حنفیہ یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کوّے کی غذا محض نجاست و مردار ہے تو وہ قسم

بالاتفاق حرام ہے اور اگر محض غلہ اور دانہ کھاتا ہے مردار بالکل نہیں کھاتا تو بالاتفاق حلال ہے،

اور اگر دانہ و مردار دونوں چیزیں کھاتا ہے تو وہ قسم مختلف فیہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رح حلال اور

امام ابو یوسف رح اس کو مکروہ فرماتے ہیں۔ اور معتبر اور اصح امام کا قول ہے ہر چند یہ مضمون ایسا ظاہر

ہے کہ اس کے ثبوت میں نقل عبارات کی کوئی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ مگر مزید اطمینان و قطع

توہمات کے خیال سے ایک، دو عبارت بھی نقل کیے دیتا ہوں۔

وَاِنْ كَانَ الْغُرَابُ بِحَيْثُ يَخْلِطُ فَيَاكُلُ الْجِيفَ تَارَةً وَالْحَبَّ اُخْرٰى فَقَدْ

رُوِيَ عَنْ اَبِيْ يُوْسُفَ رح اَنَّهٗ لَا بَاْسَ بِاَكْلِهٖ وَهُوَ الصَّحِيْحُ عَلٰى قِيَاسِ الدَّجَاجِ

كَذَا فِي الْمَبْسُوْطِ ۱۲ - عالمگیریہ -

اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ جونسا کوّا دانہ و مردار دونوں چیزیں کھاتا ہے اس کو امام ابو

یوسف رح مکروہ اور امام ابوحنیفہ رح حلال فرماتے ہیں، اور امام ابوحنیفہ رح کا قول اس بارہ میں صحیح اور معتبر

ہے اور جو کوّا دونوں چیزیں کھاتا ہے اس کا اور مرغی کا ایک حکم ہے۔ عالمگیریہ میں فتاوی قاضی خان

سے جو مسئلہ کوّے کے بارہ میں نقل کیا ہے اس میں یہ قاعدہ کلیہ نقل فرماتے ہیں۔ فَكَانَ

الْاَصْلُ عِنْدَهٗ اَنَّ مَا يَخْلِطُ كَالدَّجَاجِ لَا بَاْسَ یعنی جو جانور مثل مرغی اور کوّے کے دانہ و

نجاست، دونوں چیزیں کھانے ہیں امام ابو حنیفہ رح کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ وہ سب حلال ہیں البتہ امام ابو یوسف ان سب کو مکروہ فرماتے ہیں۔

ان عبارات سے بے تکلف یہ بات معلوم ہو گئی کہ کسی صورت کا کوا ہو مگر جو دونوں چیزیں کھاتا ہے وہ کیا بلکہ ایسے تمام جانور پرندہ امام صاحب کے یہاں حلال اور ابو یوسف کے نزدیک مکروہ ہیں اور راجح قول امام ہے۔ لیجئے حضرت اس مسئلہ کی اصل حقیقت تو کل اتنی ہے جو عرض کر چکا اب اس سیدھی اور بے تکلف بات کو اپنی پیچیدگی طبع کی وجہ سے جتنا چاہو طول دے لو اور تمام شروح و فتاویٰ وغیرہ میں یہ امر موجود ہے انشاء اللہ اس کے خلاف کہیں کوئی عبارت کتب متداولہ معتبرہ میں نہ نکلے گی باقی غلط بینی اور غلط فہمی کا علاج کسی کی اختیاری بات نہیں ہے بغرض بعض منافع اتنا اور عرض کیے دیتا ہوں کہ کوے کی دو قسمیں مشہور یعنی اسود اور ابقع جو عام کتب میں موجود اور مذکور ہیں۔ ان میں سے دراصل کوئی قسم بھی حلت و حرمت کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ حسب معروضۂ سابق بلحاظ غذا وہی تین قسمیں حلال اور حرام بالاتفاق یا مختلف فیہ جیسے غراب اسود میں جاری ہیں ویسے ہی بعینہٖ غراب ابقع میں مسلم ہیں۔

قَالَ فِی الْعِنَایَۃِ وَاَمَّا الْغُرَابُ الْاَبْقَعُ وَالْاَسْوَدُ فَهُوَ اَنْوَاعٌ ثَلٰثَةٌ نَوْعٌ یَلْتَقِطُ الْحَبَّ وَلَا یَاْكُلُ الْجِیَفَ وَلَیْسَ بِمَكْرُوْهٍ۔ وَنَوْعٌ لَا یَاْكُلُ اِلَّا الْجِیَفَ وَهُوَ الَّذِیْ سَمَّاهُ الْمُصَنِّفُ الْاَبْقَعَ وَاِنَّهٗ مَكْرُوْهٌ۔ وَنَوْعٌ یَخْلُطُ فَیَاْكُلُ الْحَبَّ مَرَّةً وَالْجِیَفَ اُخْرٰی وَلَمْ یَذْكُرْهُ فِی الْكِتَابِ وَهُوَ غَیْرُ مَكْرُوْهٍ عِنْدَهٗ مَكْرُوْهٌ عِنْدَ اَبِیْ یُوْسُفَ۔

شامی وغیرہ میں مذکور ہے

وَحَلَّ غُرَابُ الزَّرْعِ هُوَ غُرَابٌ اَسْوَدُ غراب الزرع حلال ہے یہ ایک کالا چھوٹے جسم والا

صَغِيْرٌ يُقَالُ لَهُ الزَّاغُ وَقَدْ يَكُوْنُ مُحْمَرَّ الْمِنْقَارِ وَالرِّجْلَيْنِ قَالَ الْقُهُسْتَانِيُّ وَأُرِيْدَ بِهِ غُرَابٌ لَمْ يَأْكُلْ إِلَّا الْحَبَّ سَوَاءٌ كَانَ أَبْقَعَ أَوْ أَسْوَدَ أَوْ زَاغًا وَتَمَامُهُ فِي الذَّخِيْرَةِ انْتَهٰى

کوا ہے جسے زاغ بھی کہا جاتا ہے اور کبھی یہ سرخ چونچ اور سرخ پاؤں والا بھی ہوتا ہے۔ قہستانی نے فرمایا اس سے وہ کوا مراد ہے جو صرف دانہ کھاتا ہے خواہ وہ چتکبرا ہو کالا ہو یا زاغ ہو۔ یہ ساری تفصیل ذخیرہ میں ہے۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ ہر سہ اقسام مذکورہ اسود ابقع سب میں پائی جاتی ہیں اور مدار حلت و حرمت ہر ایک نوع میں غذا پر ہے الوان و اشکال کو اس حلت و حرمت میں کوئی دخل نہیں بلکہ ہر لون اور ہر ایک شکل کے کوے میں بوجہ اختلاف، غذا حلال حرام مختلف فیہ تینوں قسمیں جاری ہیں۔ جب یہ دونوں باتیں ذہن نشین ہو چکیں کہ مدار حلت و حرمت اس مسئلہ میں صرف غذا پر ہے کسی خاص شکل یا لون یا صوت کو حلت و حرمت میں کوئی دخل نہیں اور مردار خوار اور دانہ کھانے والے اور دونوں میں اختلاط کرنے والے اسود و ابقع ہر ایک نوع میں پائے جاتے ہیں۔ کسی نوع کے ساتھ مخصوص نہیں تو اب یہ بات خوب واضح ہو گئی کہ کوا جو ہمارے دیار میں موجود ہے چونکہ دونوں چیزیں کھاتا ہے اس لیے بلا تردد امام ابو حنیفہ رح کے مذہب میں بلا کراہت، حلال ہے اور بروئے انصاف اب ہم کو اس امر کی بھی حاجت نہ رہی کہ بوجہ اختلافِ الوان و اشکال و اصوات جو کوؤں کے چند نام اور اقسام عرف میں مشہور ہیں ان اقسام میں سے کسی خاص قسم میں اس کا داخل ہونا بتلائیں اور اس کا کوئی نام خاص معین کریں بلکہ ہم عام اجازت دیتے ہیں کہ جس کا جی چاہے اس کوے موجودہ کو ابقع میں داخل کر لیوے جس کا جی چاہے اسود کہہ لے۔ علیٰ ہٰذا القیاس جو چاہے عقعق کہے اور جس کا دل چاہے عقعق ہونے کا انکار کر دے بلکہ جس کا دل چاہے آنکھیں بند کر کے یہ کہنے کو تیار ہو جائے کہ عقعق سرے سے کوے کی

قسم اور نوع ہی نہیں کوئی دوسرا طائر ہے چنانچہ یہ تمام اقوال مدعیان فضل وکمال کے فتاوی اور اشتہارات میں پائے جاتے ہیں مگر بحمد اللہ ان فضولیات سے ہماری معروضات میں کوئی سقم پیدا نہیں ہوتا کما لا یخفی علی اللبیب۔ بجز اس بات کے کہ اس قسم کے زوائد امور کو پیش کرنے سے قایل کے انصاف وفہم کا موازنہ ہو جائے ہم کو کچھ مضر نہیں اگر ہم ان مفتیوں کی خاطر سے یہ بات تسلیم کرلیویں کہ عقعق نوع غراب ہی سے خارج ہے اور صاف ہدایہ کے ارشاد لا یسمی غرابا کے وہی معنی تسلیم کرلیں جو مفتیان خوش فہم نے لیے یا یہ مان لیں کہ موجودہ کوا عقعق میں داخل نہیں یا یہ موجودہ کوا ابقع ہے تو بجز اس کے کہ علمائے کثیرین معتبرین کی ایک طرف سے تغلیط کرنی پڑے گی اور کوئی نفع نہ ہوگا ہماری معروضات کو فرمایئے کیا گزند پہنچے ہمارا مدعی تو حسب ارشادات فقہا یہ ہے کہ جو کوا خلط کرتا ہے خواہ اس کو عقعق کہیئے یا ابقع یا کچھ اور وہ عند الامام حلال ہے اور خلط کرنے والا کوا ہر سہ اقسام مذکورہ میں پایا جاتا ہے وبس ہم کو نہ کسی شکل خاص کے تعیّن کی ضرورت نہ لون و صورت خاص کی نہ کوئی لون وغیرہ مدار حلت وحرمت پھر ہم کو ان فضولیات میں پڑنے کی کیا حاجت ہے آپ تھوڑا سا تامل وغور فرمائیں گے تو انشاء اللہ ان نزاعات دور دراز کا رکو بعینہ ایسا سمجھیں گے جیسا چند نابینا ہاتھی پر ہاتھ پھیر کر بوجہ اختلاف بیانات لڑنے مرنے کو موجود ہو گئے تھے اور ایک آنکھوں والے نے آکر سب کو مطلب سمجھا کر موافق بنا دیا تھا۔ یہ تو ان حضرات کا مبلغ پرواز ہے جو روایات فقیہہ معتبرہ میں خواہ مخواہ کے نزاعات پیدا کر کے اپنی مفت کی سرخروئی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور بعض صاحب بوقت ضرورت وتنگی فقہ کو یک لخت بالائے طاق رکھ کر احادیث کی طرف توجہ فرماتے ہیں اور لفظ فواسق جو دربارہ غراب وغیرہ احادیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں وارد ہے اس سے تائید اپنی رائے کی بیان کرتے ہیں مگر قطع نظر اس سے کہ یہ طرز مقلدین ائمہ کے مسلک کے بالکل خلاف ہے اور اس طرز کو ہمارے یہی

مفتیانِ باکمال کھلم کھلا بہت سے مواقع میں ناپسند فرماتے ہیں بلکہ اس طریقہ پر چلنے والوں کو غیر متقلد فرماتے ہیں بڑا ستم اس میں یہ ہے کہ لفظ فاسق کے معنی اصلی اور حقیقی تو حرام کے انشاء اللہ، تھوڑے سے علم و فہم والا بھی نہیں کہہ سکتا اب اگر فسق سے حرمت نکالی جائے گی تو لامحالہ عقلاً اور التزاماً نکالی جائے گی۔ جس کا مطلب صاف یہ ہوگا کہ ان صاحبوں کی عقل میں فسق حرمت کو مستلزم ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ استلزام صحیح نہیں اور یہ مدعیانِ استلزام جب اس استلزام کو کسی دلیل قابل قبول سے ثابت فرمادیں گے اس وقت انشاء اللہ اہل فہم کو اس کی حقیقت خود معلوم ہو جاوے گی، روایاتِ مذکورہ میں فسق کے معنی میں جو اقوالِ متعددہ موجود ہیں بروئے انصاف تو انشاء اللہ وہی اختلاف کافی ہوگا بشرطیکہ قواعد علمیہ کے موافق چلیں اور یوں دھینگا دھینگی کا تو کوئی علاج نہیں مگر آپ جانتے ہیں کہ دھینگا دھینگی کس کو نہیں آتی اور بعض صاحب جو ترقی فرماتے ہیں اور یہ جان لیتے ہیں کہ نہ فقہ سے کام چلا نہ حدیث سے مطلب نکلا تو حدیث و فقہ دونوں کو چوم چاٹ کر چھوڑ دیتے ہیں اور محض عقل پر اعتماد کرکے فرماتے ہیں کہ کوا بڑا موذی ہے کہیں روٹی وغیرہ اٹھا بھاگتا ہے کہیں زخمی جانوروں کو ستاتا ہے۔ الی غیر ذلک مگر اول تو یہ نو ایجاد قاعدہ کہ اس قسم کی ایذا بھی علتِ حرمت ہے نہ حدیث میں موجود نہ فقہ میں مذکور دوسرے انصاف سے دیکھیں گے تو مرغی میں بھی ضرر یہ اوصاف ملیں گے اور اہل عقل و انصاف کو تو اتنی ہی بات کافی ہے کہ یہ باتیں یعنی فسق و ایذا بالکل ایجادِ بندہ ہے ابو حنیفہ اور خود امام ابو یوسف ؒ میں جو گفتگو ہوئی کسی کو بھی اس قسم کی عللِ غریبہ عجیبہ نہ سوجھیں فقط اکل و خلطِ نجاست ہی کی بنا پر ہر دو حضرات نے اپنی اپنی رائے قائم فرمائی اور تمام شراح و مصنفین بھی اسی کو نقل فرماتے چلے آئے ان سب امور سے فراغت پاکر اور فقہ حدیث اپنے نام کی عقل کے مراحل طے کرکے بعض نے یہاں تلک بیباکی پر کمر باندھی کہ سب باتوں سے خلیع العذار

ہو کر میرزا رفیع السودا وغیرہ کے اشعار جو علمائے اہلسنت کی ہجو میں اسی بارہ میں لکھے گئے ہیں، انہیں کو پڑھ کر اور دیکھ کر ہنس ہنسا لیتے ہیں خدا خیر کرے ابھی تو روافض اور مبتدعین کے اشعار سے ابو حنیفہ رح کے مذہب کے ابطال اور اس پر تمسخر کی نوبت آئی خدا نخواستہ اگر جہالت و تعصب میں کچھ اور ترقی ہو گئی تو کلام الٰہی اور حدیث نبوی کی بھی خیر نظر نہیں آتی لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اب میں کہاں تلک آپ کی سمع خراشی اور اپنی خامہ فرسائی کیے جاؤں بشرط فہم و انصاف تو ایسی لغویات کی تردید کرنی بھی خالی از لغویت نہیں یا للعجب ولضیعۃ الادب۔ شعر

احمد کے از غم خود گفتم و خاموش شدم ۔۔۔ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

والسلام علیکم وعلی من لدیکم فقط

بندہ محمود ۔۔۔ الٰہی عاقبت محمود گردان

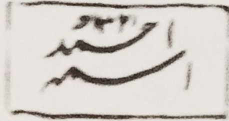
فتوے جناب مولٰنا مولوی میر احمد حسن صاحب محدّث امروہی مدرس اوّل مدرسہ اسلامیہ امروہہ ضلع مراد آباد

الجواب

گو تصریح نہیں اور نہ جزئیًا ثابت مگر فقہاء علیہم الرحمۃ نے جن صفات و جن علامات کے ساتھ بتلایا ہے مثلاً یہ کہ دانہ و مردار دونوں کھاوے یا اس کی گردن و سینہ پر سفیدی ہو ظاہرًا مراد اس سے یہ ہی کوا موجودہ فی دیارنا معلوم ہوتا ہے اور جو کہ ان صفات اور ان علامات کے ساتھ ہو بحکم ظاہر روایاتِ فقہ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک کھانا اس کا مباح ہے امام ابو یوسف رح کا خلاف اکثر نے لکھا ہے اور بعض نے امام محمد صاحب کا نیز رحمہما اللہ تعالیٰ یہ دونوں حضرات یعنی صاحبین ان اوصاف اور ان علامات کے کوّے کو مکروہ فرماتے ہیں اور فی الکراہت بحکم جلالہ مگر حرام

نہیں فرماتے بالجملہ اختلاف بین الاباحتہ والکراہتہ ہے نہ فی الحل والحرمتہ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

حررہ خادم الطلبہ احقر الزمن احمد حسن عفرلہ[۱]



فتوے جناب مولینا راس المتکلمین قامع اساس المبتدعین مولوی خلیل احمد صاحب

مدرس اوّل مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور

الجواب

یہ دیسی کوا جو ہندوستان کی بستیوں میں پایا جاتا ہے مذہب حنفیہ کے موافق حلال ہے کیونکہ ایک تو وہ جانور ہیں جو منصوص بالتحریم ہیں اور ان کی حرمت کی علت بیان نہیں ہوئی اور ایک وہ ہیں جن کی حرمت معلل بعلت ہے اور قاعدہ کلیہ کے تحت میں ان کی حرمت داخل ہے۔ جن جانوروں کی حرمت کو شارح نے معلل بعلت فرمایا ہے یا علت خبث قرار دی ہے۔ لقولہ تعالےٰ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ یا ذی ناب اور ذی مخلب ہونا فرمایا ہے:

کما فی الحدیث نہی عن کل ذی ناب من السبع وذی مخلب من الطیر۔ — حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے کچلی والے درندوں اور پنجوں (سے ہوا میں شکار کرنے) والے پرندوں کے (کھانے) سے منع فرمایا ہے۔

---

[۱] بعض کاغذوں میں کاتب کی غلطی کی وجہ سے یہ مہر غلط یعنی "احقر احمد حسن" شائع ہو گئی بعد میں جب مولینا ممدوح کے خط سے صحیح مہر کے الفاظ معلوم ہوئے تو مہر کو صحیح کروایا گیا اس پر بھی اگر کسی کو شبہ ہو تو بذریعہ تحریر مولینا ممدوح سے تصدیق کر کے پورا اطمینان کرے ۱۲

اور تصریح فقہاء سے واضح ہے کہ خبیث سے مراد وہ خبث ہے جو خلقی اور ذاتی ہو نہ عارضی کیونکہ خبثِ عارضی موجبِ حرمت نہیں ہوتا بلکہ خبثِ عارضی کی وجہ سے کراہت اس وقت تک رہتی ہے جب تک وہ عارض باقی رہے اور جب عارض زائل ہو جاتا ہے تو کراہت بھی جاتی رہتی ہے۔ دیکھو اونٹ، گائے، بھیڑ بکری، مرغی، جلالہ نجاست خوار کی کراہت اسی وقت تک رہتی ہے جب تک نجاست کا اثر باقی ہو اور جب اثر نجاست زائل ہو جاتا ہے کراہت بھی زائل ہو جاتی ہے۔

کفایہ میں ہے:۔

وَهُوَ قَدْ يَكُوْنُ خِلْقَةً كَمَا فِي الْحَشَرَاتِ وَالْهَوَامِ وَقَدْ يَكُوْنُ بِعَارِضٍ كَمَا فِي الْجَلَّالَةِ

کہ خبث کبھی خلقی ہوتا ہے جیسا کہ حشرات الارض اور ہوام میں اور کبھی عارضی جیسا کہ جلالہ میں۔ (شامی)

شامی اور خبث خلقی چونکہ زوال پذیر نہیں لہذا اس کی حرمت بھی زوال پذیر نہیں۔ اگر کرگس کو ابتدا سے دانہ اور حلال مذبوح کا گوشت کھلا کر پرورش کیا جائے تاہم حرام ہی رہے گا تو اس علت کی وجہ سے تمام جانورانِ مردار خوار اور تمام حشرات الارض اور تمام ہوام ذوات السم اور تمام غیر ذی دم اور تمام جانورانِ بحری سوائے سمک حرام ہوئے۔ اور دوسری علت کی وجہ سے تمام سباعِ طیور حرام ہوئے بلکہ اگر تدبر کی نظر سے دیکھا جاوے تو یہ کوئی دوسری علت نہیں ہے بلکہ اصل علت خبث ہے۔

یہ کوا جو بلادِ ہند میں پایا جاتا ہے چونکہ نہ منصوص بالتحریم ہے نہ صرف مردار خوار ہے نہ حشرات میں سے ہے نہ ذوات السم میں سے ہے نہ غیر ذی دم ہے نہ حیواناتِ بحر سے ہے نہ سباع میں سے ہے بلکہ دانہ اور مردار دونوں کھاتا ہے لہذا حلال ہوا جیسے دجاجہ کہ دانہ و نجاست کھاتی ہے اور حلال ہے اسی وجہ سے جناب شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لحم دجاجہ تناول

فرماکر امت کو تبلادیا کہ یہ خبث جو جیفہ خواری اور دانہ خواری سے پایا جاتا ہے مستوجب حرمت کو نہیں ہے بنا ئ علیہ ہمارے فقہا رحمۃ اللہ علیہم نے تمام ان جانوروں کو جو نہ منصوص التحریم ہیں اور نہ علل مذکورہ میں سے کسی علت کے نیچے داخل ہیں بلکہ ایسے غراب کو جو مردار بھی کھاتا ہے اور دانہ بھی کھاتا ہے بالتصریح حلال فرمایا ہے۔

ہدایہ میں ہے:

وَلَا یُؤْکَلُ الْاَبْقَعُ الَّذِیْ یَاْکُلُ الْجِیَفَ وَ کَذَا الْغُدَافُ قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ لَابَاْسَ بِاَکْلِ الْعَقْعَقِ لِاَنَّہٗ یَخْلِطُ فَاَشْبَہَ الدَّجَاجَۃَ وَعَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ اَنَّہٗ یُکْرَہُ لِاَنَّ غَالِبَ اَکْلِہِ الْجِیَفُ۔	کہ ابقع کوا جو کہ مردار کھاتا ہے نہ کھایا جائے اور ایسے ہی غداف (بھی نہ کھایا جائے) امام ابوحنیفہ رح نے فرمایا کہ عقعق کے کھانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ مردار اور دانہ دونوں کھاتا ہے لہذا مرغی کے مشابہ ہوا اور امام ابویوسف رح سے مروی ہے کہ یہ مکروہ ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار ہے۔

ماتن رح نے ابقع اور غداف کی حرمت کی طرف الذی یاکل الجیف بڑھاکر اشارہ فرمایا کہ اس میں حرمت کی وجہ وہ خبث ہے جو جیفہ خواری سے پیدا ہوا ہے اس پر یہ شبہ ہوتا تھا کہ جس میں جیفہ خواری پائی جائے وہ حرام ہو تو عقعق میں بھی جیفہ خواری متحقق ہے وہ بھی حرام ہو اس لیے لاباس باکل العقعق اس کے بعد لکھ کر فارق کی طرف اشارہ کیا کہ ابقع اور غداف کی جیفہ خواری جو مستوجب حرمت ہے وہ اور ہے اور عقعق کی جیفہ خواری جو مستلزم حرمت نہیں وہ دوسری ہے شارح رحمہ اللہ نے اپنی دلیل کے بیان میں اس فارق کی تصریح فرمائی اور لانہ یخلط لکھ کر ظاہر فرمایا کہ عقعق کی جیفہ خواری چونکہ وہ خلط کرتا ہے خبث کو حرمت کی حد تک نہیں پہنچاتی اور ابقع و غداف کی جیفہ خوری مخصنہ اور طبعی جیفہ خواری ہے لہذا وہ مستوجب

حرمت ہوگی اور اس کے ثبوت میں دجاجہ کو پیش کیا جس کی حلت نصی تھی گویا ثابت کر دیا کہ جو جانور حبوب و جیفہ کھانے میں خلط کرے وہ شرعاً حلال ہے۔ چنانچہ شراح ہدایہ اور دیگر فقہاء نے اس کی تصریح فرمائی۔

عینی حاشیہ ہدایہ میں ہے۔

قَالَ الْقُدُوْرِیُّ فِیْ شَرْحِ لِمُختصر الکرخی قَالَ اَبُوْ یُوْسُفَ سَأَلْتُ اَبَا حَنِیْفَۃَ عَنِ الْعقعقِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِہٖ فَقُلْتُ اِنَّہٗ یَاکُلُ الْجِیَفَ فَقَالَ اِنَّہٗ یخلط بشیٔ آخر فَحَصَلَ فِیْ قَوْلِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رحمہ اللہ اَنَّ مَا یَخْلُطُ لَا یُکْرَہُ اَکْلُہٗ۔	قدوری نے مختصر الکرخی کی شرح میں بیان فرمایا ہے کہ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمہ سے عقعق کے کھانے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں میں نے کہا کہ وہ گندگی کھاتا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ گندگی کے ساتھ دوسری پاک اشیاء بھی کھاتا ہے لہذا کوئی حرج نہیں۔ پس امام ابو حنیفہ رحمہ کے قول سے ثابت ہوا کہ جو کوا دونوں چیزیں کھائے اس کا کھانا مکروہ نہیں ہے۔

ہدایہ اور عینی کی عبارت سے واضح ہے کہ جو جیفہ خوار جانور خلط کرتا ہو اور جیفہ اور دانہ دونوں کھاتا ہو حلال ہے جیسے دجاجہ اور عقعق اور یہ دیسی کوا بھی خلط کرتا ہے تو یہ بھی حلال ہوا ہاں صرف امام ابو یوسف رحمہ نے عقعق کے بارے میں خلاف کیا اور مکروہ فرمایا اور دلیل یہ فرمائی ہے۔ لان غالب اکلہ الجیف اسی وجہ سے دجاجہ کو جس کا غالب اکل نجاست نہ ہو مکروہ نہیں فرمایا تو اس سے ثابت ہوا کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حرمت میں وہ جیفہ خواری بھی موثر ہے جو غالب ہو اگرچہ اس بارے میں راجح اور معتبر قول امام اعظم رحمہ

ہے کیونکہ اسی کو فقہاء نے اصح اور صحیح فرمایا ہے اور امام ابو یوسف رح کا قول یہ غیر مفتی بہ اور مرجوح ہے تاہم یہ کوا دیسی جیسے بقول امام اعظم رح حلال ہوا اسی طرح امام ابو یوسف رح کے قول پر بھی حلال ہوا کیونکہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک وہ جیفہ خواری موثر فی الحرمت ہے جو غالب ہو چنانچہ ان کی تعلیل سے جو عقعق کی کراہت میں فرمائی ہے عیاں ہے اور مشاہدہ شاہد ہے کہ اس دیسی کوے کی غالب غذا جیفہ نہیں ہے۔ بلکہ غالب غذا حبوب ہیں ۔کھیتی کے زمانہ میں جماعت جماعت کھیتوں میں رہتے ہیں اور اناج کھاتے ہیں اور جب کھیتی کا زمانہ نہیں ہوتا تو بستیوں میں چلے آتے ہیں اور گھروں میں سے غلّہ اور روٹی کھاتے ہیں۔ حتیٰ کہ گوبر میں سے بھی دانہ ہی چن کر کھاتے ہیں اور جیفہ بہت ہی کم کھاتے ہیں بلکہ مرغی بہ نسبت کوے کے زیادہ نجاست کھاتی ہے لہذا یہ دیسی کوا امام ابو یوسف رح کے نزدیک بھی مکروہ نہ ہوا اور مختلف فیہ صرف عقعق ہی رہا۔ اور اگر اس دیسی کوے کو عقعق تسلیم کیا جاوے جیسا کہ اکثر فقہاء نے تصریح فرمائی اور اطلاق لغوی دال ہے اگرچہ عرف میں عقعق جدا نام ہو گیا ہے۔

بحر الرائق میں ہے:

اَمَّا الْغُرَابُ الْاَبْقَعُ فَلِاَنَّہٗ یَاْکُلُ الْجِیَفَ فَصَارَ کَسِبَاعِ الطَّیْرِ وَالْغُرَابُ ثَلٰثَۃُ اَنْوَاعٍ نَوْعٌ یَاْکُلُ الْجِیَفَ فَحَسْبُ فَاِنَّہٗ لَا یُؤْکَلُ وَنَوْعٌ یَاْکُلُ الْحَبَّ فَحَسْبُ فَاِنَّہٗ یُؤْکَلُ وَنَوْعٌ یَخْلُطُ بَیْنَھُمَا وَھُوَ اَیْضًا یُؤْکَلُ عِنْدَ الْاِمَامِ وَھُوَ الْعَقْعَقُ لِاَنَّہٗ کَالدَّجَاجِ وَعَنْ	کہ غراب البقع چونکہ مردار کھاتا ہے لہذا وہ درندہ پرندوں کے حکم میں ہے اور کوے کی تین قسمیں ہیں۔ اوّل جو فقط مردار کھاتا ہے یہ نہیں کھایا جاتا۔ دوم جو فقط دانہ کھاتا ہے یہ کھایا جاتا ہے۔ سوم جو مردار اور دانہ دونوں کھا لیتا ہے یہ بھی امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک کھایا جاتا ہے اور اسی کو عقعق کہتے ہیں کیونکہ یہ مرغی کے مانند ہے۔ اور امام ابو یوسف رح سے مروی ہے

أبي يوسف أنّه يكره لأنّ غالِبُ اکل الجیف والاول اصح

کہ اس کا کھانا مکروہ ہے کیونکہ اس کی اکثر غذا مردار ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رہ کا قول زیادہ صحیح ہے۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ جو کوا خلط کرتا ہے وہ عقعق ہے تو یہ دیسی کوا بھی خالط ہے تو یہ بھی عقعق ہوا۔

در مختار میں ہے۔

وَالعقعقُ هُوَ غرابٌ يجمع بَيْنَ اكلِ جيفٍ وَحَبٍّ والاصح حله۔

شامی میں ہے۔

قَالَ فِي العنايةِ اَمَّا الغرابُ الابقع والاسود فهو انواعٌ ثلثةٌ نوعٌ يلتقط الحبَّ ولا يأكل الجيفَ وليس بمكروه ونوعٌ لا يأكل الّا الجيفَ وهو الذى سمّاه المصنف الابقع وانّه مكروه ونوعٌ يخلطيأكل الحبّ مرةً والجيفَ أخرى ولم يذكره فِي الكتابِ هو غير مكروهٍ عنده مكروهٌ عند ابى يوسف والاخير هو العقعق كما فى المنح

ان عبارات سے جیسا یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ دیسی کوا عقعق ہے۔ اسی طرح یہ بھی بتصریح ثابت ہوتا ہے کہ عقعق غراب کی ایک نوع ہے جو ان اقسام ثلاثہ میں داخل ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ غراب ان اقسام ثلاثہ میں منحصر ہے۔ اس کی کوئی نوع اقسام ثلاثہ مذکورہ سے خارج نہیں ہے اور انواع ثلاثہ میں سے جس نوع کی حرمت ہے وہ صرف بوجہ جیفہ خواری ہے لا غیر تو اس صورت میں گو ظاہر عبارات سے مفہوم ہوتا ہے کہ یہ دیسی کوا جو عقعق ہے فیما بین الشیخین رہ مختلف فیہ ہے مگر یہاں بھی اگر امام ابو یوسف رہ کی تعلیل کو دیکھا جاتا ہے تو اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ عقعق کی نوع میں وہ صنف مختلف فیہ ہے جس کا غالب اکل مردار ہو اور جس صنف کا غالب اکل مردار نہ ہو گا وہ بالاتفاق حلال ہو گی اور یہ دیسی کوا

اصناف عقعق میں سے غالب مردار نہیں کھاتا بلکہ غالب اناج کھانا ہے لہذا اس کی حلت مختلف فیہ نہ ہوگی بلکہ متفق علیہ ہوگی۔ بالجملہ حلت وحرمت کا مدار کسی تسمیہ اورکسی حلیہ اور کسی رنگ پر نہیں ہے اس کا مدار صرف کھانے پر ہے خواہ اس کا نام عقعق ہو یا نہ ہو اس کا حلیہ اور رنگ کسی طرح کا ہو اگر اس کی غذا صرف مردار ہے تو بالاتفاق حرام ہے اور اگر اس کی غذا صرف دانہ ہے تو بالاتفاق حلال ہے اور اگر مردار اور دانہ دونوں غذا ہیں اور مردار غالب ہے تو مختلف فیہ ہے۔ بقول راجح حلال ہے اور بقول امام ثانی مرجوح مکروہ ہے اور غالب غذا دانہ ہے تو وہ بھی بالاتفاق حلال ہے اور چلپی نے حاشیہ شرح وقایہ میں تبیین سے غراب کی رباعی تقسیم نقل کی۔

اعلم ان الغراب اربعة انواع نوع یاکل الحبوب فقط یقال له غراب الزرع کما سیاتی فهو حلال اتفاقا لانه لیس من سباع الطیور ولا یاکل الجیف ونوع یاکل الجیف فحسب فهو حرام اتفاقا ونوع معدود من سباع الطیر فهو حرام اتفاقا ایضا ونوع یجمع بین الحب والجیفة وهو حلال عند الاعظم وهو العقعق یقال له بالفارسیة عکه لانه کالدجاجة وعن الثانی انه یکره لان غالب اکله الجیف والاول اصح کذا فی التبیین وفیه نوع مخالفة للعنایه۔

قطع نظر اس سے کہ یہ تقسیم صحیح ہے یا غیر صحیح اور موافق جمہور ہے یا مخالف، چنانچہ خود چلپی نے مخالفت عنایہ کو ظاہر کر کے اس کے عدم اعتبار کو ظاہر کر دیا اور متتبع پر مخفی نہیں کہ یہ رباعی تقسیم صرف عنایہ کے ہی مخالف نہیں بلکہ تمام کتب معتبرہ شروح ہدایہ و شروح کنز اور فتاوی کے مخالف ہے تاہم اس دیسی کوّے کی حلت کو مثبت، ہے کیونکہ نوع رابع جو خالط بین اکل الحب والجیف ہے اس کو عقعق لکھ کر بقول امام اعظم اصح حلال لکھا اور تقابل اقسام سے واضح کر دیا کہ علت حرمت یا اکل جیف ہے یا سبعیت اور اس میں دونوں مفقود ہیں مردار خواری کا نہ ہونا

تو ظاہر ہے کہ یہ خالط ہے اور صرف مردار خوار نہیں ہے اور سبعیۃ کا نہ ہونا بھی مشاہدہ سے واضح ہے کیونکہ طیور کی سبعیۃ ذی مخلب اور ذی خطفہ ہونے پر ہے اور اس کی فقہاء نے یہ تشریح فرمائی ہے۔

در مختار میں ہے:

وَالسَّبُعُ كُلُّ مُخْتَطِفٍ مُنْتَهِبٍ جَارِحٍ قَاتِلٍ عَادَةً۔

درندہ ہر وہ جانور ہے جو عادۃً اچکنے لوٹنے زخمی کرنے اور قتل کرنے والا ہو۔

اور شامی میں ہے:

هُوَ حَيَوَانٌ مُنْتَهِبٌ مِنَ الْأَرْضِ مُخْتَطِفٌ مِنَ الْهَوَاءِ جَارِحٌ قَاتِلٌ عَادَةً قهستانی

درندہ وہ حیوان ہے جو عادۃً زمین سے لوٹنے اور ہوا سے اچکنے زخمی اور قتل کرنے والا ہو" قہستانی"

تمام دنیا جانتی ہے کہ یہ دیسی کوا ہوا اور خلا میں پنجہ سے شکار نہیں کرتا اور نہ اس کے پنجہ میں اتنی قوت ہے۔ چڑیا کا بچہ بھی اگر لے جاتا ہے تو چونچ میں پکڑ کر لے جاتا ہے ہاں بعض اوقات پنجہ سے پکڑ کر کھاتا ہے جیسا طوطا بھی پنجہ میں پکڑ کر کھاتا ہے اور سبعیۃ کو مثبت و مستلزم نہیں اور نیز ہدایہ میں ہے:

فَيَتَنَاوَلُ سِبَاعَ الطُّيُورِ وَالْبَهَائِمِ لَا كُلَّ مَالَهُ مِخْلَبٌ أَوْ نَابٌ۔

یہ شامل ہو گا درندہ پرندوں اور چوپایوں کو نہ ہر اس پرندہ کو جو پنجوں اور کچلی والا ہو۔

اس پر حاشیہ کفایہ میں لکھا ہے:

قوله لا كل ماله مخلب وناب فالحمامة لها مخلب والبعير له ناب والبقر كذالك وقالوا المراد بالناب والمخلب

صاحب ہدایہ کا قول کہ لا کل ماله مخلب او ناب پس کبوتر کے پنجے ہیں اور اونٹ وگائے کی کچلیاں ہیں فقہاء نے فرمایا ہے کہ کچلی اور پنجوں سے مراد وہ کچلی اور

مَا هُوَ سِلَاحٌ مِنْهُمَا بِأَنْ يَّصِيدَ بِهِمَا فَذَوَالنَّابِ مِنَ السِّبَاعِ الْاَسَدُ وَالذِّئْبُ وَالنَّمِرُ وَالْفَهْدُ وَالثَّعْلَبُ وَالضَّبُعُ وَالْكَلْبُ وَالسِّنَّوْرُ الْبَرِّيُّ وَالْاَهْلِيُّ وَذُوالْمِخْلَبِ مِنَ الطَّيْرِ الصَّقْرُ وَالْبَازِيُّ وَالعقابُ وَالشاهينُ ۔

پہنچے ہیں جو ان جانوروں کے لیے بمنزلہ ہتھیار ہوں کہ وہ ان سے شکار کرتے ہوں پس درندوں میں سے کچلی والے شیر، بھیڑیا، چیتا، تیندوا، لومڑی، بجو کتا اور جنگلی و پالتو بلّی (وغیرہ) ہیں۔ پرندوں میں سے پنجوں والے شکرا، باز، عقاب اور شاہین (وغیرہ) ہیں۔

اور جب اس کا پنجہ سلاح نہیں اور نہ اس سے شکار کر سکتا ہے تو یہ کوّا نہ ذی مخلب ہوا اور نہ سباع طیور میں داخل ہوا لہٰذا اس قول کے موافق بھی حرام نہ ہوا بلکہ متفق علیہ حلال ہوا کیونکہ امام ابو یوسفؒ کا خلاف اس غراب عقعق میں ہے جو باعتبار غالب عادت کے مردار خوار ہے نہ اس میں کہ جس کی مردار خواری مغلوب ہے اور غالب غذا اس کی حبوب ہیں تو تمام روایات سے بالاتفاق ثابت ہوا کہ یہ دیسی کوّا حلال ہے اور اگر مختلف فیہ تسلیم بھی کر لیا جائے تاہم حسب قول راجح مفتیٰ بہٖ جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ حلال ہے اور بمقابلہ اس کے امام ابو یوسفؒ کی روایت مرجوح ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو فاسق فرمایا اور حرم و احرام میں اس کے قتل کو مباح کیا۔

بخاری شریف میں مروی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ اَلْغُرَابُ الحديث

حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ جانور فاسق ہیں ان کو حرم میں (بھی) قتل کر دیا جائے ان میں ایک کوا ہے۔ الحدیث

یہ اس کی حرمت اکل کو مستلزم نہیں کیونکہ اس میں تو ایک لفظ فسق کا اطلاق فرمایا ہے اور یہ لفظ چند معانی میں مستعمل ہوتا ہے اس لیے کہ فسق کے اصل معنی خروج کے ہیں۔ چنانچہ بولتے ہیں۔

فَسَقَتِ الرُّطَبَۃُ عَنْ قِشْرِھَا اے خَرَجَتْ۔

فَسَقَتِ الرُّطَبَۃُ عَنْ قِشْرِھَا کے معنی ہیں خَرَجَتِ الرُّطَبَۃُ یعنی کھجور اپنے چھلکے سے نکل گئی۔

اور خروج کا تحقق مختلف طور پر ہو سکتا۔

نیل الاوطار میں ہے:

فَوُصِفَتْ بِذَالِکَ لِخُرُوْجِھَا عَنْ حُکْمِ غَیْرِھَا فِی تَحْرِیْمِ قَتْلِہٖ اَوْحِلِّ اَکْلِہٖ اَوْخُرُوْجِھَا بِالْاِیْذَاءِ وَالْاِفْسَادِ۔

ان (پانچ جانوروں) کو فسق کے ساتھ موصوف کیا گیا ہے کیونکہ یہ اپنے علاوہ دوسرے جانوروں کے حکم (حرم میں ممانعتِ قتل یا حلّتِ اکل) سے خارج ہیں یا اس لیے کہ موذی اور مفسد ہونے کی وجہ سے دوسرے جانوروں سے خارج ہیں۔

چنانچہ اسی وجہ سے کہ اس جگہ خروج کا تحقق مختلف اوصاف کے لحاظ سے ہو سکتا ہے مجتہدین امت اس کے حکم میں مختلف ہوئے۔

فتح الباری میں ہے:

وَذَھَبَ الْجُمْھُوْرُ کَمَا تَقَدَّمَ اِلَی اِلْحَاقِ غَیْرِ الْخَمْسِ بِھَا فِی ھٰذَا الْحُکْمِ اِلَّا اَنَّھُمْ اِخْتَلَفُوْا فِی الْمَعْنٰی فَقِیْلَ لِکَوْنِھَا مُوْذِیَۃً فَیَجُوْزُ قَتْلُ کُلِّ مُوْذٍ وَھٰذَا قَضِیَّۃُ مَذْھَبِ

جمہور اس بات کی طرف گئے ہیں کہ دوسرے بعض جانور بھی ان پانچ کے ساتھ ملحق ہیں البتہ علتِ الحاق میں ان کا اختلاف ہے امام مالکؒ کے نزدیک علت ایذا ہے لہٰذا ان کے نزدیک ہر موذی کا قتل (حرم میں)

مَالِكٍ وَقِيلَ لِكَوْنِهَا مِمَّا لَا يُؤْكَلُ فَعَلَى هٰذَا كُلُّ مَا يَجُوزُ قَتْلُهُ لَا فِدْيَةَ عَلَى المحرم فيه وَهٰذَا قَضِيَّةُ مَذْهَبِ الشَّافِعِي ثُمَّ قَالَ وَخَالَفَ الْحَنَفِيَّةُ فَاقْتَصَرُوا عَلَى الْخَمْسِ إِلَّا أَنَّهُمْ أَلْحَقُوا بِهَا الْحَيَّةَ لِثُبُوتِ الْخَبَرِ وَالذِّئْبِ بِمُشَارَكَتِهِ لِلْكَلْبِ فِي الْكَلْبِيَّةِ وَأَلْحَقُوا بِذَالِكَ مَنِ ابْتَدَأَ بِالْعُدْوَانِ۔

جائز ہے اور امام شافعی رح کے نزدیک علت غیر ماکول ہونا ہے۔ بہرحال جس جانور کا قتل محرم کے لیے جائز ہے اس کا فدیہ بالکل نہیں ہوگا۔ احناف کا اختلاف ہے وہ پانچ ہی پر اکتفاء کرتے ہیں۔ البتہ ایک اور حدیث کی بناء پر سانپ کو ان کے ساتھ شامل کرتے ہیں۔ اور بھیڑیے کو ان کے ساتھ شامل کرتے ہیں کیونکہ وہ کاٹنے میں کتے کے ساتھ شریک ہے۔ اور احناف کے نزدیک ان کے ساتھ وہ جانور بھی شامل ہے جو ابتداءً حملہ کرے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے جیسا یہ ثابت ہوا کہ بوجہ اختلاف محتملات مجتہدین امت اس کے حکم میں مختلف ہوئے اسی طرح یہ بھی ثابت ہوا کہ امام الائمہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حکم کو معلل بعلت حرمت اکل معتبر نہیں فرمایا تو نہ حرمت اکل اس کے حکم میں موثر ہوئی اور نہ یہ فسق حرمت اکل میں موثر ہے کیونکہ فسق کے اس جگہ معنے خروج من الحرمۃ التی لغیرھن مراد ہیں۔

عینی نے بخاری کی شرح میں فرمایا ہے:

وَسُمِّيَتْ هٰذِهِ الْخَمْسُ فَوَاسِقَ لِخُرُوجِهِنَّ عَنِ الْحُرْمَةِ الَّتِي لِغَيْرِهِنَّ وَانَّ قتلهن للمحرم و في الحرم مباح۔

کہ ان پانچ کا نام فاسق اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ اس حرمت (اعزاز) سے نکلے ہوئے ہیں جو دوسرے جانوروں کے لیے ہے اور حرم میں نیز محرم کے لیے ان کا قتل جائز ہے۔

اور خروج عن الحرمت اور اباحت تنق مبتدی بالاذی ہونے کی وجہ سے قرار دیا اور مبتدی بالاذی ہونا غراب کا بایں صورت ہے جس کی عینی شارح بخاری نے تصریح فرمائی ہے۔

فَالْغُرَابُ يَنْقُرُ ظَهْرَ الْبَعِيْرِ وَيَنْزِعُ	کہ کوا اونٹ کی پیٹھ پر چونچ مارتا ہے اور اس
عَيْنَهُ اِذَا كَانَ حَسِيْرًا وَيَخْتَلِسُ	کی آنکھ نکال لیتا ہے جب کہ وہ کمزور اور تھکا ہوا
اَطْعِمَةَ النَّاسِ۔	ہو۔ اور لوگوں کا کھانا اچک لیتا ہے۔

ابتدا بالاذی حرمت اکل کے لیے علت کافی نہیں کیونکہ اول تو اگر یہ کافی ہوتا تو فقہاء رحمہم اللہ اس کے حرمت کی دلیل میں فسق کو فرماتے جو منصوص بنفی لحوق بالخبائث کی ضرورت نہ ہوتی۔ دوسرے یہ کہ حرمت میں جو ایذاء موثر ہے وہ ایذاء ہے جو ذی ناب اور ذی مخلب میں ہے نہ مطلق ایذاء۔ کفایہ حاشیہ ہدایہ میں ہے۔

وَالْمُؤَثِّرُ فِي الْحُرْمَةِ الْاِيْذَاءُ فَهُوَ طَوْرًا يَكُوْنُ	کہ حرمت میں موثر ایذاء یا خبث ہے ایذاء کبھی
بِالنَّابِ وَتَارَةً يَكُوْنُ بِالْمِخْلَبِ اَوِ الْخُبْثُ	کچلی کے ذریعہ ہوتی ہے اور کبھی پنجوں کے
وَهُوَ قَدْ يَكُوْنُ خِلْقَةً الخ	ذریعہ۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ صاحب کفایہ نے علت حرمت اکل کو دو فردوں میں منحصر فرمایا۔ ایک ایذاء دوسری خبث اور ایذا کی نسبت فرمایا کہ وہ کبھی ناب کے ساتھ ثابت ہوتی ہے اور گاہے مخلب کے ساتھ اس کا تحقق ہوتا ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ علت اکل میں صرف وہ ایذاء موثر ہے جو ناب اور مخلب کے ساتھ متحقق ہو غراب کی ایذاء موثر فی الحرمت نہیں ہے اور اگر مطلق ایذاء موثر فی الحرمت ہو تو وزغ کو بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فویسق فرمایا ہے اس کی حرمت کی علت بھی ایذاء ہو حالانکہ اس کی حرمت کی علت خبث لکھتے ہیں نہ ایذاء علاوہ ازیں اگر فسق کا اطلاق مستوجب حرمت ہو تو لفظ شیطان کا

اطلاق جو مقتضی خبث اور ایذا دونوں کو ہے زیادہ مستو جب حرمت ہوگا چنانچہ اونٹوں کے بارہ میں ارشاد ہے۔

فَاِنَّهَا خُلِقَتْ مِنَ الشَّيَاطِيْنِ كما رواه ابن ماجة وغيره من المحدثين

کہ یہ شیطانوں سے پیدا کئے گئے ہیں جس طرح روایت کیا ابن ماجہ اور دوسرے محدثین نے۔

اور ظاہر ہے کہ جس کی خلقت شیاطین سے ہوگی وہ کس درجہ خبیث اور موذی ہوگا تو وہ بالاولیٰ حرام ہونا چاہیئے اور حمام کے بارے میں وارد ہے شیطان تبع شیطانة۔ اور نیز کلب اسود کو شیطان فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ کافر کا شکار کیا ہوا جانور حرام ہے۔ تو رئیس الکفار کا یعنی شیطان یا مثیلِ شیطان کا شکار کیا ہوا کیونکر حلال ہوگا حالانکہ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ حلال فرماتے ہیں:

"تو ثابت ہوا کہ اس قسم کے اطلاقات لسانِ شرع میں عند الحنفیہ حرمتِ اکل کو مستلزم نہیں بلکہ حرمتِ اکل کا ثبوت بعد اطلاقاتِ مذکورہ محتاجِ دلیل خارجی کا ہوتا ہے۔ اگر کسی مُحَرِّم دلیل سے حرمت ثابت ہوگئی فبہا ورنہ حلال رہے گا۔"

چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی باوجودیکہ علتِ قتل کی علت ایذاء کو فرمایا ہے تاہم غراب ابقع بلکہ چیل کو بھی حلال فرمایا۔

عینی میں ہے:

وَعَنْ اَبِيْ مُصْعَبٍ فِيْمَا ذَكَرَهُ ابْنُ الْعَرَبِيِّ قُتِلَ الْغُرَابُ وَالْحِدَاءَةُ وَاِنْ لَمْ يَبْتَدِيَا بِالْاَذٰى و

ابو مصعب سے مروی ہے اس روایت میں جس کو ابن عربی نے ذکر کیا ہے کہ چیل، کوّے کو قتل کیا جائے گا اگرچہ ایذا دینے میں ابتداء نہ کریں اور

يُؤْكَلُ لَحْمُهَا عِنْدَ مَالِكٍ
مالکؒ کے نزدیک ان کا گوشت کھایا جاتا ہے۔

دوسرے لفظ تیقتلن فی الحل والحرم یا جو اس جیسے الفاظ وارد ہوئے ہیں اس سے بوجہ قلتِ فہم و تدبر خیال ہو سکتا ہے۔ کہ جب شارح نے ان کے قتل کا حکم حِل اور حرم میں فرمایا اور نیز بموجب بعض روایات کے احرام میں بھی تو وہ کیونکر حلال ہو سکتے ہیں، اگر وہ حلال ہوتے تو شارع ان کے قتل کا حکم کیوں فرماتا اور ان کو قتل کرا کر کیوں ضائع کراتا۔ جواب اس مغلطہ کا یہ ہے کہ یہاں غلطی اس وجہ سے پیش آئی کہ یقتلن کے معنی تو عام ہیں ذبح کو بھی شامل ہیں جس کے یہ معنی ہوں گے کہ قتل مباح ہے اگر ماکول ہے تو قتل کھانے کے لیے بھی مباح ہے اور اگر غیر ماکول ہے تو قتل بدونِ حلّتِ اکل مباح ہے اور لفظ یقتلن کے معنی یہ اختیار کیے ہیں کہ صرف ضائع کرنے کے لیے قتل کئے جائیں نہ کھانے کے لیے گویا قتل کو ایک اس کی فرد خاص میں منحصر کر لیا ہے جس کی وجہ سے غلطی واقع ہو گئی اور قتل کا اطلاق کھانے کے لیے ذبح کرنے پر خود قرآن پاک میں موجود ہے۔

لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ ؕ	اور شکار کو قتل مت کرو جب کہ تم حالتِ احرام میں ہو اور جو شخص تم میں سے اس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر پاداش واجب ہوگی جو کہ مساوی ہوگی اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا ہے جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں۔

اس جگہ قتل عام ہے ذبح کو بھی شامل ہے جو کھانے کے لیے ہو۔ جب یہ ہوا تو حرمتِ اکل کسی طرح ثابت نہ ہوئی اور یہ توجیہ اس روایت کے بموجب ہے جس کے مطابق عقعق بھی اباحتِ قتل کے حکم میں داخل ہے یا خالط بین الحب والجیف سے جدا

کرکے ابقع جیفہ خوار کے حکم میں داخل کیا گیا ہے اور اگر عقعق کو اباحت قتل کے حکم سے جدا کیا جاوے جیسا کہ ظاہر الروایہ کا حکم ہے اور عقعق کو خالط بین الحب والجیف کے ساتھ متحد اور اس کا ایک فرد قرار دیا جاوے تو اس صورت میں نہ استدلال صحیح ہوگا اور نہ جواب کی ضرورت ہوگی بلکہ یقتلن فی الحل والحرم کا مصداق صرف کوا نجاست خور ہی رہے گا۔ دیس خالط بین الحب والجیف جو عقعق ہے اس حکم سے خارج ہو جائیگا۔

چنانچہ ابوداؤد کی روایت یرمی الغراب ولا یقتلہ کا مصداق اس صورت میں یہ ہی عقعق اور غراب الزرع ہوگا بالجملہ اس حدیث سے کسی طرح دیسی زاغ کی حرمت پر استدلال صحیح نہیں ہے پس ثابت ہوا کہ یہ دیسی کوّے بموجب اصولِ حنفیہ حلال ہیں فقط۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم محررہ خلیل احمد عفی عنہ مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور

مااحسن الجواب	ہذا الجواب اصح	الجواب صحیح
فی مسئلۃ الغراب	محمد اسمٰعیل عفی اللہ عنہ	عزیز احمد عفی عنہ
ثابت علی عفا عنہ مدرس	منتظم چندہ مدرسہ مظاہر العلوم	للہ در المجیب
مدرسہ مظاہر العلوم		عنایت الٰہی عفی عنہ

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ	حق آیا اور باطل چلا گیا واقعی باطل چیز تو جانے ہی
إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا وَ	والی ہوتی ہے اور ہم ایسی چیز یعنی قرآن نازل کرتے
نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ	ہیں کہ وہ ایمان والوں کے حق میں تو شفا اور رحمت ہے
وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ	اور نا انصافوں کو اس سے اور الٹا نقصان بڑھتا
الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ۱۲	ہے۔

العبد محمد احکم عفی عنہ

قَدْ اَثْبَتَ الْمُجِیْبُ الْعَلَّامَةُ الْفَهَّامَةُ حِلَّةَ الْغُرَابِ كَالشَّمْسِ فِی الضَّحْوَةِ الْكُبْرٰی فَلَا یُنْكِرُہٗ اِلَّا مَنْ زَاغَ قَلْبُہٗ عَنْ قُبُوْلِ الْحَقِّ اَوْ كَانَ غَبِیًّا فِی الدَّرَجَةِ الْقُصْوٰی ۔

جواب دینے والے علامہ فہامہ نے کوّے کے حلال ہونے کو اس طرح ثابت کر دیا ہے جیسے سورج ضحوۃ الکبریٰ میں۔ لہٰذا اب اس کا کوئی بھی انکار نہیں کرے گا۔ سوائے اس کے جس کا دل حق کے قبول کرنے سے پھر گیا ہو یا جو انتہائی درجہ کا غبی ہو۔

العبد عبد الکریم ہزاروی نزیل سہارنپور عفی عنہ

فتویٰ جناب مولانا زبدۃ الکملاء قدوۃ العلماء مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سابق

مدرس اوّل مدرسہ اسلامیہ کانپور

ہوالہادی

کتب فقہ میں مصرح ہے کہ جو کوّا صرف غلہ کھاتا ہو بالاتفاق حلال ہے اور جو صرف نجاست کھاتا ہو بالاتفاق حرام ہے اور جو دونوں چیزیں کھاتا ہو وہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حلال ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے۔

فی الدر المختار (و) حَلَّ (غُرَابُ الزَّرْعِ) الَّذِیْ یَاْكُلُ الْحَبَّ (وَالْاَرْنَبُ وَالْعَقْعَقُ) هُوَ غُرَابٌ یَجْمَعُ بَیْنَ اَكْلِ جِیَفٍ وَحَبٍّ وَالْاَصَحُّ حِلُّہٗ اھ فِیْ رَدِّ الْمُحْتَارِ قَالَ فِی الْعِنَایَةِ وَاَمَّا الْغُرَابُ الْاَبْقَعُ وَالْاَسْوَدُ فَهُوَ اَنْوَاعٌ ثَلٰثَةٌ نَوْعٌ یَلْتَقِطُ الْحَبَّ وَلَا یَاْكُلُ الْجِیَفَ وَلَیْسَ بِمَكْرُوْهٍ وَنَوْعٌ لَا یَاْكُلُ اِلَّا الْجِیَفَ وَهُوَ الَّذِیْ سَمَّاہُ الْمُصَنِّفُ الْاَبْقَعَ وَاِنَّہٗ مَكْرُوْہٌ وَنَوْعٌ

یخلط یاکل الحب مرۃ والجیف اخری ولم یذکرہ فی الکتاب وھو غیر مکروہ عندہ مکروہ عند ابی یوسف وفی العالمگیریۃ عن البدایۃ وقاضیخان والمبسوط ونحوہ۔

پس اگر کسی عالم نے ایسے کوّے کو جو نجاست اور دانہ دونوں کھاتا ہے بنا بر فتویٰ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے جن کے ہم لوگ اصل میں مقلد ہیں حلال کہہ دیا تو اس میں براہ نفسانیت بلا کسی دلیل شرعی کے طعن و تشنیع کرنا کسی کو بالخصوص مقلدین امام صاحب کو کس طرح جائز ہوگا اور اگر کوئی امام ابو یوسف رح کے قول کی بنا پر مخالفت کرے تو اوّل تو کسی امام یا مفتی کے قول کو اپنی ہوائے نفسانی کی اتباع کا حیلہ اور ذریعہ بنانا کب جائز ہے۔ دوسرے امام ابو یوسف رح کوّے اور مرغی کو ایک حکم میں فرماتے ہیں اور دونوں کی کراہت کے قائل ہیں۔

فی العالمگیریۃ عن فتاوی قاضیخان وقال ابو یوسف یکرہ العقعق کما تکرہ الدجاجۃ قلت وقد مر تفسیر العقعق عن رد المحتار بما یخلط انفا۔

عالمگیریہ میں بحوالہ قاضی خان ہے کہ امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ عقعق کروہ ہے جیسا کہ مرغی کروہ ہے اور عقعق کی تفسیر شامی کے حوالہ سے گذر چکی کہ جو مردار اور دانہ دونوں کھائے۔

تو چاہیئے کہ مرغی میں بھی مثل کوّے کے کراہت کو تسلیم کریں تیسرے اگر کوئی امام ابو یوسف رح کے قول پر عمل کرنا چاہتا ہے تو خیر وہ اپنے فعل کا مختار ہے مگر متبعین امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر جو بنا پر دلیل شرعی کے حکم کر رہے ہیں طعن و تشنیع کرنا کون سی دلیل شرعی سے جائز ہو سکتا ہے۔

وان ربا احد اما نقل الشامی عن غرر الافکار وا ما الدبسی والصلصل والعقعق والقلق واللحام فلا یستحب

اور اگر کسی کو شامی کی غرر الافکار سے نقل کردہ یہ بات شبہ میں ڈالے کہ فاختہ، عقعق، سارس کا کھانا مستحب نہیں ہے اگرچہ حقیقتاً حلال ہیں۔

اكلها وان كانت في الاصل
حلالا لتعارف الناس باصابة
آفة لآكلها فينبغي ان يحترز عنه
فيزاح بانه ليس بحكم شرعي بل محض
مشورة كما يدل عليه الاستدلال بقوله
لتعارف الناس الخ فلا محجة فيه۔

کیونکہ لوگوں میں مشہور ہے کہ اس کے کھانے والے
کو تکلیف پہنچتی ہے لہذا ان کے کھانے سے
بچنا مناسب ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ
کوئی حکم شرعی نہیں ہے محض مشورہ ہے جیسا کہ
تعارفِ ناس سے استدلال اس پر دال ہے ۔ لہذا
اس قول میں (شرعاً ممانعت کی) کوئی دلیل نہیں ۔

خلاصہ یہ کہ اگر کوئی شخص اعتقاد حلت کے ساتھ کھانے سے طبعاً منقبض ہو اس پر
کوئی جبر و ملامت نہیں مگر شرط یہ ہے کہ حلال سمجھنے والوں یا کھانے والوں پر طعن و تشنیع نہ کرے
کہ یہ امر گناہ کبیرہ اور حرام ہے ۔

قال الله تعالى لا يسخر قوم من قوم وقال
تعالى ولا تلمزوا انفسكم ولا تنابزوا
بالالقاب وقال تعالى ولا يغتب
بعضكم بعضا وقال رسول الله صلى
الله عليه وسلم سباب المسلم فسوق
وفي الباب من الآيات والاحاديث
ما لا يحصى عدده ولا يقطع مدده والله
الموفق والهادي الى صراط مستقيم ٥

اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ ایک قوم دوسری پر نہ
ہنسے ۔ اور فرمایا کوئی ایک دوسرے کو طعنہ نہ
دے اور نہ برے لقب سے پکارے ، اور
فرمایا کہ کوئی کسی کی غیبت نہ کرے ۔ اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالیاں دینا
فسق ہے ۔ اس باب میں بے شمار آیات و
احادیث وارد ہوئی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہی سیدھے راستے
کی توفیق اور ہدایت دینے والے ہیں ۔

کتبہ اشرف علی تھانوی نزیل لکھنؤ

فتوےٰ جناب مولینا مولوی حاجی حافظ محمد ناظر حسن صاحب مدرس اوّل

مدرسہ محمودیہ ریاست چھتاری سابق مدرس اول مدرسہ اسلامیہ میرٹھ

الجواب

واضح ہو کہ صحیحین و دیگر کتب میں آیا ہے :

خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ اَلْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ	پانچ جانور ایسے ہیں جن کے قتل کرنے میں محرم پر کوئی تاوان نہیں ہے۔ بچھو، چوہا، باؤلا کتا، کوا، اور چیل ۔

اگرچہ اس حدیث سے حرمت پر استدلال محل تامل ہے کیونکہ موجباتِ قتل و عدمِ قتل نظرِ شارع میں اور ہیں اور موجباتِ حرمتِ اکل اور ہیں، دیکھو ہُدہُد اور صُرد یعنی ممولا حلال ہیں مگر ان کے قتل کی ممانعت ہے اور کتا شکاری و بلی حرام ہیں، مگر ان کے قتل کی بھی ممانعت ہے۔ الغرض قتل سے حرمت سمجھنا اور ممانعتِ قتل سے حلت خیال کرنا گہری نظر والوں کا کام نہیں مگر تاہم متبادر اس حدیث سے یہی ہے کہ ان اقسامِ مذکورہ کا قتل بوجہ حرمت ہے اگر یہی مانو تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غراب مطلقاً حرام ہے۔ مگر ابو داؤد میں خاص اسی بارہ میں ایک حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غراب مطلقاً ممنوع القتل ہے۔ اس سے لازم آتا ہے کہ وہ مطلقاً حلال ہو وہ حدیث یہ ہے۔

عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَمَّا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ قَالَ اَلْحَيَّةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفُوَيْسِقَةُ وَيَرْمِي	ابو سعید خدری رضہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ محرم کس جانور کو قتل کر سکتا ہے۔ فرمایا سانپ، بچھو اور چوہا اور کوے کو

الْغُرَابُ وَلَا يَقْتُلُهُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْحِدَاءَةُ وَالسَّبُعُ الْعَادِيْ — شکار کر سکتا ہے قتل نہیں۔ باؤلا کتا، چیل اور حملہ کرنے والے درندہ کو قتل کر سکتا ہے۔

جب یہ دونوں حدیث دربارۂ غراب متناقض ٹھہریں تو فقہاء محدثین کو جمع بین الحدیثین کی فکر ہوئی تلاش جو کیا تو بخاری و مسلم و ابن ماجہ میں یہ حدیث بالفاظ ذیل پائی۔

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسُ فَوَاسِقَ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحَيَّةُ وَالْغُرَابُ الْأَبْقَعُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْحُدَيَّا۔ — حضرت عائشہ رض سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ فاسق جانور ہیں جو حل و حرم دونوں میں قتل کیے جا سکتے ہیں۔ سانپ، غراب ابقع، چوہا، باؤلا کتا اور چیل۔

اس حدیث نے ہر دو سابقہ حدیثوں کو جمع کر دیا اور مراد شارع علیہ السلام کو متعین کر دیا یعنی معلوم ہوا کہ وہ غراب کہ نظر شارع علیہ السلام میں جائز القتل ہے وہ ہر کوا نہیں ہے بلکہ وہ قسم ہے جو دیارِ عرب میں باسم ابقع مشہور ہے وہ کوا ہمارے ملک کے کوؤں سے بڑا اور رنگ سیاہ و سفید رکھتا ہے شکاری ہے۔ پنجہ سے شکار کرتا ہے۔ اور جہاں بیٹھتا ہے نہایت بے چین بیٹھتا ہے اور مردار بھی کھاتا ہے۔ چنانچہ جماعت حجاج نے سفر مدینہ اور اطرافِ جدہ میں اس کا مشاہدہ کیا ہے سو یہ کوا کیوں حرام نہ ہو کہ اس میں شرعی ضابطۂ حرمت یعنی نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن كل ذى مخلب من الطير

علیٰ ہذا قاعدہ دوم۔

نهى عن اكل الجلالة ہر طرح محقق ہے۔ اس لیے باتفاق فقہاء و محدثین غرابِ ابقع حرام ہے ایسے ہی اور رنگوں کے کوّے خواہ کالے ہوں یا بھورے، چھوٹے ہوں یا

بڑے اگر ان میں یہ دو ضابطہ حرمت موجود ہوں گے تو حرام ہی ہوں گے ہاں جن اقسام میں یہ باتیں نہ ہوں گی تو شرعاً کسی طرح حرام نہیں ہو سکتے بلکہ اصل اباحت پر رہیں گے۔ اب یہ خیال کرو کہ فقہاء نے کس خوبی سے جملہ احادیث کو جمع کیا ہے اور خمیر میں سے بال نکالا ہے اس حسنِ تلاش اور حسنِ جمع پر ان کی جتنی تحسین کی جاوے وہ بجا ہے۔ برعکس اس کے سفہاء زمانہ کا حال افسوسناک ہے۔ سو ہمارے اس نواح کے دیسی کوّے جو گھروں میں پائے جاتے ہیں نہ پنجہ شکاری رکھتے ہیں اور نہ غالباً مردار کھاتے ہیں۔ بلکہ غالب غذا ان کی دانہ و روٹی ہے اس لیے وہ مباح الاکل ہوں گے۔ ان کو حرام کہنا عوام الناس کو خوش کرنا اور رب الناس کو ناراض کرنا ہے اور اس آیت کا مصداق بننا ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۔

اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا اللہ تعالےٰ پر بلا دلیل جھوٹ تہمت لگائے تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے یقیناً اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو راستہ نہ دکھلائیں گے۔

باقی یہ شبہ کہ یہ کوّے بعض جانوروں کے انڈے بچّے کھا جاتے ہیں اس لیے حرام ہونے چاہئیں۔ سو گذارش ہے کہ ایسی ایذا تو بہت سے حلال جانوروں میں بھی موجود ہے تو چاہیئے کہ ان کو بھی حرام کہیں لڑائی کا مرغ اپنے مقابل کو جان سے مار چھوڑتا ہے شوخ بکرا اور بیل وغیرہ کتنی کچھ ایذا پہنچاتے ہیں۔ پالتو مرغی گھر والوں کا ناک میں دم کر دیتی ہے۔ اور موسمِ برسات میں کتنے حشرات الارض مار کر کھا جاتی ہے۔ طاؤس سانپ وغیرہ کھا جاتا ہے نیل کنٹھ کتنے کچھ ٹڈے وغیرہ کھاتا ہے۔ پھر بھی سب حلال ہیں۔ سو وجہ کیا ہے کہ شارع علیہ السلام نے ہر چھوٹی بڑی ایذا کو علّتِ حرمت قرار نہیں دیا ہے بلکہ طیور میں موذی

بالطبع ہونا اور پنجہ شکاری رکھنا یا نجاست خوار غالباً ہونا موجب حرمت تجویز کیا ہے
سو یہ وجوہات ان دیسی کوؤں میں مفقود ہیں۔ہاں ابقع اور اسود دشتی میں موجود ہیں اور دونوں حرام
ہیں اب رہی یہ بحث کہ کوا کون سی قسم میں داخل ہے سو عرض ہے کہ یہ نہ ابقع ہے نہ غداف
جو حرام ہوتا ہے اس لیے کہ غداف شکاری کوا ہے۔یہ چیل کی طرح پنجے سے جانوروں کا
شکار کرتا ہے۔اس کے حرام ہونے میں کچھ شبہ نہیں اس لیے کہ علتِ حرمت یعنی ہوا میں
پنجے سے شکار کرنا اس میں موجود ہے اور یہ کوا جو کچھ پکڑتا ہے۔چونچ میں پکڑتا ہے البتہ
کھانے میں اعانت پنجہ سے بھی لے لیتا ہے۔

میری رائے میں یہ متعارف کوا اسود کی قسم خالط ہے جو غراب الزرع سے ملتا جلتا ہے
اور بوجہ نپائے جانے موجباتِ حرمت کے مباح الاصل ہے اور یا یہ غراب الزرع ہے
کیونکہ اس کی غذا عموماً دانہ روٹی ہے۔منڈی میں انبار غلہ پر اور وقت ورود خرمنوں پر ان کا کتنا
ہجوم ہوتا ہے۔مردہ جانوروں کی لاش یا گندگی مثل چیل و کرگس وغیرہ کے نہیں کھاتا ہے
ہاں احیاناً نوزاد عصافیر کو چونچ سے کھا لیتا ہے سو یہ بات مرغی وغیرہ میں بھی ہے۔

اب جو حضرات محض خیالی دلیلوں سے اس کو حرام کہتے ان کا قول اصولِ قرآن وحدیث
سے دور اور مذاق عوام سے نزدیک ہے جو شرعاً نہایت مذموم ہے اور مصداق ....

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۔

خدا کے نزدیک یہ بات بہت ناراضی کی ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔

ہے۔عقبیٰ میں جو لوگ حکمِ شرعی کو عوام کے خوش کرنے کو چھپاتے ہیں۔اور ناحق بات پر اڑ
لگاتے ہیں۔لگام آتشیں ان کے منہ میں پہنایا جاوے گا اعاذنا اللہ منہا۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ دیسی کوا حلال ہے۔کوئی شخص اگر تنفر طبعی یا بدمزگی کی وجہ سے

نہ کھاوے تو کچھ مضائقہ نہیں مجوزین کا یہ منشا نہیں کہ سب لوگ خواہ مخواہ اس کو کھاویں بہت حلال جانور ہیں جن کے کھانے کا بہت سوں کو اتفاق نہ ہوا ہوگا۔ بلکہ یہ غرض ہے کہ اس کی بابت جو اعتقاد حرمت کیے ہوئے ہیں یہ غلط ہے اس اعتقاد سے تعدی حدود لازم آتی ہے جس کی مذمت سے قرآن و حدیث لبریز ہیں۔ غرض ان ضوابطِ حرمت اور اصولِ حدیث کو خیال کر کے عبارتِ فقہاء کا سمجھ لینا بہت آسان اور اس میں اگر کچھ تخالف بھی متبادر ہو اس کا جمع ہونا سہل ہے ہاں جن کا قلب نورِ بصیرت سے خالی ہے اور تعصب کی پٹی آنکھوں پر رکھتے ہیں وہ رسوم فقہیہ کو حدود حقیقیہ خیال کر کے ان کو ہی مدار حلت و حرمت سمجھتے ہیں، اس لیے مناقشاتِ لفظیہ میں اوقات ضائع کرتے ہیں اور عوام کو حیرانی میں ڈال دیتے ہیں۔ صدق اللہ تعالیٰ۔

ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور وفقنا اللہ تعالیٰ وایاکم للحق اجمعین۔

جسے اللہ تعالیٰ ہی نور نہ دیں اس کے لیے نور نہیں اللہ تعالیٰ ہمیں تمہیں اور سب کو حق بات کی توفیق عطا فرمائے۔

واللہ اعلم وعلمہ اتم فقط۔

محمد ناظر حسن ۱۳۰۱ھ

محمد ناظر حسن دیوبندی

فتویٰ جناب مولینا مولوی مفتی عزیز الرحمن صاحب مفتی

مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند

الجواب

اقول وبہ نستعین یہ کوا دیسی جوان بلاد میں ہوتا ہے امام اعظم رح کے نزدیک

حلال ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ اور قول امام اعظم رح اصح ہے کیونکہ یہ کوّا خلط کرنے میں مثل مرغی کے ہے اور مرغی حلال ہے۔ اصل یہ ہے کہ مدار اس کی حلت و حرمت کا غذا پر ہے۔ جو کوّا محض مردار و نجاست خوار ہے وہ بالاتفاق حرام ہے۔ اور وہی محمل ہے حدیث خمس فواسق الخ کا اور جو کوّا محض دانہ کھاتا ہے وہ بالاتفاق حلال ہے اور جو کوّا دونوں چیزیں کھاتا ہے۔ دانہ روٹی وغیرہ بھی اور نجاست بھی جیسے مرغی وہ امام اعظم رح کے نزدیک حلال و مباح ہے اور یہی صحیح ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ ہے جیسا کہ مرغی بھی ان کے نزدیک مکروہ ہے جیسا کہ عنایہ شرح ہدایہ میں ہے۔

وَاَصْلُ ذَالِكَ اَنَّ مَا يَاكُلُ الْجِيَفَ فَلَحْمُهٗ نَبَتَ مِنَ الْحَرَامِ فَيَكُوْنُ خَبِيْثًا عَادَةً وَمَا يَاكُلُ الْحَبَّ لَمْ يُوْجَدْ فِيْهِ ذَالِكَ وَمَا خَلَطَ كَالدَّجَاجِ وَالْعَقْعَقِ فَلَا بَأْسَ بِاَكْلِهٖ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رح وَهُوَ الْاَصَحُّ لِاَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَكَلَ الدَّجَاجَةَ وَهِيَ مِمَّا يُخْلَطُ انتہی

اسی طرح شامی جلد خامس ص ۲۱۹ میں ہے۔

وَاَمَّا الْغُرَابُ الْاَبْقَعُ وَالْاَسْوَدُ فَهُوَ اَنْوَاعٌ ثَلٰثَةٌ نَوْعٌ يَلْتَقِطُ الْحَبَّ وَلَا يَاكُلُ الْجِيَفَ وَلَيْسَ بِمَكْرُوْهٍ وَنَوْعٌ لَا يَاكُلُ اِلَّا الْجِيَفَ وَهُوَ الَّذِيْ سَمَّاهُ الْمُصَنِّفُ الْاَبْقَعَ وَاِنَّهٗ مَكْرُوْهٌ وَنَوْعٌ يَخْلِطُ يَاكُلُ الْحَبَّ مَرَّةً وَالْجِيَفَ اُخْرٰى وَلَمْ يَذْكُرْهُ فِي الْكِتَابِ وَهُوَ غَيْرُ مَكْرُوْهٍ عِنْدَهٗ مَكْرُوْهٌ عِنْدَ اَبِيْ يُوْسُفَ رح الخ

اس عبارت سے واضح ہے کہ مدار حلت و حرمت کا غذا پر ہے نہ رنگ پر اور واضح ہو کہ مرغی میں جو اختلاف درمیان امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے درباره کراہت و عدم کراہت ہے یہ بوجہ جلّالہ ہونے کے نہیں ہے کیونکہ جلّالہ تو اتفاقاً مکروہ ہے۔ امام اعظمؒ بھی اس کو مکروہ ہی فرماتے ہیں بوجہ متغیر و منتن ہونے لحم کے اور اس میں مرغی ہی کی تخصیص

نہیں بلکہ اونٹ گائے دبکری جو جانور جلالہ ہو وہ باتفاق مکروہ ہے۔ ہکذا فی کتب الفقہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ دیوبندی

وتوکل علی العزیز الکریم

فتویٰ جناب مولوی محمد شاہ صاحب کشمیری مدرس مدرسہ قومی میرٹھ معہ مواہیر و تحریرات دیگر مشاہیر علماء سلمہم اللہ تعالیٰ

الجواب

اس سے پیشتر کہ اصل مسئلہ میں بحث کی جائے تمہید کے طور پر اس کا بیان کر دینا مناسب ہے کہ فقہائے حنفیہ رح کے نزدیک پرند جانوروں میں حرمت کی دو علتیں ہیں ذو مخلب موذی ہونا اور خباثت غذا پرندے کے ذو مخلب ہونے کا یہ مطلب ہے کہ زمین و آسمان کے مابین علو یعنی ہوا کے وسیع میدان میں اپنے پنجوں سے کسی جانور کا شکار کرے اسی کو دوسرے لفظوں میں ذو الخطفہ کہہ دیا جائے جیسے شکرا عقاب وغیرہ نہ یہ کہ زمین پر بیٹھے ہوئے جانور کو چونچ یا پنجہ میں داب کر اڑ جائے۔

چنانچہ عینی شرح ہدایہ میں مذکور ہے:

وفی المبسوط المُرَادُ بِذِی الْخُطْفَۃِ مَا یَخْتَطِفُ بِمِخْلَبِہٖ مِنَ الْھَوَاءِ کَالْبَازِی وَالْعُقَابِ

مبسوط میں لکھا ہے کہ ذی الخطفہ سے مراد وہ جانور ہے جو اُچک لے جائے اپنے پنجوں میں ہوا سے جیسے بازی اور عقاب۔

دوسری علت حرمت یعنی خباثت غذا اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ پرند محض نجاست و

مردار کھانے کا عادی ہو خلقتہً یا عادۃً جیسے گِرگس وغیرہ ۔ اکثر روایات فقہ اس کی شاہد ہیں کہ طیور میں علت حرمت یہی دو امر ہیں جن کی ابھی وضاحت کی گئی ہے ۔

چنانچہ کفایہ میں مذکور ہے ۔

وَالْمُؤَثِّرُ فِي الْحُرْمَةِ الْإِيذَاءُ فَهُوَ طَوْرًا يَكُونُ بِالنَّابِ وَتَارَةً يَكُونُ بِمِخْلَبٍ أَوِ الْخُبْثُ وَهُوَ قَدْ يَكُونُ خِلْقَةً كَمَا فِي الْحَشَرَاتِ وَالْهَوَامِّ وَقَدْ يَكُونُ بِعَارِضٍ كَمَا فِي الْجَلَّالَةِ ۲ انتھی ۔	اور حرمت میں مؤثر ایذا ہے اور ایذا کبھی تو کچلی سے ہوتی ہے (مثلاً درندے شیر بھیڑیا وغیرہ) اور کبھی پنجے سے) جیسے عقاب و بازی وغیرہ) یا مؤثر حرمت خباثت ہے اور وہ کبھی پیدائشی ہوتی ہے جیسے حشرات الارض (چوہا، کینچوا وغیرہ) اور ہوام (تمیہ وغیرہ) اور کبھی عارضی جیسے جلالہ ۔

جلالہ اس جانور کو کہتے ہیں جسے نجاست و مردار کھانے کی ایسی عادت ہو کہ زیادتی نجاست خوار مردار خوری کی وجہ سے اس کا گوشت بُودار ہو جائے ۔

چنانچہ فتاوی قاضی خان میں بالتصریح مذکور ہے ۔

اَلْجَلَّالَةُ هِيَ الَّتِي تَعْتَادُ أَكْلَ الْجِيَفِ وَالنَّجَاسَاتِ وَلَا تَخْتَلِطُ فَيَتَغَيَّرُ لَحْمُهَا فَيَكُونُ مُنْتِنًا ۔	جلالہ اس جانور کو کہتے ہیں جسے نجاست کھانے کی ایسی عادت ہو کہ کبھی اپنی غذا مختلط نہ کرے پس ایسے جانور کی غذا گوشت کو متغیر کر دیتی ہے کہ وہ بُودار ہو جاتا ہے ۔

مذکورہ بالا تحقیق اور جلالہ کی توضیح سے صراحتہً ثابت ہو گیا کہ وہ پرند جو ذی مخلب نہ ہو اور جس کی غذا مخلوط ہو کہ کبھی دانہ کھائے اور کبھی نجاست یعنی میلا وہ جلالہ نہیں ہے اور نہ اس میں حرمت کی کوئی علت پائی جاتی ہے جیسے مرغی ۔ اسی بنا پر اکثر فقہاء

نے کوّے کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ پہلی قسم وہ کوّا ہے جس کی غذا صرف نجاست اور مردار ہو اس کا نام ابقع ہے۔ اور اسی کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فاسق فرمایا اور حل و حرم میں اس کے قتل کی اجازت دی۔

چنانچہ شامی میں مذکور ہے۔

وَنَوْعٌ لَا يَأْكُلُ إِلَّا الْجِيفَ وَهُوَ الَّذِي سَمَّاهُ الْمُصَنِّفُ الْأَبْقَعَ وَانَّهُ مَكْرُوهٌ۔

ایک قسم کا کوّا ہے کہ سوائے مردار کے کچھ کھاتا ہی نہیں اور وہی ہے جس کا نام مصنّف نے ابقع بیان کیا ہے اور وہ مکروہ ہے۔

یہاں مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ ادنیٰ تامل سے معلوم ہو سکتا ہے۔ اس موقع پر یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ بعض فقہاء نے غداف اور اعصم بھی کوّے کی قسمیں بیان کی ہیں لیکن علماء محققین نے ان دونوں انواع کو غذا و حکم میں ابقع کی مثل قرار دیا ہے۔

شامی میں لکھا ہے کہ:

وَالْغُدَافُ هُوَ الْمَعْرُوفُ عِنْدَ أَهْلِ اللُّغَةِ بِالْأَبْقَعِ انتهى۔

غداف وہی کوّا ہے جو اہل لغت کے نزدیک ابقع کے نام سے مشہور ہے۔

اور فتح الباری میں مذکور ہے۔

وَمِنْ أَنْوَاعِ الْغِرْبَانِ الْأَعْصَمُ وَهُوَ الَّذِي فِي رِجْلَيْهِ أَوْ فِي جَنَاحَيْهِ بَيَاضٌ أَوْ حُمْرَةٌ وَحُكْمُهُ حُكْمُ الْأَبْقَعِ انتهى

کوّے کی ایک قسم اعصم بھی ہے اور وہ کوّا وہ ہے جس کے پاؤں یا بازوؤں میں سپیدی یا سرخی ہو اس کا حکم ابقع کا سا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس کوّے کے کھانے کی حرمت پر سب کا اتفاق ہے۔

دوسری قسم۔ وہ کوّا جس کی غذا صرف دانہ ہو اس کو فقہاء غراب الزرع کہتے ہیں اس کا

کھانا بالاتفاق حلال ہے۔

جیساکہ بحرالرائق میں مذکور ہے کہ:

وَنَوْعٌ يَاكُلُ الْحَبَّ فَحَسْبُ فَاِنَّهٗ يُؤْكَلُ	کوّے کی ایک قسم ہے کہ فقط دانہ ہی کھاتا ہے وہ بیشک کھایا جاتا ہے۔

تیسری قسم۔ وہ کوّا ہے جس کی غذا مخلوط ہو یعنی کبھی دانہ کھائے اور کبھی نجاست۔ یہ قسم ہے جس کی حلت مختلف فیہ ہے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس کا کھانا مکروہ ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حلال ہے۔ فقہائے محققین نے امام اعظمؒ کے قول کو اصح اور مفتی بہ قرار دیا ہے۔

عالمگیریہ میں مذکور ہے۔

وَاِنْ كَانَ الْغُرَابُ بِحَيْثُ يَخْلُطُ فَيَاْكُلُ الْجِيَفَ تَارَةً وَالْحَبَّ اُخْرٰى فَقَدْ رُوِيَ عَنْ اَبِيْ يُوسُفَ اَنَّهٗ يُكْرَهُ وَعَنْ اَبِيْ حَنِيفَةَؒ لَا بَاْسَ بِاَكْلِهٖ وَهُوَ الصَّحِيْحُ عَلٰى قِيَاسِ الدَّجَاجَةِ كَذَا فِي الْمَبْسُوْطِ	اور اگر کوّا ایسا ہے جس کی غذا مختلط ہے کہ کبھی مردار کھائے اور کبھی دانہ تو ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ اس کا کھانا مکروہ ہے اور امام صاحبؒ سے روایت ہے کہ اس کے کھانے میں کچھ مضائقہ نہیں اور یہی قول صحیح ہے مرغی پر قیاس کرکے ایسا ہی مبسوط میں مذکور ہے۔

تحقیق اور حق پسند طبیعتوں کو مذکورہ بالا تقریر سے خوب معلوم ہو گیا ہوگا کہ شریعت محمدیؐ میں ہر پرند جانور کی حلت و حرمت کا مدار اس کے ذو مخلب ہونے نہ ہونے اور خوراک و غذا پر ہے۔ شکل و شباہت یا رنگ و حلیہ کو حلت و حرمت میں کچھ دخل نہیں چنانچہ فتاوائے عالمگیری میں امام صاحبؒ کا کلیہ قاعدہ اس خاص قسم کے کوّے کی حلت

کے بارے میں جس کا نام عقعق ہے ۔ یہی مذکور ہے کہ غذا میں اختلاط کرنے والا جانور حلال ہے ۔

فتاوئ عالمگیریہ میں ہے ۔

عَنْ اَبِیْ یوسفؒ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا حنیفۃَ عَنِ الْعَقْعَقِ فَقَالَ لَابَأسَ بہ فَقُلْتُ اِنَّہ یَاکُلُ النَّجَاسَاتِ فَقَالَ اِنَّہ یَخْلُطُ النَّجَاسَۃَ بِشَئٍ اٰخر ثُمَّ یاکل فکَانَ الْاَصْلُ عندہ اَنَّ ما یخلط کالدَّجَاجِ لَابَأس بہ وقال ابو یوسف یُکْرَہُ الْعَقْعَقُ کما تکرہ الدَّجَاجَۃُ کذا فی فتاوی قاضی خان ۔

ابو یوسف رح سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صاحب رح سے سوال کیا عقعق کے بارے میں، امام صاحب رح نے فرمایا کچھ حرج نہیں، میں نے کہا وہ تو نجاست کھاتا ہے فرمایا وہ نجاست کو دوسری شے سے مخلوط کرتا ہے ۔ پھر کھالیتا ہے پس امام صاحب رح کے نزدیک اصل یہ ہے کہ جو جانور اپنی غذا مخلوط کرے وہ مرغی کی مثل ہے اس کے کھانے میں کچھ مضائقہ نہیں، اور ابو یوسف رح فرماتے ہیں کہ عقعق مکروہ ہے جس طرح مرغی مکروہ ہے ایسا ہی فتاوئ قاضی خان میں مذکور ہے ۔

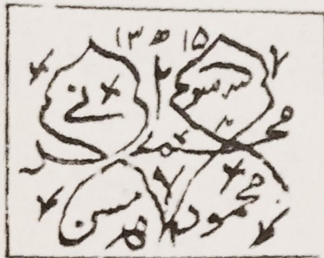
اور اگر کسی فقہی کتاب میں کسی خاص کوے کا خاص حلیہ بیان کیا گیا ہے وہ محض سمجھانے کی غرض سے ہے حلت و حرمت کا موقوف علیہ بنانے کے خیال سے نہیں ۔ غرض تمام مذکورہ بالا تقریر کا حاصل یہ ہے کہ یہ کوا جو عام طور پر بستیوں میں پایا جاتا ہے مذہبِ حنفیہ میں حلال ہے اس لیے کہ مشاہدہ اس بات کا شاہد ہے کہ یہ نہ اپنے پنجوں سے نخلا میں شکار کرتا ہے ۔ اور نہ نجاست و مردار کھانے کا ایسا عادی ہے کہ دانہ کھاتا ہی نہ ہو بلکہ مثل مرغی کے ہے کہ دانہ بھی کھاتا ہے اور نجاست بھی کھالیتا ہے ۔ اس لیے گو امام ابو یوسف رح کے

نزدیک مرغی کی مثل مکروہ ہے۔ لیکن امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک بلا کراہت حلال ہے اور یہی قول صحیح و مفتیٰ بہ ہے اور درحقیقت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مرغی کی مثل مکروہ ہونا بھی حلت ثابت کرتا ہے اس لیے کہ مرغی کا کھانا مکروہ تنزیہی ہے اور حلت کے منافی نہیں واللہ اعلم بالصواب۔

حررہ محمد شاہ کشمیری عفی عنہ

الجواب صواب

دستخط محمود حسن عفی عنہ مدرس دوم مدرسہ اسلامیہ مسجد شاہی مراد آباد



الجواب صحیح

علی رضا عفی عنہ مدرس مدرسہ مسجد شاہی مراد آباد

الجواب صحیح والمجیب نجیح

واقعی دلائل حلت قوی ہیں درحقیقت دوسرے لوگ تشخیص میں غلطی کرتے ہیں ورنہ مسئلہ فقہ میں مخفی نہیں ہے۔

الجواب صواب

عبدالرشید عفی عنہ مراد آبادی

محمد حسن عفی عنہ (مہر: محمد حسن ۱۳۰۵ھ) مدرس اول مدرسہ مسجد شاہی مراد آباد

الجواب صحیح

بندہ محمد امین عفی عنہ

مہتمم مدرسہ (مہر: لاشک فیہ محمد امین) امینیہ دہلی

صح الجواب بعون اللہ الملک الوہاب

فقیر محمد امین عفا اللہ عنہ دہلوی

الجواب صحیح

بندہ محمد قاسم عفی عنہ

مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

اصاب من اجاب

عبدالحق پوری عفی عنہ ملازم ریاست رتلام

الجواب صحیح

جلیبانِ خدا میں سب ۱۳۱۲ھ
سے
بڑھ کر ہی حبیب احمد

مدرس مدرسہ فتحپوری ۱۲

الجواب صحیح

محمد عبد الغفور مدرس مدرسہ

امینیہ دہلی شاگرد مولوی

عبد اللہ صاحب ٹونکی پروفیسر یونیورسٹی لاہور

الجواب صواب

بندہ ضیاء الحق عفا اللہ عنہ

مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب صحیح

محمد اسحاق عفی عنہ

نہٹوری مدرس اول

مدرسہ نگینہ ضلع بجنور

الجواب صحیح

غلام رسول عفی عنہ مدرس

مدرسہ عالیہ عربیہ دیوبند

جواب صحیح ہے

قدرۃ اللہ کان اللہ لہ

مدرس مدرسہ مراد آباد

الجواب صحیح

عبد اللہ عفی عنہ مراد آبادی

الجواب صحیح

انتظار حسین عفی عنہ

مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب صحیح

۱۳۹۴ھ
محمد کرامت اللہ

واعظ مدرسہ حسین بخش دہلی

الجواب صحیح

رحیم بخش عفا اللہ عنہ

سہارن پوری

الجواب صحیح

بندہ مسکین محمد یٰسین عفی عنہ

مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند

۱۳۰۲ھ
محمد یٰسین عفی عنہ

الجواب صحیح
محمد مرتضیٰ حسن عفی عنہ مدرس
مدرسہ عالیہ دیوبند

الجواب صحیح
بندہ محمد یسین نگینوی
مدرس مدرسہ نگینہ

الجواب صحیح
ثابت علی عفی عنہ
مدرس مدرسہ سہارن پور

اعظم اللہ اجر من اجاب وانہ اجاد واصاب
فیما اجاب ۔
عبدالکریم ہزاروی وارد سہارنپوری عفی عنہ

الجواب صحیح
محمد نصیر الدین عفی عنہ
طبیب میرٹھ

الجواب صحیح
محمد ریاض الدین عفی عنہ
مدرس اول مدرسہ
رونق اسلام میرٹھ

الجواب صحیح
عبدالرحمان عفی عنہ
مراد آبادی مقام میرٹھ

الجواب صحیح
عبدالمومن عفی عنہ دیوبندی مدرس
اول مدرسہ قومی میرٹھ

الجواب صحیح
محمد حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ
عالیہ عربیہ دیوبند

الجواب صحیح
محمد اسحاق عفی عنہ مدرس
مدرسہ اسلامی عربی میرٹھ

الجواب صحیح
ابوالحسن عفی عنہ
مہتمم مسجد جامع سہارنپور

الجواب صواب
کتبہ۔ افقر عباد اللہ محمد عبدالشکور عفا عنہ مولاہ کاکوری

انہ کان عبداً شکورا

فتویٰ جناب مولینا مولوی غلام احمد صاحب مدرس اول مدرسہ نعمانیہ و

دیگر علماء لاہور

الجواب

اصل اوّل اس قسم کے مسائل کے جواب میں قول مَلِکِ جلیل جلّ جلالہٗ و یُحَرِّمُ عَلَیْہِمُ الخبائث ورسولِ مقبول ہے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کو مسلم رض نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ: نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم

عَنْ کلِ ذِی نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَکُلِّ ذِی مِخلبٍ من الطیر۔ کذا فی المشکوۃ فی الفصل الاول من باب ما یحل اکلہ وما لا یحل

یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہر کچلی دار درندے اور ہر پنجہ گیر پرندے (کے کھانے) سے

قاموس میں ہے

الناب السن خلف الرباعیۃ ....

یعنی سامنے کے چاروں دانتوں کے پیچھے (داہنے بائیں) جو ایک ایک (تیز نوکدار) دانت ہوتا ہے اسے ناب کہتے ہیں۔

اور نیز قاموس میں ہے:

السبع بضم الباء وفتحھا وسکونھا المفترس من الحیوان

یعنی سبع پھاڑ کھانے والے جانور کو کہتے ہیں۔ اور افتراس کے معنے قاموس میں اصطیاد کے ہیں۔

اور مخلب کے معنے قاموس میں اس طرح لکھے ہیں:

المخلب المنجل و ظفر کل سبع من الماشی و الطائر او هو لما یصید من الطیر و الظفر لما لا یصید۔

پس معلوم ہوا کہ مخلب اسی پرندہ کے ناخون کو کہتے ہیں جو شکاری ہو ورنہ یوں تو ہر پرندے کے ناخون ہوتے ہیں۔

چونکہ کلام بر مذہب امام رح ہے لہذا کتب فقہ حنفی سے امام صاحب رح کا قول لکھا جاتا ہے جو مفتی بہ ہے۔

قدوری میں ہے:

وَلَا یَجُوْزُ اَکْلُ کُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَلَا ذِیْ مِخْلَبٍ مِنَ الطَّیْرِ۔

ہر کچلی والے درندے اور پنجوں (سے ہوا میں شکار کرنے) والے پرندے کا کھانا جائز نہیں۔

جوہرہ نیرہ شرح قدوری مطبوعہ مصر جلد دوم کے ص ۲۷۹ میں ہے۔

اَلْمُرَادُ مِنْ ذِی النَّابِ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ نَابٌ یَصْطَادُ بِہٖ وَکَذَا مِنْ ذِی الْمِخْلَبِ وَاِلَّا فَالْحَمَامَۃُ لَہَا مِخْلَبٌ وَالْبَعِیْرُ لَہٗ نَابٌ وَذٰلِکَ لَا تَاثِیْرَ لَہٗ

مراد ذی ناب سے یہ ہے کہ جس کے لیے ایسی کچلیاں ہوں جن سے وہ شکار کرے اور ایسے ہی ذی مخلب سے (مراد وہ ہے جس کے لیے ایسے پنجے ہوں جن سے وہ شکار کرے) ورنہ تو کبوتر کے پنجے اور اونٹ کی کچلیاں ہوتی ہیں حالانکہ (حرمت میں) ان کو کوئی تاثیر نہیں ہے۔

....

....

ہدایہ میں قدوری کی عبارت مذکورہ بالا کی دلیل میں حدیث کا لفظ اس طرح نقل کیا ہے۔

لِاَنَّ النَّبِیَّ علیہ السلام نَہٰی عَنْ اَکْلِ کُلِّ ذِیْ مِخْلَبٍ مِنَ الطُّیُوْرِ وَکُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ

اس لیے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر پنجوں (سے ہوا میں شکار کرنے) والے پرندے اور ہر کچلی والے درندے کے کھانے سے منع فرمایا

وقوله مِنَ السّباعِ ذکر عَقِیبَ النوعَیْنِ فینصرف الیهما فیتناول سِباعَ الطیور والبهائم لا کل ماله مخلب وناب

ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ من السباع کو دونوں نوعوں کے بعد ذکر کیا ہے لہٰذا اس کا تعلق دونوں نوعوں کے ساتھ ہوگا اس لیے یہ ارشاد درندہ پرندوں اور درندہ بہائم ہی کو شامل ہوگا نہ ہر اس جانور کو جس کے پنجے اور کچلیاں ہوں۔

کفایہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے:

والمؤثر فی الحرمة الایذاء فهو طورًا یکون بالناب و تارةً یکون بالمخلب اَوِالخبثُ وَهُوَ قَدْ یَکُوْنُ خِلْقَةً کما فی الحشراتِ وَالهَوَام وقد یکونُ بعارضٍ کما فی الجلّالَةِ۔

اس سے معلوم ہوگیا کہ ہمارے فقہاء رحمہم اللہ کے نزدیک تاثیر حرمت میں صرف دو ہی چیزوں کو ہے۔ ایک تو ایذاء بحکم حدیث متفق علیہ ہے۔ دوم خبث بحکم آیت قرآن اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایذاء شرعًا وہی معتبر ہے جو ناب یا مخلب سے ہو اور ناب اور مخلب بھی وہی معتبر ہیں جو ان جانوروں کے سلاح اور ہتھیار اور شکار کے اوزار ہوں مطلق ناخون اور کچلی کا کچھ اعتبار نہیں اور خبث کی دو قسمیں ہیں۔ ایک خلقی جیسے حشرات الارض وہوام میں دوسری عارضی جیسے جلالہ نجاست خور جانوروں میں۔ پس جب علت حرمت یہی دو چیزیں ہیں، تو اب دیکھنا چاہیئے کہ اس دیسی کوّے میں علت حرمت موجود ہے یا نہیں۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ علت اول یعنی ایذاء جو شرعًا معتبر ہے وہ اس دیسی کوّے میں ہرگز نہیں پائی جاتی کیونکہ یہ نہ سباع طیور میں سے ہے نہ سباع بہائم سے کیونکہ سبع کی عام تعریف ہدایہ میں اس طرح لکھی ہے۔ والسبع کل منتهب مختطف جارح قاتل عاد عادةً۔

اور کفایہ شرح ہدایہ میں ہے:

ثُمَّ الفرقُ بَيْنَ الِاخْتِطَافِ وَالِانْتِهَابِ هُوَ اَنَّ الِاخْتِطَافَ مِنْ فِعْلِ الطُّيُوْرِ وَالِانْتِهَابُ مِنْ فِعْلِ السِّبَاعِ غَيْرِ الطُّيُوْرِ وفی المبسوط المرادُ بِذِی الخِطْفَۃِ مَا یَخْتَطِفُ بِمِخْلَبِہٖ مِنَ الھواءِ کالبازی والعقابِ وَمِنْ ذِی النھبۃِ مَا یَنْتَھِبُ بِنَابِہٖ مِنَ الارضِ ... کالسنانیرِ

پھر فرق اختطاف و انتہاب کے درمیان یہ ہے کہ اختطاف پرندوں کا فعل ہے اور انتہاب ان درندوں کا جو پرندے ہوں۔ مبسوط میں ہے کہ مراد ذی المخطف سے وہ جانور ہے جو اپنے پنجوں سے ہوا میں اُچک لے جیسے باز اور عقاب اور ذی نہبہ سے مراد وہ جانور ہے جو اپنی کچلیوں کے ذریعہ زمین سے جھپٹ کر اُچک لے۔

غرضیکہ سبع (درندہ) ایسی جانور کو کہتے ہیں جو حملہ کر کے جھپٹا مار کر چیز کو لے جائے اور زخمی کر کے قتل کر ڈالے اور یہ صفت اس دیسی کوّے میں نہیں پائی جاتی۔ چونچ سے چڑیا کا انڈا یا بچہ اٹھا کے لے جانے یا پنجہ سے ہڈی یا ٹکڑا تھام کر کھانے سے سبع یا موذی یا شکاری جانور نہیں کہلا سکتا۔ رہی دوسری علت یعنی خبث خلقی تو اس دیسی کوّے میں نہیں پائی جاتی۔ البتہ خبث کی دوسری قسم یعنی خبث عارضی سو وہ جنس غراب کے بعض اصناف میں پائی جاتی ہے۔

ہدایہ میں ہے:

قَالَ وَلَا بَاْسَ بِغُرَابِ الزَّرْعِ لِاَنَّہٗ یَاْکُلُ الْحَبَّ وَلَیْسَ مِنْ سِبَاعِ الطُّیُوْرِ قَالَ وَلَا یُؤْکَلُ الْاَبْقَعُ الذی یاکل الجیفَ وکذا الغُدَافُ وَقَالَ ابوحنیفۃ لا بأس باکلِ العقعقِ لانہ یخلط فاشبہ الدجاجۃ وعن ابی یوسف انہ یکرہ لان غالب اکلہ الجیفُ۔

پس ہدایہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے عقعق کی کراہت

میں ایک روایت ہے کیونکہ صاحب ہدایہ کی عادت ہے کہ عن وہیں کہتا ہے جہاں دو روایتیں ہوں ورنہ عند کہتا ہے اور نیز معلوم ہوا کہ باعتبار حکم شرعی یعنی حلت و حرمت کے جنس غراب کی تین قسمیں ہیں۔ حلال بالاتفاق جیسے غراب الزرع۔ دوسری حرام بالاتفاق جیسے ابقع وغیرہ۔ تیسری مختلف فیہ بین الاعظم رح والثانی فی روایۃ عنہ جیسے عقعق اور جو اس کے حکم میں ہے۔ اور ان اصناف کی حلت یا حرمت کی علت یہی خبث عارضی کا عدم یا وجود ہے۔ پس چونکہ غراب الزرع میں علتِ حرمت مطلقاً نہیں پائی جاتی اس لیے بالاتفاق حلال ہے اور ابقع و غداف میں چونکہ علت موجود ہے اتفاقاً حرام ہے اور عقعق میں چونکہ علتِ حرمت امام صاحب رح کے نزدیک نہیں پائی جاتی ہے اس لیے بلاکراہت حلال ہے۔ اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک ایک روایت میں چونکہ علتِ حرمت موجود ہے اس لیے مکروہ تحریمی ہے اور شیخین رح کے عقعق میں اختلاف کرنے کی وجہ یہ ہے کہ امام ابو یوسف رح قاعدہ للاکثر حکم الکل کو معمول بہا ٹھہراتے ہیں اور امام صاحب رح اس قاعدہ کا اعتبار نہیں کرتے۔ چنانچہ صاحب ہدایہ کی تعلیل سے ظاہر ہے کیونکہ امام صاحب رح کے مذہب کی دلیل میں لکھا ہے لانہ یخلط فاشبہ الدجاجۃ اور امام ابو یوسف رح کے مذہب کی تعلیل میں کہا کان غالب اکلہ الجیف اب اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ علتِ حرمت غیر شکاری پرندوں میں جہاں ہو گی خبث عارضی ہو گی، پس کوئی پرندہ خواہ کسی قسم کا کیوں نہ ہو جب اس کی غذا بالکل نجاست ہو گی وہ حرام ہو گا۔ اور جس میں یہ بات نہ پائی جائے گی وہ امام صاحب رح کے نزدیک حلال ہو گا۔ اگرچہ خالط میں ابو یوسف رح کا خلاف ہے۔ اور صحیح اور مفتی بہ قول امام صاحب رح کا ہے۔ چنانچہ صاحب بحر وغیرہ فقہاء نے تصریح کی ہے۔ کیونکہ مرغی بالاتفاق حلال ہے اور وہ خالط ہے پس اگر خلط سے خبث عارضی (جو موثر فی الحرمت ہے) پایا جاتا ہے تو مرغی بھی حرام ہوتی و اذلیس فلیس پس اب ہمیں اصناف غراب کے ناموں اور حُلیوں

کی تفصیل اور ان اصناف کے تعیین مصادیق کی بلا طائل تطویل کی کچھ حاجت نہ رہی کیونکہ مدارِ حلت وحرمت نہ نام پر ہے نہ صورت پر بلکہ کلیتہً نجاست خوار ہونے یا نہ ہونے پر ہے۔ پس اگر بالفرض والتقدیر کوئی فرد صنف ابقع کا دیلشرطیکہ ذی مخلب نہ ہو) مطلقاً نجاست نہ کھائے۔ چنانچہ کوئی شخص پنجرہ میں اُسے پالے اور دانہ اناج ہی کھلائے نجاست نہ کھانے دے تو وہ حلال ہوگا۔ اور صنف غراب الزرع یا عقعق کا کوئی فرد اگر بالکل نجاست ہی کھانے لگ جائے اور دانہ وغیرہ کچھ نہ کھائے تو امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک حرام ہوگا۔ چنانچہ محیط کی عبارت ذیل سے (جو شیخ ابو المکارم نے شرح مختصر وقایہ میں ماتن کے قول ولا الابقع الذی یاکل الجیف کے تحت میں نقل کی ہے) یہ امر ظاہر ہے۔

محیط میں ہے کہ:

وفی المحیط ان الغراب الابقع والاسود والزاغ ثلثة انواع نوع یاکل الحب لا الجیف وھو غیر مکروہ ونوع اٰخر لا یاکل الا الجیف وانہ مکروہ ونوع اٰخر لخلط الحب والجیف وھو غیر مکروہ عند ابی حنیفۃ رح مکروہ عند ابی یوسف ثم وصف الابقع بما ذکر للتقیید لا للمجرد الاشارۃ الی علۃ الحرمۃ انتہی ما

غراب ابقع واسود وزاغ کی تین قسمیں ہیں اول جو دانہ کھائے مردار نہ کھائے وہ مکروہ نہیں ہے دوم جو صرف مردار کھائے یہ مکروہ (تحریمی) ہے۔ سوم جو دانہ اور مردار دونوں کھائے یہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک مکروہ نہیں ہے امام ابو یوسف رح کے نزدیک مکروہ ہے ابقع کو وصف مذکور سے مقید کرنا تقیید کے لیے ہے نہ محض اس کی علت حرمت کی طرف اشارہ کرنے کے لیے۔

اور صاحب عنایہ اور کفایہ اور قہستانی وغیرہ نے ذخیرہ سے اس کے قریب قریب مضمون نقل کیا ہے۔ پس جب ان نقول معتبرہ سے ثابت ہوگیا ہے کہ امام صاحب رح

کے نزدیک خالط حلال ہے۔ اور اس دیسی کوّے کے خالط ہونے میں کسی کو شک نہیں تو اب کالشمس فی رابعۃ النہار ظاہر و روشن ہو گیا کہ یہ دیسی کوّا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں حلال ہے بلا کراہت اور یہی مطلوب ہے۔

ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ الاحد ابو محمد احمد الجکوالی مولداً اللاہوری منزلاً

غرابیکہ خالط بین الحب والجیف است حکمش ہمین است کہ در جواب مرقوم شدہ کہ یدل علیہ عبارت الذیل۔

دانہ اور مردار دونوں کھانے والے کوّے کا حکم یہی ہے جو۔ جواب میں مرقوم ہوا جیسا کہ اس پر عبارت ذیل دلالت کرتی ہے۔

ابراہیم سے مروی ہے:

قال کانوا یکرھون کل ذی مخلب من الطیر وما اکل الجیف وبہ ناخذ فان ما یاکل الجیف کالغداف والغراب الابقع یستخبث طبعا فاما الغراب الزرعی الذی یلتقط الحب مباح وان کان الغراب بحیث یخلط فیاکل الجیف تارۃ والحب اخری فقد روی عن ابی یوسف رح انہ یکرہ وعن

کہ انہوں نے فرمایا کہ فقہاء مکروہ سمجھتے ہیں ہر اس پرندے کو جو پنجوں سے ہوا میں شکار کرنے والا ہو۔ یا جو مردار کھائے اسی مذہب کو ہم اپناتے ہیں کیونکہ جو کوّا مردار کھاتا ہے وہ غداف کی طرح ہے اور غراب ابقع طبعاً گندہ ہے اور غراب زرعی جو صرف دانہ چگتا ہے مباح ہے اور اگر کوّا ایسا ہو جو مردار اور دانہ دونوں کھا لیتا ہو تو اس کے بارے میں امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ مکروہ ہے اور امام ابو حنیفہ رح

بقیہ صفحہ ۹۸ پر ملاحظہ ہو

ضمیمہ

منقول از احسن الفتاویٰ کامل ؛ ص ۵۲۸ تا ۵۳۹ ؛

سوال (۳۹۷) شکارپور سندھ کے علماء نے کوّے کی حرمت پر ایک تحریر لکھی ہے جو ارسالِ خدمت ہے یہ تحریر[1] چونکہ جمہور کے مسلک کے خلاف ہے اسلئے اس سے متعلق بعجلتِ ممکنہ تحقیق فرماکر ممنون فرمائیں اس تحریر کے سوال وجواب حسب ذیل ہیں۔

سوال غراب ملکی حلال است یاحرام ؟ بینوا توجروا۔

جواب غرابِ ملکی حرام است از جملہ فواسق وموذیات است۔ درحدیث شریف فی المؤطا امام مالک۔

"عن نافع عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال خمس من الدواب لیس علی المحرم فی قتلھن جناح الغراب والحداٗۃ والعقرب والفارۃ والکلب العقور" (مؤطا امام مالک ؛ ص ۳۷۲)

---

[1] یہ تحریر کافی ایام تک بندہ کے پاس پڑی رہی مگر جواب کی فرصت نہ ملی۔ بالآخر

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

و در حاشیہ مصفی علی الموطا۔

قال البغوی اتفق اهل العلم علی انه یجوز للمحرم قتل هذه الاعیان ولا شیء علیه فی قتلها فی الاحرام و الحرم لان الحدیث یشتمل علی اعیان بعضها سباع و بعضها هوام و بعضها لا یدخل فی معنی السباع ولا هی من جملة الهوام و انما هو حیوان مستخبث اللحم و تحریم الاکل یجمع الکل و قالت الحنفیة لاجزاء بقتل ما ورد فی الحدیث و قاسوا علیه الذئب و قالوا فی غیرها من الفهد و النمر و الخنزیر و جمیع ما لا یوکل لحمه علیه الجزاء بقتلها الا ان یبتد به شیٔ فیدفعه عن نفسه فیقتله فلا شی علیه "

(مسوی : ص ۳۱۷ ، جلد اول)

وفی البحر :

" معنی الفسق فیهن خبثهن وکثرة الغرر فیهن "

(البحر الرائق : ص ۳۶ ، جلد ۳)

در ہدایہ می آرد۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) مولوی محمد تقی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کی گئی چنانچہ انہوں نے بحمد اللہ تعالیٰ ویسا ہی کافی و شافی جواب تحریر فرمایا جس کی امید ان کی قابلیت سے تھی جس کا اندازہ جواب کے ملاحظہ سے ہو گا۔ زادہ اللہ تعالیٰ علماً وعملاً وصلاحاً ۔ ۱۲ رشید احمد عفی عنہ

"والمراد بالغراب الذی یاکل الجیف ویخلط لانه

یبتدی بالاذیٰ" (ہدایہ : ص ۲۱۵ : جلد اول)

وفی بعض النسخ۔

"اویخلط کما نقل عبارتها فی البحر" (البحر الرائق ص ۳ ج)

او یخلط الحب بالنجس معناه یاکل الحب تارة و

النجس تارةً کذافی الحاشیة للسید الشامی علی البحر

نقلاً عن النهر عن البدائع۔ قال ابو یوسف

"الغراب المذکور فی الحدیث الذی یاکل الجیف

او یخلط لان هذا النوع هو الذی یبتدی بالاذیٰ"

(منحة الخالق علی البحر : ص ۳۶ : جلد ۳)

در مسکین شرح کنز تحت قوله ولا شیء بقتل الغراب می آرد۔

"والمراد به الابقع الذی یاکل الجیف ویخلط النجس

مع الطاهر فی التناول" (ملا مسکین شرح الکنز ص ۵۰ : جلد اوّل)

و در حاشیه علامه ابی السعود می نویسد۔

"الواو بمعنی او اذ لاحاجة بضم الخلط الی اکلها

ای اکل ما خالفه ، کما ذکره الحموی" انتهی

وفقهاء کرام دو نوع غراب را از غراب که در حدیث شریف مذکور است استثناء ساخته اند

یکے غراب الزرع دیگر عقعق کما فی عامة الکتب بقتل این هر دو نوع بر محرم جزاء واجب

است۔ در ردالمحتار در تعریف[1] غراب الزرع می نویسد۔

---

[1] قال فی المجلد الثانی ص ۵۰۰ فی تعریفه "وهو الغراب الصغیر الذی

(بقیه حاشیه صفحه ۵۸)

"وهو الذی یلتقط الحب ولا یاکل الجیف ولا یاتی
نحو القریٰ والامصار"
ودر تعریف عقعق می آرد۔

"هو طائر نحو الحمامة طویل الذنب فیه بیاض و
سواد وهو نوع من الغربان یتشاءم به و یعقعق
بصوت یشبه العین والقاف" (ردالمحتار ص ۳۰۸ جلد ۶)

پس این هردو نوع حلال اند۔ وازیں جاست که فقهاء کرام درکتاب "مایحل اکله
ومالا یحل" همیں دو نوع غراب را حلال نوشته اند۔ ودر تنویر الابصار می نویسد۔

"(وحل غراب الزرع) الذی یاکل الحب (والارنب
والعقعق) هو غراب یجمع بین اکل جیف و حب"
(تنویر الابصار مع الشامی ص ۳۰۷ جلد ۶)

ولا شك ان غراب دیارنا غیر العقعق و غیر غراب
الزرع فیکون داخلاً فی الغراب المذکور فی الحدیث
فیکون فاسقاً وحراما کسائر نظائره وآنچه بعض فضلاء این غراب
ملکی را حلال دانسته وتمسک گرفته بآنچه بعبارات فقهاء واقع شده۔ "نوع یاکل
الحب مرة والاخری جیفة غیر مکروه عند الامام الاعظم
فانه یتوهم منه فی بادی الرأی ان الغراب المعروف فی
دیارنا غیر مکروه عند الامام لانه یخلط بین الحب والنجاسة

(بقیه حاشیه صفحه گزشته) یاکل الحب" وفی المجلد السادس ص ۳۰۷ "وهو غراب
اسود صغیر یقال له الزاغ وقد یکون محمر المنقار والرجلین" ناشر

نقول ان الفقهاء الكرام حصروا هذا النوع فى العقعق قال فى العناية شرح الهداية -

" اما الغراب الابقع والاسود انواع ثلثة نوع يلتقط الحب ولا ياكل الجيف وليس بمكروه ونوع منه لا ياكل الا الجيف وهو الذى سماه المصنف رح الابقع الذى ياكل الجيف وانه مكروه ونوع يخلط ياكل الحب مرة والجيف اخرى ولم يذكره فى الكتاب و هو غير مكروه عند ابى حنيفة رح مكروه عند ابى يوسف رح " (عنايه مع الفتح : ص ٤٩٩ ج ٩)

وفى الحاشية السعدية للچلپى

" اقول قال الزيلعى (فى شرح الكنز ص ٢٩٥ ج ٥) ونوع يخلط بينهما وهو ايضا يوكل عند ابى حنيفة رح وهو العقعق كما فى المنح وسياتى "

وفى الحاشية شرح الوقاية -

" نوع يجمع بين الحب والجيف وهو حلال عند ابى حنيفة رح وهو العقعق الذى يقال له بالفارسية " عكه " "

وفى تكملة البحر للعلامة الطرطوسى فى شرح قوله الابقع -

والغراب ثلثة انواع الى قوله ونوع يخلط بينهما و هو ايضا يوكل عند الامام وهو العقعق "

(البحر الرائق ص ١٩٥ ج ٨)

پس ظاہر شد کہ ایں نوع کہ جامع است درمیان حب وجیفہ وآں نزد امام حلال است منحصر است در عقعق واو موذی نیست - وآنچہ در ہدایہ وشرح مسکین آوردہ ویخلط مراد ازاں آں است کہ او موذی باشد وآں حرام است پس غراب کہ جامع باشد درمیان حب وجیفہ دو صنف است یکے صنف کہ او موذی نیست وآں حلال است منحصر است در عقعق وصنف دیگر او موذی است حرام است -

در تیسیر القاری شرح صحیح البخاری می آرد فاسق بودن غراب از انست کہ پشت مجروح دواب را وچشم شتر را می کند انتہی بزبان سندھی مشہور است کہ -

" کانو کرہ کی گد ولجبنی "

یعنی وقتیکہ غراب آواز دہد حیوانیکہ ریش دارد می لرزد در مصداق آں در دیار ماہمیں غراب معروف است ، چنانچہ در اوصاف ذمیمہ او ظاہر است ودر ردالمحتار می آرد تحت قولہ ولاشئی بقتل غراب -

" الا العقعق لان الغراب دائما تقع علی دبر الدابۃ کمافی غایۃ البیان "

ازایں عبارت واضح گردید کہ ایں غراب کہ در دیار ما است موذی است ریش دابہ را می کند ودر دبرہ دابہ می افتد وچشم شتر را می کند حرام است وعقعق غیر آنست عقعق را در سندھی متاہ گویند - واللہ اعلم بالصواب -

المحرر فقیر عبدالحکیم
صدر مدرس مدرسہ اشرفیہ شکارپور

اسماء گرامی مصدقین بالالفاظ المذکورۃ فی الاصل

محمد فضل اللہ مہتمم مدرسہ اشرفیہ ؛ عبدالقادر ثانی مدرس ؛ الفقیر عبدالفتاح مولوی

عبدالحق ؛ مولوی غلام مصطفیٰ ؛ مولوی عبدالمالک ؛ مولوی تاج محمد ؛ مولوی مظفرین سومرو ؛ مولوی عزیز اللہ ؛ الفقیر محمد عظیم ؛ عبدالحی بھتونی ؛ عبدالکریم چشتی ؛ محمد عارف جھنپوری ؛ امید علی بجیب آباد ؛ محمد اسماعیل عودوی ثم الشکارفوری ؛ انا عبدالعزیز الباندوی ؛ العبد عبدالغنی ؛ حامد اللہ بلوچستانی اجمیری ؛ عطاء اللہ انقلابی ؛ مولوی مظہر الدین مدرسہ ہاشمیہ ؛ عبدالعزیز بھتوئی -

(العبارات والرّوایات المزیدۃ عالمگیری اردو ص۴۴ ج۸)

" جو پرندے نجس و مردار خور ہیں جیسے دیسی کوا اس کو طبیعت پاکیزہ پلید و خبیث جانتی ہے " انتہی -

" عن هشام عن عروة عن ابيه انه سئل عن اكل الغراب فقال ومن ياكله بعد ما سماه رسول الله صلى الله عليه وسلم فاسقا يريد به الحديث المعروف خمس فواسق يقتلن فى الحل والحرم "

کتاب المخصص للاندلسی -

" يقال للغراب ابن دايه سمى بذلك لانه مولع بالوقوع على الدبر التى على دايات ظهور الابل و العقعق طائر كالغراب يحجل حجلانا والانثى عقعقة وهو يدجن و الغراب لا يدجن والعقعق يسرق كل شى من الدراهم و الدنانير " (مخصص سفر ثامن ص ۱۵۲)

" نهى النبى صلى الله عليه وسلم عن كل ذى مخلب من الطير وروى نهى عن كل خطفة و نهبة "

" والغراب الذى ياكل الحب والزرع حلال بالاجماع "

(بدائع الصنائع، ص ۳۹ ج ۵)

"سألت ابا حنيفه رحمة الله عليه عن اكل الغراب فرخص فی غراب الزرع وكره الغداف فسألته عن الابقع فكره ذالك" (بدائع الصنائع، ص ۴۰، ج ۵)

وفی الموعد "الابقع هو الذی فی صدره بياض"

قال فی المحكم "غراب ابقع يخالط سواد وبياض وهو اخبثها" ردالمحتار از عنایه نقل کرده۔

"نوع لا ياكل الا الجيف وهو الذی سماه المصنف الابقع وانه مكروه الخ"

حقیقت ہمیں است که یک نوع غراب البقع سوائے جیف نمی خورد و مراد عنایه ہمیں نوع است مگر در حدیث از غراب البقع ہماں مراد است که ہر دو خلط می کند کما فی تبیین الحقائق صفحه ۶۶ جلد ۶۔ والمراد بالغراب الابقع الذی یا كل الجيف او يخلط كذا فی الهداية۔

بقیه صفحه ۹۰ سے آگے

ابی حنیفة لا باس با کلہ وھو الصحیح علی قیاس الدجاجة کذا فی المبسوط عالمگیری جلد ۶ ص ۱۹۳

کے نزدیک اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں یہی صحیح ہے۔ جیساکہ مرغی دونوں چیزیں کھانے کے باوجود حلال ہے۔ کذا فی المبسوط عالمگیری۔

غلام احمد مدرس اول مدرسه نعمانیه لاہور

الجواب صحیح

محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ مدرس مدرسه نعمانیه لاہور

تمت بالخیر

الجواب

اقول وباللہ استعین ۔ فاضل مجیب نے ملکی کوّے کے حرام ہونے پر جو استدلال کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ فقہا نے کوّے کی جو ایک قسم بیان فرمائی ہے کہ وہ نجاست وغیرہ میں خلط کرتا ہو اس کی بھی دو قسمیں ہیں ۔

۱ : عقعق جو موذی نہیں ۔ ۲ : وہ کوا جو خلط کرتا ہے اور موذی ہے ۔ ان میں سے پہلی قسم تو حلال ہے ۔ لیکن دوسری قسم حرام ہے ۔ اور چونکہ ملکی کوا دوسری قسم میں داخل ہے اس لئے وہ حرام ہوگا ۔ موذی ہونے یا نہ ہونے کی تفصیل پر انہوں نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ جس جگہ فقہاء کرام یہ تحریر فرماتے ہیں کہ حالت احرام میں کوّے کا قتل کرنا جائز ہے اور اس پر کوئی جزاء نہیں ۔ اس کے تحت اس کوّے کو ابقع ور اس قسم کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں جو نجاست اور زرع میں خلط کرنے کا عادی ہو ۔ اور اس کے بعد عقعق کو اس سے مستثنیٰ کر لیتے ہیں۔ ان کے اس فعل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خلط کرنے والے کی دو قسمیں ہیں ۔ ایک وہ جو موذی ہے ۔ اس کے قتل کرنے سے جزاء واجب نہیں ۔ دوسری عقعق کہ وہ بھی خلط کرتا ہے ۔ مگر چونکہ موذی نہیں اس لئے اس کے قتل پر جزاءً واجب ہے ۔

موذی کوے کے حرام ہونے پر فاضل مجیب نے دلیل یہ پیش کی ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے مسویٰ میں لکھا ہے کہ جن پانچ چیزوں کو حدیث میں عام حکم سے مستثنیٰ کرکے یہ کہا گیا ہے کہ ان کے قتل سے کوئی حرج نہیں وہ سب کی سب حرام ہیں ۔ ان کا کھانا ناجائز ہے ۔ اور جب فقہاء کی عبارتوں سے یہ معلوم ہو چکا کہ ان چیزوں میں وہ موذی کوا بھی

عہ کما فی الہدایۃ وغیرہا ۱۲ منہ ؛ عہ اصل جواب میں شاید سہواً مصفی ہوا ہے جو غلط ہے ۱۲ منہ

داخل ہے جو خلط کرتا ہے تو مسوی کی اس عبارت سے اس کوے کا حرام ہونا بھی معلوم ہو گیا۔

خلاصہ کے طور پر استدلال ان مقدمات پر موقوف ہے

۱ : خلط کرنے والے کی دو قسمیں ہیں۔ موذی۔ اور عقعق جو موذی نہیں۔

۲ : موذی کوے کو قتل کرنے سے محرم پر جزاء واجب نہیں اور غیر موذی کے قتل پر جزاء آتی ہے۔

۳ : مسوی کی عبارت میں ہے کہ تمام فواسق خمس جن کے قتل سے محرم پر جزاء نہیں آتی وہ حرام ہیں۔

اس استدلال کے صحیح ہونے یا نہ ہونے کا دار و مدار چونکہ ان مقدمات پر ہے۔ اس لئے ہم ان میں سے ہر ایک مقدمہ پر بحث کریں گے۔

پہلا مقدمہ ان میں سے پہلا مقدمہ علی الاطلاق صحیح نہیں کیوں کہ عقعق بھی کبھی کبھی ایذاء پہنچاتا ہے۔ صاحب ہدایہ کے قول " المراد بالغراب الذی یاکل الجیف و یخلط لانه یبتدئ بالاذیٰ اما العقعق فغیر مستثنیٰ لانه لا یسمی غرابا ولا یبتدی بالاذیٰ الخ " کے تحت علامہ اکمل الدین بابرتی رح لکھتے ہیں۔

قیل فعلی هذا یکون فی قوله فی العقعق ولا یبتدئ بالاذیٰ نظر لانه یقع علی دبر الدابة۔

(عنایہ علی ہامش الفتح جلد ۲ : ص ۲۶۸)

اور مولانا عبدالحی صاحب رح نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ۔

انه دائما یقع علی دبر الدابة ۔ (حاشیہ ہدایہ ج ۱ : ص ۲۶۲)

اسی طرح علامہ زین الدین بن نجیم نے بھی ہدایہ کی اس عبارت پر اعتراض کرتے ہوئے

لکھا ہے۔

فیہ نظر لانہ دائما یقع علی دبر الدابۃ کما فی غایۃ البیان

(البحر الرائق ص ۳۶، ج ۳)

اگرچہ علامہ شامی نے بحر کے حاشیہ پر اور ردالمحتار میں صاحب بحر کے اس اعتراض کو رد کیا ہے اور لکھا ہے کہ " وأشار فی المعراج الی دفع ما فی غایۃ البیان بانہ لا یفعل ذالک غالبا " لیکن اس سے بھی عقعق کے اصلا موذی نہ ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔ کیوں کہ صاحب معراج نے "غالبا" کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی کبھی کبھی ایذا پہنچاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ خود علامہ شامی رحہ نے آگے چل کر لکھا ہے۔

" ثم رأیتہ فی الظھیریۃ قال وفی العقعق روایتان والظاھر انہ من الصیود قلت وبہ ظھر ان ما فی الھدایۃ ھو ظاھر الروایۃ (منح علی البحر، ص ۳۶، ج ۳)

علامہ عثمانی رحہ نے بھی فتح الملہم میں ظہیریہ کا قول نقل کیا ہے۔ (ص ۲۳۱، ج ۳) جس سے معلوم ہوا کہ ایک مرجوح روایت عقعق کے بارہ میں بھی یہ ہے کہ اس کے قتل سے محرم پر جزاء نہیں، ظاہر ہے کہ اس روایت کی بنا یہی ہے کہ عقعق موذی ہوتا ہے۔ کیوں کہ حنفیہ کے نزدیک خمس فواسق کے قتل پر جزاء نہ ہونے کی علت مشترکہ ایذاء ہے جیسا کہ علامہ ابن رشد نے بدایۃ المجتہد ص ۰،۷،۲ ج ۱۔ میں نقل فرمایا ہے۔ (وسیاتی نصہ) پس ثابت ہوا کہ عقعق بھی کسی درجہ میں موذی ہے۔ اگر آپ کے قول کی بناء پر موذی کوا حرام ہے تو عقعق بھی حرام ہونا چاہیئے۔ (وذالک خلف)

بہرحال! مقدمہ اولیٰ علی الاطلاق صحیح نہیں ہے بلکہ اس میں بعض حضرات کی رائے مختلف ہے۔ اور جو حضرات اسے موذی نہیں کہتے وہ بھی کبھی کبھی اس کی ایذاء رسانی

کے قائل ہیں۔

مقدمۂ ثانیہ یہ مقدمہ راجح قول کی بنا پر صحیح ہے۔ اگرچہ علامہ ابن نجیم رح اس سلسلہ میں تمام لوگوں میں متفرد ہیں اور انہوں نے لکھا ہے کہ ۔

وأطلق فی الغراب فشمل الغراب بانواعه الثلاثة مگر اس کو صاحب نہر علامہ حصکفی رح علامہ شامی رح اور مولانا عثمانی رح نے رد کیا ہے۔

(شامی ص ۳۰ ج ۲، فتح الملہم ص ۲۳۱ ج ۳)

تیسرا مقدمہ یہ مقدمہ ہرگز صحیح نہیں۔ اور اس کی عدم صحت مسوی کی اصل عبارت دیکھتے ہی واضح ہوجاتی ہے۔ یہ امر بہت افسوسناک اور حیرت انگیز ہے کہ فاضل مجیب نے مسوی کی عبارت نقل کرنے میں مجرمانہ قطع و برید سے کام لیا ہے۔ جو علماء کی شان سے ازلبس بعید اور بہت گھناؤنا اقدام ہے۔ ہمارے ذہن نے اس فعل کی تاویل تلاش کرنے میں بہت قلابازیاں کھائیں مگر کوئی راہ دکھائی نہ دی۔ ذرا مسوی کی اصل عبارت پر ایک نظر ڈال لی جائے۔

قال البغوی اتفق اهل العلم علی انه یجوز للمحرم قتل هذه الاعیان المذکورة فی الخبر ولا شیء علیه فی قتلها وقاس الشافعی رح علیها کل حیوان لا یوکل لحمه فقال لا فدیة علی من قتلها فی الاحرام او الحرم لان الحدیث یشتمل علی اعیان بعضها سباع ضاریة و بعضها هوام و بعضها لا یدخل فی معنی السباع ولا هی من جملة الهوام وانما هو حیوان مستخبث اللحم و تحریم الاکل یجمع الکل فاعتبره وقالت الحنیفة رح لا جزاء بقتل ما ورد فی الحدیث وقاسوا

علیہ الذئب وقالوا فی غیرھا من الفھد والنمر والخنزیر وجمیع مالا یوکل لحمہ علیہ الجزاء بقتلھا الا ان یبتدیہ شیء منھا فید فعہ عن نفسہ فیقتلہ ولاشیٔ علیہ۔

(مسوی مع مصفی ، ص ۲۹۳ ج ۱ ، مسوی ص ۳۱۶ ج ۱)

خط کشیدہ جملے فاضل مجیب نے نقل نہیں فرمائے جس سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ "تحریم الاکل یجمع الکل" کا حکم حنفیہ رح نے دیا ہے۔ حالانکہ اصل عبارت دیکھنے سے ہر کس و ناکس سمجھ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ امام شافعی رح کے قیاس کے مطابق بیان ہو رہا ہے۔

ہم ذاتیات پر حملہ کرنے کے عادی نہیں مگر اتنا عرض کردینا ضروری سمجھتے ہیں کہ یوں تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ہر وقت اپنی عاقبت کو سامنے رکھے لیکن فتویٰ جیسے نازک مقام پر یہ فرض زیادہ مؤکد ہو جاتا ہے۔

ایسی بزدلی کا مظاہرہ فتوے میں ایک اور جگہ بھی ہوا ہے کہ فاضل مجیب نے بحر کی عبارت کا ایک ٹکڑا "ومعنی الفسق فیھن خبثھن وکثرۃ الضرر فیھن" نقل فرمایا اور اس سے کچھ آگے سے صاحب ہدایہ کا مذکورہ بالا قول بھی۔ تاکہ صاحب بحر بظاہر ہمنوا معلوم ہوں۔ حالانکہ یہ اتنی مضحکہ خیز اور افسوسناک حرکت ہے کہ ناگفتہ بہ۔ کیونکہ خود صاحب بحر کے پورے کلام سے فاضل مجیب کے ایک مزعومہ کی تردید ہو رہی ہے۔ صاحب بحر نے لکھا ہے واطلق فی الغراب فشمل الغراب بانواعہ الثلاثۃ اور اس کے بعد صاحب ہدایہ پر بھی اعتراض کردیا کہ انہ انما یقع علی

ؔ اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی ، یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو۔ ۱۲ رشید احمد عفی عنہ

دبر الدابۃ (کما مر آنفا) جس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ صاحب بحر کے نزدیک تمام اقسام غراب کا حکم ایک ہی ہے۔ اور یہ بھی کہ ان کے نزدیک عقعق بھی موذی ہے لہذا اگر ایذاء ہی علت حرمت ہوتی تو عقعق بھی ان کے نزدیک حرام ہو جاتا۔ حالانکہ عقعق کی حلت پر تمام فقہاء حنفیہ رح کا اجماع ہے (الا ابا یوسف رح) اس کے باوجود فاضل مجیب نے ان کو بھی اپنا ہم خیال ظاہر کرنا شروع کر دیا۔ " سبحان اللہ ھذا بھتان عظیم " نہ جانے واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربیٰ کا ارشاد کون سے لوگوں کے لئے ہے۔

بہرحال مسوی کی جس عبارت سے فاضل مجیب نے استدلال فرمایا تھا وہ تو امام شافعیؒ کا مسلک ثابت ہوا۔ اب ذرا اس بارہ میں حنفیہ رح کا مسلک دیکھ لیجئے۔ حنفیہ رح کے نزدیک ان پانچ فواسق کو قتل کرنے کی علت ابتداء بالاذیٰ ہے۔ اکل نجاست یا خلط نہیں ہے اور نہ حلت و حرمت سے اس کا کوئی تعلق ہے جیسا کہ خود مسوی کی مذکورہ عبارت کے آخری جملوں سے مستفاد ہوتا ہے۔ " وقالوا فی غیرھا من الفھد والنمر والخنزیر وجمیع مالا یوکل لحمہ علیہ الجزاء بقتلھا الا ان یبتدیہ شئ دفعہ عن نفسہ فیقتلہ فلاشیٔ علیہ " یعنی اگر کوئی جانور ابتداء بالاذیٰ کرے اور دفاع میں اسے قتل کر دے تو کوئی جزاء واجب نہیں۔ معلوم ہوا کہ ابتداء بالاذیٰ علت ہے۔ اور علامہ ابن رشد رح نے بھی حنفیہؒ اور مالکیہ کا مسلک یہی نقل فرمایا ہے۔

" قال (المسئلۃ الثالثۃ) وھی اختلافھم فی الحیوان

ف۔ پس اگر مباح القتل جانور حرام ہے تو غراب زرع کی بھی حرمت لازم آئے گی۔ حالانکہ اس کی حرمت کا کوئی بھی قائل نہیں ۱۲ رشید احمد عفی عنہ

المامور بقتله في الحرم وهي الخمس المنصوص عليها

الغراب والحدأة والفارة والعقرب والكلب العقور

فان قوما فهموا من الامر بالقتل لها مع النهي عن قتل

البهائم المباحة الاكل ان العلة في ذالك هو كونها

محرمة، وهو مذهب الشافعي وقوما فهموا من

ذالك معنى التعدى لا معنى التحريم وهو مذهب

مالك وابي حنيفة وجمهور اصحابهما۔

(بداية المجتهد، ص ۲۷۰، ج ۱)

اس عبارت میں وضاحت کے ساتھ حنفیہ کا یہ مذہب تحریر کیا گیا ہے کہ حدیث

میں مباح القتل فرمانے کی علت ابتدار بالاذی ہے۔ اور اس حدیث سے کسی خاص شئے

کی حرمت پر دلیل قائم نہیں کی جا سکتی۔ اس کے علاوہ تمام فقہار کی عبارتوں سے بھی یہی

معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ کسی خاص جانور کو قتل کرنے سے جزار واجب ہونے یا نہ ہونے

کے بارہ میں ابتدار بالاذیٰ کو مدار ٹھہراتے ہیں۔ کما فی الھدایۃ والبحر والعنایۃ وغیرہا۔

مہ غالباً مستدل کو بھی اس سے انکار نہیں، بلکہ وہ ہر موذی یا بالفاظ دیگر ہر مباح القتل کی

حرمت کا مدعی ہے مستدل کی دلیل بصورت شکل اول یوں ہوں گی۔ ہر مباح القتل موذی ہے

اور ہر موذی حرام ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہر مباح القتل حرام ہے پس اس دلیل کا کبریٰ مسلم نہیں

اولاً: اس لئے کہ فقہار نے حرمت کے اصول میں ایذار کو ذکر نہیں کیا۔ وسیاتی ذکر اصول

حرمت الطیور، فانتظر۔ ثانیاً: اس لئے کہ حلی کوے کی حلت پر فقہار کی عبارات صریحہ

آگے آرہی ہیں۔ ثالثاً: اس لئے کہ صاحب نہر اور ابن عابدین وغیرہما نے صاحب بحر

کے قول (اباحت قتل الغراب بانواعہ الثلاثۃ) پر رد کرتے وقت یہ وجہ

جب یہ ثابت ہوگیا تو ساتھ ہی یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ کوّے کے حلال یا حرام ہونے کا مسئلہ ہمیں کتاب الحج میں نہیں ڈھونڈنا چاہئے۔ بلکہ اس کا صحیح مقام کتاب الذبائح کی وہ جگہ ہے جہاں فقہاء غراب کی انواع واقسام پر بحث کرتے ہیں۔ یہی بنیادی غلطی ہے کہ ایک مسئلہ کو اس کے صحیح مقام سے ہٹا کر دوسری غیر متعلق جگہ پر تلاش کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ کتاب الذبائح میں فقہاء کی عبارات واضح ہیں۔ اور ان سے ملکی کوے کی حلت ثابت ہوتی ہے۔

۱ : ملک العلماء کاسانی رح تحریر فرماتے ہیں " والغراب الذی یاکل الحب و الزرع والعقعق ونحوھا حلال بالاجماع "۔ (بدائع ص ۳۹ ج ۵)

۲ : شمس الائمہ سرخسی رح تحریر فرماتے ہیں۔

خمس فواسق یقتلھم المحرم فی الحل و الحرم و ذکر الغراب من جملتھا والمراد بہ ما یاکل الجیف واما الغراب الزرعی الذی یلتقط الحب فھو طیب مباح لانہ غیر مستخبث طبعا وقد یألف الآدمیّ کالحمام فھو والعقعق سواء ولا بأس باکل العقعق فان کان الغراب بحیث یخلط فیاکل الجیف تارۃ والحب تارۃ فقد روی عن ابی یوسف رح انہ یکرہ لانہ اجتمع فیہ الموجب للحل والموجب للحرمۃ وعن ابی حنیفۃ رح

پیش نہیں کی کہ بصورت تعمیم غراب زرع اور عقعق کی حرمت لازم آئے گی۔ بلکہ ان کے غیر موذی ہونے سے استدلال کیا ہے۔ ۱۲

انه لا بأس باكله وهو الصحيح على قياس الدجاجة

فانه لا بأس باكلها وقد اكلها رسول الله صلى الله

عليه وسلم وهي قد تخلط ايضًا وهذا لان ما

يأكل الجيف فلحمه ينبت من الحرام فيكون خبيثا

عادة وهذا لا يوجد فيما يخلط "

(مبسوط سرخسی ص ۲۲۶ ج ۱۱)

۳ : عالمگیریہ میں فتاویٰ قاضی خان سے نقل کیا ہے۔

" وعن ابی یوسف قال سألت اباحنیفة عن العقعق

فقال لا بأس به فقلت انه يأكل النجاسات فقال

انه يخلط النجاسة بشئ اخر ثم يأكل فكان

الاصل عنده ان ما يخلط كالدجاج لا باس "

(عالمگیریہ کتاب الذبائح ، ص ۲۹۰ ج ۵)

خط کشیدہ جملوں پر خصوصیت کے ساتھ غور کرنے سے واضح ہوجاتا ہے کہ ہر خلط کرنے والا کوا حلال ہے۔

رہا یہ اعتراض کہ فقہاء رحمہم اللہ نے خلط کرنے والے کوے کے بارہ میں جو حکم دیا ہے وہ حلال ہے۔ اس کو پھر عقعق کے ساتھ محصور کر دیا ہے۔ سو اس کی بنا صحیح نہیں کیونکہ اس کی دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ فقہاء خلط کرنے والے کوے کی نوع بتا کر کے فرما دیتے ہیں " وهو العقعق " اور یہ دلیل بچند وجوہ باطل ہے۔

۱ : وهو العقعق کے الفاظ حصر کے ہرگز نہیں۔ اگر محصور کرنا مقصود ہوتا تو بصراحت کہا جاتا کہ هذا النوع محصور في العقعق۔ کیونکہ حلت وحرمت کا اہم مسئلہ ہے یہی وجہ ہے کہ تمام فقہاء نے ایسا نہیں کیا۔ کہ آخر میں عقعق کی تصریح کر

کردی ہو۔ جیسے کہ عنایہ، مبسوط اور بدائع وغیرہ میں۔ معلوم ہوا کہ یہ قید اتفاقی ہے احترازی نہیں۔

۲ : اس کے برخلاف مبسوط، بدائع اور عالمگیریہ کی عبارات عقعق اور غیر عقعق میں تفصیل نہ ہونے پر واضح ہیں۔ صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ہر خلط کرنے والا کوا حلال ہے۔ خواہ عقعق ہو یا نہ ہو۔

۳ : دراصل عقعق کے کوا ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض لوگ اسے غراب میں داخل مانتے ہیں اور بعض نہیں۔ جیسا لولیس معلوف لیسوعی نے اپنی لغت کی مشہور کتاب میں لکھا ہے۔ العقعق طائر علی شکل الغراب او هو الغراب.

(منجد : ص ۵۴۴)

چنانچہ صاحب ہدایہ کے نزدیک عقعق غراب نہیں۔ جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے۔

اما العقعق غیر مستثنیٰ لانه لا یسمّٰی غرابا۔ (ہدایہ مجتبائی : ص ۲۶۲ ج ۱)

اور دوسرے بعض فقہاء کی عبارات سے اس کا غراب ہونا معلوم ہوتا ہے۔ تو اب جن لوگوں نے عقعق کو غراب میں داخل نہیں مانا وہ حضرات غراب کی انواع بیان کر کے گزر جاتے ہیں۔ اور وهو العقعق نہیں کہتے۔ بلکہ یا تو سرے سے اس کا ذکر ہی نہیں کرتے یا وکذا العقعق وغیرہ کہتے ہیں۔ اور جنہوں نے عقعق کو غراب میں شامل کیا ان حضرات نے خلط کرنے والے کوے کا نام ہی عقعق رکھ دیا۔ اس لئے اس سلسلہ میں فقہاء کی عبارتوں میں کچھ تفاوت نظر آتا ہے۔

؎ یعنی خلط کرنے والے کوّے کو عقعق سے جدا گانہ مستقل طور پہ ذکر کرنا صریح دلیل ہے کہ حلت کا حکم عقعق کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ عقعق کے علاوہ دوسرا کوا بھی جو خلط کرتا ہے۔ حلال ہے۔ ۱۲۔ رشید احمد عفی عنہ۔

بہرکیف! معلوم ہوگیا کہ وھو العقعق کہنے سے خلط کرنے والی نوع کا حصر عقعق میں نہیں کیا گیا۔

العبارات المزیدۃ کا جواب :

فتویٰ کے آخر میں جو "عبارات مزیدہ" پیش کی گئی ہیں ان میں سے کتاب المخص للاندلسی سے جو عبارت نقل کی گئی ہے وہ مندرجہ بالا بحث کے بعد قابل اعتنا نہیں رہتی کما لایخفٰی۔ البتہ چند روایات نقل کرنے کے بعد فاضل مجیب نے جو تحقیق فرمائی ہے وہ بڑی عجیب ہے کہ ابقع کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک خلط کرنے والا اور ایک صرف نجاست کھانے والا۔ کیوں کہ تبیین الحقائق میں ہے۔

والمراد بالغراب الابقع الذی یاکل الجیف او یخلط کذا فی الھدایۃ۔ (تبیین الحقائق : ص ۶۶ : ج ۲)

اور پھر وہی دلیل پیش کی کہ ابقع حرام ہے۔ چونکہ حدیث میں غراب سے مراد ابقع ہے اور عروہ رح فرماتے ہیں۔ ومن یاکلہ بعد ما سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسقا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ "ابقع" لغۃً اس کوے کو کہا جاتا ہے کہ جس میں سیاہی اور سفیدی دونوں موجود ہوں لہٰذا اس کا اطلاق کووں کی تینوں قسموں پر ہوجاتا ہے۔ صرف دانہ کھانے والے کوے کو بھی ابقع کہہ سکتے ہیں، خلط کرنے والے کو بھی، اور صرف [illegible] کھا[illegible]ی۔ چنانچہ علامہ شامی رح غراب الزرع کی تشریح کرتے ہوئے فرما[illegible]

ع قال فی العنایۃ و اما الغراب الاسود والابقع فھو انواع ثلاثۃ نوع یلتقط الحب ولا یاکل الجیف الخ "

(عنایۃ مع الفتح : ص ۶۲ : ج ۸)

قال القهستانی: واريد به غراب لم ياكل الا الحب سواء كان ابقع او اسود او زاغا و تمامه فی الذخیرة ۔ (شامی: ص ۲۶۸، ج ۵)

دوسرے یہ کہ اگر واقعۃً ایسا ہوتا تو تمام فقہاء اس کو بصراحت تامہ تحریر فرماتے کیوں کہ معاملہ اہم ہے۔ بخصوصیت سے کتاب الذبائح میں تو پوری تفصیل سے مذکور ہونا چاہئے تھا۔ حالانکہ فقہاء رح البقع کو عام طور سے صرف نجاست کھانے والے میں خاص کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر عالمگیریہ کی یہ عبارت ملاحظہ ہو۔ الغراب الابقع وھو ما یاکل الجیف ۔ (عالمگیریہ: ص ۲۶۸، ج ۱)

رہا حضرت عروہ رح کا قول۔ تو اس سلسلہ میں ہم صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ شمس الائمہ سرخسی رح نے جو کچھ کوے کے بارہ میں لکھا ہے وہ یہ حدیث[عہ] نقل کرنے کے بعد

عہ خود مستدل نے شامیہ سے نقل کیا ہے۔ نوع لا یاکل الا الجیف وھو الذی سماہ المصنف الابقع وانہ مکروہ وایضا فیھا والغداف وھو المعروف عند اھل اللغۃ بالابقع الخ (ص ۲۳۰، ج ۲) اس جواب کا حاصل یہ ہے کہ مباح القتل ملکی کوے کو شامل نہیں مگر جب اوپر ثابت کیا جا چکا ہے کہ ہر مباح القتل حرام نہیں تو اس کے جواب کی ضرورت نہیں رہتی۔ ۱۲ رشید احمد عفی عنہ۔

عہ ابن رشد رح نے بھی بدایۃ المجتہد میں اسی حدیث کو ملحوظ رکھتے ہوئے امام ابوحنیفہ رح و امام مالک سے حلت کا قول نقل کیا ہے۔ کما مر نصہ۔ حضرت عروہ رح کا فسق سے حرمت پر استدلال مسلم نہیں۔ قال النووی تسمیۃ ھذہ الخمس فواسق تسمیۃ صحیحۃ جاریۃ علی وفق اللغۃ فان اصل الفسق لغۃ الخروج وفسقت الرطبۃ اذا خرجت من قشیرھا فوصفت بذالک لخروجھا عن حکم (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

لکھا ہے۔ ان کی پوری عبارت اس طرح ہے۔

(وعن) هشام ابن عروة عن ابيه انه سئل عن اكل الغراب فقال ومن ياكله بعد سماه رسول الله صلى الله عليه وسلم فاسقا يريد به الحديث المعروف خمس يقتلن فى الحرم، والمراد به ما ياكل الجيف اما الغراب الزرعى الذى يلتقط الحب الخ "

(مبسوط سرخسی ج ۱، ص ۲۲۶، ج ۱۱)

اس لئے اب اس میں کسی بحث کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ البتہ عالمگیریہ اردو کی جو عبارت پیش کی گئی ہے وہ زیر بحث مسئلہ میں صریح ہو سکتی تھی۔ مگر افسوس کہ عالمگیری اردو ہمارے پاس نہیں۔ اور عربی کی اصل عالمگیری میں تتبع کے باوجود اس مطلب کی کوئی عبارت نہیں ملی بلکہ اس کے خلاف ایک صراحت ملی جسے ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ جب تک اصل عبارت ہمیں نہ ملے اس وقت تک ہم کوئی فیصلہ قطعی اس عبارت کے بارہ میں نہیں کر سکتے۔ لا سیما اذا جربنا ما جربنا۔

اگر یہ عبارت بالفرض صحیح بھی ہو تو جتنی صراحتیں ہم نے پیش کی ہیں اس کے بعد

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) غيرها من الحيوان فى تحريم قتله او حل اكله او لخروجها بالايذاء والافساد۔ (نیل الاوطار: ص ۲۲۳، ج ۵)

(وفی فتح الملهم) واما المعنى فى وصف الدواب المذكورة بالفسق فقيل لخروجها عن حكم غيرها من الحيوان فى تحريم قتله وقيل فى حل اكله وقيل لخروجها عن حكم غيرها بالايذاء والافساد وعدم الانتفاع (الى ان قال) وهو يرجح القول الاخير والله اعلم كذا فى الفتح فتح الملهم: ص ۲۳۰، ج ۳ ۱۲ رشید احمد عفی عنہ

اس کی کوئی معتد بہ حیثیت نہیں رہتی جب کہ اس کے خلاف خود عالمگیریہ ہی میں اس قدر صریح نص موجود ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ فاضل مستدل نے تمام استدلال کی بنیاد کتاب الحج کی عبارات کو بنایا ہے۔ حالانکہ یہ بنیادی غلطی ہے۔ کیونکہ حرم یا حالت احرام میں قتل کی اباحت کی علت ایذا[ع] ہے۔ (کما صرح بہ ابن رشد و یستفاد من سائر کتب الفقہ) حرمت یا اکل نجاست وخلط نہیں۔ بخلاف کوے کی حرمت وحلت کہ وہاں علت صرف نجاست کھانا یا خلط کرنا ہے (کما صرح بہ فی الھندیۃ والمبسوط) اس لئے ایک کا جوڑ دوسرے سے ملاکر کوئی حکم لگا دینا کسی طرح سے صحیح نہیں ہو سکتا۔

بلکہ کوے کی حلت وحرمت کا فیصلہ معلوم کرنے کے لئے کتاب الذبائح میں وہ جگہ دیکھنی چاہئے جہاں فقہاء نے اس مسئلہ کا ذکر کرکے مختلف انواع غراب اور ان کے احکام ذکر فرمائے ہیں۔ اور ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر خلط کرنے والا کوا حلال ہے خواہ وہ موذی ہو یا نہ ہو۔ اور یہی فیصلہ ہمارے اکابر مثلاً حضرت مولانا گنگوہی رح وغیرہ سے منقول ہے۔

هذا ما بدالي بعد التحقيق وفوق كل ذي علم عليم
احقر محمد تقی عثمانی غفر اللہ لہ : ۲۴ ربیع الاول
: دارالعلوم کراچی نمبر ۳۰ =

ع اور ایذار علت حرمت نہیں کما ثبت ۱۲ رشید احمد عفی عنہ۔

ماذا وصلينا ؟ الجواب !

قال فی العنایة واما الغراب الاسود والابقع فهو انواع ثلاثة نوع یلتقط الحب ولا یاکل الجیف ولیس بمکروہ ونوع منه لا یاکل الا الجیف وهو الذی سماه المصنف الابقع الذی یاکل الجیف وانہ مکروہ ونوع یخلط یاکل الحب مرة والجیف اخری ولم یذکرہ فی الکتاب وهو غیر مکروہ عند ابی حنیفة ؒ مکروہ عند ابی یوسف ؒ۔ (العنایة علی هامش الفتح ص ج)

نوع منه لا یاکل الا الجیف " اوراس کی تفسیر " وهو الذی سماه الخ " سے ثابت ہوا کہ صرف وہ ابقع حرام ہے جو محض نجاست کھاتا ہو۔ نیز ونوع یخلط الی قوله ولم یذکرہ فی الکتاب سے معلوم ہوا کہ ہر خلط کرنے والا کوا حلال ہے۔ اس میں عقعق کی کوئی تخصیص نہیں۔ یہ عبارت نہ صرف یہ کہ عقعق کی تخصیص سے ساکت ہے بلکہ عدم تخصیص پر ناطق ہے۔ اس لئے کہ عقعق کا ذکر تو ہدایہ میں اسی موقع پر موجود ہے پس ولم یذکرہ فی الکتاب نص صریح ہے کہ نوع یخلط سے مراد عقعق نہیں مبسوط اور بدائع کی عبارت سے بھی یہ ثابت کیا جا چکا ہے۔ مخدوم عبدالواحد سیوستانی ؒ نے بھی غراب اہلی کی حلت کی تصریح فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

ما حکم خرء الغراب الذی یطیر فی الامصار والقری و یخلط بین التقاط الحب والعذرات وما حکم سورہ ؟

الجواب : الظاهر ان الغراب الابقع الذی فیه سواد و بیاض وهو مکروہ عند الصاحبین وغیر مکروہ عند الامام لما فی السراجیة والابقع الاسود ان کان یخلط

(حاشیہ برصفحہ آئندہ)

فیاکل الجیف و یاکل الحب قال ابوحنیفۃ لا یکرہ وقال صاحباہ یکرہ انتھٰی، فیکون مأکول اللحم (الی ان قال) وان لم یکن لخرئہ رائحۃ کریھۃ یکون طاھر الکون خرئہ خرء ماکول اللحم من الطیور التی تورق فی الھواء الخ (فتاوٰی واحدیہ: ص ۴۹)

عبارات بالا کے علاوہ نصوص ذیل میں بھی اس کی تصریح ہے کہ حلت وحرمت کا مدار خوراک پر ہے۔

۱: واصل ذالک ان ما یاکل الجیف فلحمہ نبت من الحرام فیکون خبیثا عادۃ و ما یاکل الحب لم یوجد ذالک فیہ وما خلط کالدجاج والعقعق فلا باس باکلہ عند ابی حنیفۃ رح وھو الاصح لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکل الدجاجۃ وھی مما یخلط۔

(العنایۃ مع الفتح: ص ۶۲: ج ۸)

۲: فکان الاصل عندہ ان ما یخلط کالدجاج لا بأس۔ (عالمگیریہ ص ۳۲۱: ج ۵)۔

ابوحنیفۂ عصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا فیصلہ

آخر میں ابوحنیفۂ عصر، فقیہ النفس حضرت گنگوہیؒ کا فیصلہ بھی "تذکرۃ الرشید" سے نقل کیا جاتا ہے۔

"ولنعم حسب یہ فیصلہ خود کتب فقہ میں مذکور ہے کہ مدار اس کی خوراک پر ہے

(حاشیہ نسخہ گزشتہ) ؏ لعل الصحیح والاسود بحرف العطف ۱۲ منہ

پس یہ کوا جو ان بستیوں میں پایا جاتا ہے اگر یہ عقعق نہ ہو تو بھی اس کی حلت میں شبہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ جب وہ بھی خلط کرتا ہے اور نجاست وغلہ ودانہ سب کچھ کھاتا ہے تو اس کی حلت میں بھی مثل عقعق کے معلوم ہوگئی۔ خواہ اس کو عقعق کہا جاوے یا نہ کہا جاوے۔ فقط واللہ اعلم

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

عبارت مذکورہ کے حاشیہ پر ہے۔ جب مخالفین کا اس مسئلہ پر غوغا زیادہ ہوا تو ستر سے زائد علماء کی مواہیر سے رسالہ بنام فصل الخطاب شائع کیا۔ نیز ایک حاجی نے علمائے حرمین سے اس کی حلت کا فتویٰ لیا۔ وہو ہذا۔

دربارۂ حلت غراب مکہ معظمہ کا فتوے

الحمد للہ وحدہ، رب زدنی علما، الغراب المذکور حلال من غیر کراھۃ عند ابی حنیفۃ رح وھو الاصح وھو المسمیٰ بالعقعق بتصریح فقھائنا رحمھم اللہ و اصاب من افتی بحلہ وجواز اکلہ وکیف یلام الحنفی علی اکل ما ھو حلال عند امامہ من غیر کراھۃ والاصل فی حل الغراب وحرمتہ الغذاء وکونہ ذا مخلب لا بصورتہ ولونہ کما یدل علیہ تصریحات فقھائنا فی غالب معتبرات المذھب کما فی البحر الرائق والدر المختار والعنایۃ وغیرھا وفیما نصہ جامع الرموز اشعار بانہ لو اکل کل من الثلاثۃ الجیف والحب جمیعا حل ولم یکرہ وقد لا یکرہ والاول اصح فثبت مما صرح بہ علمائنا

ان الغراب بانواعه سواء كان عقعقا او غيره اذا كان
يجمع بين جيف وحب يجوز اكله عند امامنا الاعظم
والله اعلم۔

قاله بفمه وامر برقمه

عبداللہ بن عباس بن صدیق

مفتی مکۃ المشرفۃ

اسی مضمون کا علماء مدینہ منورہ کا بھی فتوے موجود ہے (تذکرۃ الرشید
حصہ اول ص ۱۷۸)۔ اس تحریر کے بعد مسئلہ ایسا واضح ہوگیا کہ انکار کی کوئی
گنجائش نہیں رہی۔ فبای حدیث بعدہ یؤمنون۔

فقط واللہ الہادی الی سبیل الرشاد۔

رشید احمد عفی عنہ

از دارالعلوم کراچی نمبر ۳۰ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ

للہ در المجیب الاول وارشاد الرشید الثانی حیث اوضحوا
الحق والصواب بحیث لا یبقی منه ریب مرتاب۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

دارالعلوم کراچی نمبر ۳۰ ؛ ۲۱/۳/۸۰

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَا لَا یَعْنِیْهِ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیکار باتوں کو چھوڑ دینا انسان کے اسلام کی خوبی ہے۔

ترمذی شریف

وقتِ فاتحہ کھانے کا قاری کے سامنے ہونا بیکار بات ہے ؛ احمد رضا خاں صاحب

(فتاویٰ رضویہ : ص ۱۹۴ : ج ۴)

خیر الجواب فی ایصال الثواب

از رشحاتِ قلم

حضرت مولانا خیر محمد صاحب رح سابق شیخ الحدیث مدرسہ خیر المدارس ملتان

ناشر

أنجمن إرشادُ المُسلمین

۶ - بی شاداب کالونی ، حمید نظامی روڈ ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ "اخبار المنیر" کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ۔ مجریہ ۱۸ اگست ۱۹۳۵ء کے صفحہ ۹، کالم نمبر ۳ میں بحوالہ الفقیہ مندرجہ ذیل حدیث سے جو فاتحہ علی الطعام وسوئم مروج کے جواز پر استدلال پیش کیا گیا ہے یہ استدلال صحیح ہے یا غلط اور بقاعدہ محدثین یہ حدیث معتبر ہے یا غیر معتبر۔ بینوا توجروا۔ اخبار المنیر کی عبارت بصورت سوال وجواب بلفظہا یہ ہے۔

سوال ۱: کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینے کا ثبوت حدیث وقرآن میں ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو کس طرح ثبوت کریں؟

۲: فاتحہ کی چیز کھانا جائز ہے یا ناجائز وحرام؟

جواب ۱: کھانا یا شیرنی کو سامنے رکھ کر فاتحہ دینا جائز ہے یہ مسئلہ حدیث شریف سے ثابت ہے اور خاص کر رسول اللہ صلعم نے ایسا کیا ہے۔

۲: بزرگوں کے فاتحہ کی چیز کھانا جائز ودرست ہے اور مذکورہ بالا دونوں سوالوں کے جوابات کے لئے مندرجہ ذیل حدیث شریف کافی ووافی ہے۔

وفی فتاوی الاوزجندی لملا علی قاری الحنفیؒ وکان یوم الثالث من وفات ابراھیم ابن محمد صلی اللہ علیہ وسلم جاء ابو ذر عند النبی صلی اللہ علیہ

ترجمہ: علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ جو اکابر علماء احناف میں ممتاز شخصیت کے رکھنے والے گزرے ہیں۔ وہ اپنے فتاوی اوزجندی میں مذکورہ حدیث کو نقل فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

وسلم بتمرة يابسة ولبن فيه خبز من شعير فوضعها عند النبي صلى الله عليه وسلم فقرء رسول الله صلى الله عليه وسلم الفاتحة وسورة الاخلاص ثلاث مرات (الى ان قال) رفع يديه للدعآء ومسح بوجهه فامر رسول الله صلى الله عليه وسلم ابا ذر ان يقسمها بين الناس وايضا قال النبي صلى الله عليه وسلم وهبت ثواب هذه لابني ابراهيم۔

کے صاحب زادے حضرت ابراہیم کے انتقال کا تیسرا روز تھا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ حضور کے پاس خشک خرما اور ایک پیالہ میں دودھ اور جو کی روٹی لے کر آئے اور آپ کے سامنے رکھ دیا۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور تین مرتبہ قل ہو اللہ پڑھا۔ اس کے بعد دونوں دست مبارک کو دعا کے لئے اٹھایا اور چہرۂ مبارک پر پھیرا۔ اس کے بعد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس فاتحہ کی چیز کو لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیں۔ اور آپ نے فاتحہ کے وقت میں یہ بھی فرمایا کہ اس کا ثواب میں نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کو بخشا۔"

اس حدیث شریف سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔

۱ : خود حضور کے فعل سے فاتحہ کا ثبوت۔

۲ : سامنے رکھ کر فاتحہ دینا۔

۳ : سوم کے روز فاتحہ دینا اور ایصالِ ثواب کرنا۔

۴ : قرآن شریف کی بعض سورۃ کا کھانا سامنے رکھ کر پڑھنا۔

۵ : سورۃ قرآن شریف پڑھنے کے بعد دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرنا۔

۶ : دونوں ہاتھوں کو چہرہ پر پھیرنا۔

۷ : بخشنے کا طریقہ۔

۸ : حاضرین کے درمیان فاتحہ کی چیز کو تقسیم کرنا وغیر ذالک۔

اس حدیث کو مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رح نے بھی اپنی کتاب ہدیۃ الحرمین کے تیرہویں باب صفحہ ۶۸ و ۶۹ میں لایا ہے۔ (الفقیہ)

المستفتی

(داروغہ) ولی احمد پنشنر (محلہ راستہ جالندھر)

الجواب وباللہ التوفیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رسولہ الکریم وعلٰی آلہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن۔ اما بعد!

بعد بطور تمہید و مقدمہ کے پہلے اجمالی پھر تفصیلی جواب عرض کیا جاتا ہے۔ حق تعالےٰ برادران اسلام کو ضد و تعصب سے بچا کر بلا خوف لومۃ لائم اتباع سنت کی توفیق عنایت فرماوے۔ آمین۔

پہلا مقدمہ عبادت مالی سے میت کو ایصال ثواب باتفاق ائمہ مجتہدین درست ہے احادیث میں بھی اس کی تصریح ہے۔ اسی طرح تلاوت قرآن مجید سے بھی ایصال ثواب ہمارے امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ اور امام احمد بن حنبل رح کے نزدیک جائز و درست ہے۔ نَذْھَبَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ رح وَاَحْمَدُ رح اِلٰی وُصُوْلِ ثَوَابِ قِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ اِلَی الْمَیِّتِ۔ (عینی شرح بخاری ص ۸۷۵ ج ۱)

یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رح اور امام احمد رح کے نزدیک میت کو تلاوت قرآن کا ثواب پہنچتا ہے۔ مگر کھانا سامنے رکھ کر تلاوت قرآن کے ثواب کا عملاً التزام کرنا۔ اور ایصال ثواب کے لئے سوئم اور چہلم وغیرہ ایام کو مخصوص کر لینا یہ رسم حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اور خیر القرون

کے طریقہ کے خلاف ہے۔ اس مقدس زمانہ میں اس کا نام و نشان نہ تھا۔ اس لیے اس کو ترک کر کے بہتر یہ ہے کہ جب موقعہ ملا کرے تلاوت قرآن سے خود بخود اپنے اعزہ واقارب یا بزرگان دین کی ارواح کو ایصال ثواب کر دیا جایا کرے۔ اور حسب توفیق ایصال ثواب کی نیت سے غرباء و مساکین کی امداد مالی بھی کر دی جایا کرے۔ کسی پر ظاہر کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ کیونکہ معاملہ یہاں تک اللہ تعالےٰ اور بندہ ہی کے درمیان مخصوص ہے تو اعلیٰ درجہ اخلاص کی بدولت مزید ثواب کی توقع ہے۔ مجموعۃ الفتاوے جلد سوئم صفحہ ۶۸ میں علامہ عبدالحئ لکھنوی رح ختم مروجہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

"این طور مخصوص نہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود و نہ در زمان خلفاء بلکہ وجود آں در قرون ثلاثہ کہ مشہود لہا بالخیر اند منقول نہ شدہ۔"

اور اسی صفحہ میں سوئم وغیرہ کی نسبت شیخ عبدالحق صاحب رح محدث دہلوی کا قول شرح سفر السعادت سے نقل فرماتے ہیں۔

"شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رح در شرح سفر السعادت میفرمائند و عادت نہ بود کہ برائے میت در غیر وقت نماز جمع شوند و قرآن خوانند و ختمات خوانند نہ بر سر گور و نہ غیر آں و این مجموعہ بدعت است و مکروہ نعم تعزیت اہل میت و تسلیہ و صبر فرمودن سنت و مستحب است اما این اجتماع مخصوص روز سوئم و ارتکاب تکلفات دیگر و صرف اموال بے وصیت از حق یتامیٰ بدعت است و حرام۔ انتہیٰ۔"

دوسرا مقدمہ حق تعالےٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا

(سورۃ حجرات ، پارہ ۲۶)

ترجمہ : اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تم کو بات بتلادے تو خوب تحقیق کرلو۔

وَاُشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْکُمْ۔ (سورۃ طلاق ؛ پارہ ۲۸)

"اور اپنے میں سے دو عادلوں (دین داروں) کو گواہ بناؤ۔"

شفیع المذنبین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تکذبوا علیّ فانہ من یکذب علیّ یلج النار۔ (صحیح مسلم صٓ)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم مجھ پر جھوٹ مت بولو اس لئے کہ جس نے مجھ پر جھوٹ بولا وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع۔ (صحیح مسلم ص ۸)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدمی کا (بلا تحقیق) ہر سنی سنائی بات بیان کر دینا یا شائع کر دینا، اس کے جھوٹا ہونے کی کافی دلیل ہے۔

حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

قال ان ھذا العلم دین فانظروا عن مّن تاخذون دینکم۔ (صحیح مسلم ص ۱۱)

علم حدیث دین ہے لہذا غور کیا کرو کہ کس قسم کے لوگوں سے اپنا دین حاصل کیا کرتے ہو۔

عن ابن سیرین قال لم یکونوا یسئلون عن الاسناد فلما وقعت الفتنۃ قالوا سمّوا النا رجالکم فینظر الی اھل السنۃ فیؤخذ حدیثھم وینظر الی اھل البدع فلا یؤخذ حدیثھم (صحیح مسلم ص۱۱)

یعنی حضرت محمد بن سیرین تابعیؒ فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضؓ حدیث کی سند دریافت نہیں کیا کرتے تھے۔ پھر جب (جھوٹ کا) فتنہ برپا ہوا تو حضرات صحابہ کرامؓ فرمانے لگے کہ راویوں کے نام بیان کرو تاکہ غور کرکے دیکھا جائے کہ راوی اہل سنت والجماعۃ ہیں یا بدعتی۔

کیونکہ اہل سنت والجماعۃ راوی کی حدیث کو صحابہ رضؓ کے نزدیک معتبر و قابل عمل سمجھا جاتا تھا۔ اور بدعتی راوی کی حدیث کو غیر معتبر و واجب الترک۔ مذکورہ بالا آیات و احادیث سے امور ذیل مستفاد ہوئے۔

۱ : حدیث پر عمل کرنے سے قبل یہ جانچنا چاہیئے کہ اس کی سند کیا ہے اور اس کے راوی کیسے ہیں۔

۲ : حدیث وہی معتبر ہے جس کی سند میں راوی عادل (دیندار) ہوں۔ جیسے شریعت میں شہادت وہی معتبر ہے جس کے شاہد میں دیانت و عدالت ہو۔

۳ : فاسق آدمی (بے دین) کی کوئی حدیث یا خبر قابل اعتبار نہیں تاوقتیکہ اس کی پوری پوری تحقیق نہ کر لی جائے۔

۴ : بے تحقیق حدیث کو محض سنے سنائے بلا سند بیان کرتے پھرنا یا شائع کرنا یہ جھوٹے آدمی کی نشانی ہے۔

۵ : بلا سند کسی جھوٹی حدیث کو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا سخت گناہ کبیرہ دخول جہنم کا باعث ہے۔

۶ : بدعتی آدمی کی حدیث قابل عمل و لائق اعتبار نہیں۔

اجمالی جواب

اس تمہید کے بعد اجمالاً جواب میں گزارش ہے کہ مستدل کی عبارت مندرجہ ذیل۔

"یہ مسئلہ حدیث شریف سے ثابت ہے اور مذکورہ بالا دونوں سوالوں کے جوابات کے لئے مندرجہ حدیث شریف کافی و وافی ہے"

یہ ایک دعویٰ ہے کہ واقعہ مذکورہ حدیث شریف ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی دعوے قابل سماعت نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ اس کی صحیح دلیل نہ بیان کی جاوے۔ لہذا ہم باادب درخواست کرتے ہیں۔

۱ : وہ کتب حدیث جن میں حدیثیں باسند بیان کی گئی ہیں ان میں سے کس کتاب کے اندر یہ حدیث موجود ہے۔ بحوالہ صفحہ وسطر اور بقید مطبع پیش کی جاوے۔

۲ : اور اس حدیث کی سند کیا ہے اس میں جتنے راوی ہوں سب کے نام ظاہر کئے جاویں اور اگر سب راویوں کے حالات کتب اسماء الرجال سے درج کرنے کی تکلیف گوارا فرمائی جاوے تو مزید احسان ہوگا۔

۳ : اگر آپ کو سند نہ مل سکے تو کم از کم بحوالہ کتب معتبرہ یہی ثابت کر دیا جائے کہ کس مشہور محدث نے اس کو صحیح کہا ہے۔

۴ : اگر ان تمام باتوں کا جواب نفی میں ہو تو آپ ہی انصاف کیجئے کہ ایسی جھوٹی حدیث کے شائع کرنے کا گناہ کس پر ہوگا۔ اور اس پر عمل کرنے والے کس پاداش کے مستحق ہونے چاہئے۔

تفصیلی جواب

اس اجمال کی تفصیل کئی جوابات کی صورت میں عرض کی جاسکتی ہے۔

جوابِ اوّل : فتاویٰ اوزجندی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں کوئی کتاب نہیں۔ یہ نسبت غلط ہے۔ اگر ہے تو مطبوعہ پیش کیا جاوے۔

جوابِ دوم : ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ میت کے گھر میں تین یوم تک دعوت کا کھانا تیار کرنے اور اس کے کھانے کو مکروہ و ممنوع قرار دیتے ہیں۔

دیکھو "مرقات شرح مشکوٰۃ" مؤلفہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔

واصطناع اهل الميت له لاجل اجتماع الناس عليه بدعة مكروهة بل صح عن جرير رضى الله عنه كنا نعده من النياحة وهو ظاهر فى التحريم قال الغزالى و

یعنی لوگوں کے اجتماع کی وجہ سے اہلِ میت کا کھانا پکانا مکروہ ہے۔ بلکہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح ثابت ہوا ہے کہ ہم ایسے کھانے کو نوحہ کے برابر شمار کیا کرتے تھے۔ اس سے بظاہر

یکرہ الاکل منہ ۔

معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کھانا حرام ہے اور امام غزالی رح اس کا کھانا مکروہ فرماتے ہیں۔

اور ملاعلی قاری رح اپنی کتاب " شرح نقایہ " صفحہ ۱۴۳ میں لکھتے ہیں۔

ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من اھل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی ضدہ وھی بدعۃ مستقبحۃ ۔

یعنی اہل میت کے گھر میں ضیافت کا کھانا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ ضیافت خوشی میں ہوتی ہے غمی میں نہیں ہوتی۔ اور یہ ضیافت بدعت سیئہ ہے ۔

ملاعلی قاری صاحب رح کے مذکورہ بالا اقوال سے بھی معلوم ہوا کہ بحوالہ اوزجندی کے بدعات کے جواز کی نسبت ملاعلی قاری صاحب رح کی طرف غلط ہے یا ان پر افتراء ہے۔

جواب سوئم : قطع نظر اوزجندی کے وجود و عدم کے صاحبزادہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جس واقعہ کی حدیث درج کی گئی ہے یہ موضوع (من گھڑت) ہے ۔ کتب حدیث میں اس کا پتہ و نشان نہیں پایا جاتا۔

مولانا عبدالحی لکھنوی رح اپنی کتاب مجموعۃ الفتاوے ص ۶۷ : ج ۲ میں لکھتے ہیں۔

" نہ کتاب اوزجندی از تصانیف ملاعلی قاری رح است نہ روایت مذکورہ صحیح ومعتبر ست ۔ بلکہ موضوع و باطل بر ان اعتماد نشاید در کتب حدیث نشانے ازیں چنیں روایات یافتہ نمے شود "

اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رح کی ہدیۃ الحرمین میں بھی یہ قصہ غلطی سے درج ہو گیا ہے ممکن ہے کسی اشاعت کنندہ کے ملحقات سے ہو۔ مولانا عبدالحی صاحب رح مجموعۃ الفتاوے جلد دوئم صفحہ ۹۸ میں لکھتے ہیں۔

" یہ قصہ جو ہدیۃ الحرمین میں لکھا ہے محض غلط کتب معتبرہ میں اس کا نشان نہیں "

خلاصہ : الغرض اخبار المنیر مذکور میں جو جواب درج کیا گیا ہے وہ غلط ہے اور

جس حدیث کا دعویٰ کیا گیا ہے وہ موضوع ہے۔ لہٰذا جو شخص اس غلط مضمون کا مؤید ہے اس پر مندرجہ ذیل امور کا جواب معقول اور مہذب طریقہ سے دینا واجب ہے۔

۱ : فتاویٰ اوزجندی مطبوعہ کا وجود دکھلایا جاوے۔

۲ : علامہ ملا علی قاری صاحب رح کی تصنیفات کی فہرست میں بحوالہ معتبرہ فتاویٰ اوزجندی کو دکھلایا جاوے۔

۳ : یہ حدیث باسند حدیث کی کس معتبر کتاب میں ہے بحوالہ صفحہ وسطر و بقید مطبع پیش کیجاوے۔

۴ : اس حدیث کی سند میں جتنے راوی ہوں پورے پورے ظاہر کئے جاویں

۵ : ہر ہر راوی کے حالات کتب معتبرہ اسماء الرجال سے بحوالہ کتب بیان کئے جائیں۔

۶ : اگر سند نہ مل سکے تو کم از کم اس سند کے صحیح ہونے کی تصدیق کسی مشہور محدث یا حضرت امام ابو حنیفہ یا صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ سے دکھلائی جاوے۔

نگفتہ ندارد کسے با تو کار ❊ ولے چوں بگفتی دلیلش بیار

اگر معروضات مذکورہ کا صحیح جواب نہ ہو سکے تو جھوٹ، فریب، لالچ چھوڑ کر عملی اصلاح اختیار کر لینا اور اتباع سنت پر پابند ہو جانا دانائی اور سعادت مندی کی بات ہے۔

وَاللّٰہُ یَہْدِی السَّبِیْلَ۔

کتبہ

بندہ خیر محمد حنفی چشتی مہتمم و مفتی مدرسہ عربی خیر المدارس جالندھر شہر۔ ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ

تقریظات و تصدیقات علماء کرام

۱ : الجواب الصحیح والمجیب مصیب۔ اخبار المنیر کا استدلال جس روایت پر مبنی ہے وہ موضوع ہے اس روایت کا کہیں پتہ نہیں۔ جیسا کہ مجیب نے حوالوں سے ثابت کیا۔ ایسی روایت بیان کر کے دعویٰ کو خود باطل کرنا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء و بہتان باندھ کر دینی تباہی اور دنیوی ذلت مول لینا ہے۔ اگر مدعی کے پاس کوئی دلیل ہے تو کتاب اوزجندی

اور اس کا ملا علی قاری رح کی تصنیف ہونا ہی ثابت کرے۔ بھلا یہ تو کہاں۔ کہ اس روایت کو کسی معتبر کتاب میں دکھلایا جا سکے۔ نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔

(مولانا) عماد الدین (صاحب) انصاری شیرکوٹی۔ یکم جمادی الثانیہ ۱۳۵۴ھ

۲ : الجیب مصیب۔

کتاب اورجندی کا ملا علی قاری رح کی طرف منسوب کرنا ہی افترا ہے۔ اگر مدعی کے نزدیک ملا علی قاری رح کی تصانیف میں سے ہے باسانید معتبرہ پیش کیا جاوے۔ اور یہ حدیث سراسر موضوع ہے۔ کتب صحاح و دیگر کسی دوسری معتبر کتاب میں اس کا وجود پایا نہیں گیا۔ مدعی کو چاہئے ایسے دعویٰ کو چھوڑ دے۔ ورنہ سخت وعید میں اپنے آپ کو داخل کرتا ہے۔ مَنْ قَالَ مَالَمْ اَقُلْ فَلْیَتَبَوَّءْ مقعدہٗ من النار۔

(مولانا) غلام رسول (صاحب) عفی عنہ جالندھری

۲ جمادی الثانی : ۱۳۵۴ھ :

۳ : جواب درست ہے۔

مفتی اول نے اپنے فتوے کی بنا جس حدیث پر قائم کی ہے اس کی کوئی اصل ثابت نہیں۔ اور کتاب اورجندی جس سے ملا علی قاری رح کی روایت نقل کی ہے ایک فرضی نام ہے جس کی تلاش ملا علی قاری رح کی تصانیف میں بے سود ہے۔

انجمن کی مطبوعہ اور زیر طبع کتب

۱ : **مقامع الحدید** : حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور علماءِ دیوبند بالخصوص حضرت شیخ الہندؒ کے اشعارِ مرثیہ پر بریلوی اعتراضات کا مسکت و دندان شکن جواب۔

۲ : **بریلوی فتوے** : ان بریلوی فتاویٰ کا مجموعہ جن میں تقریباً ہر ایک مسلمان رہنما پر کفر کا حکم لگایا گیا ہے۔ اس کتاب میں وہ سپاسنامہ بھی شامل کر دیا گیا ہے جو بریلویوں نے ایک ظالم رسوائے زمانہ انگریز گورنر کو پیش کیا تھا۔ معہ معافی نامہ پیر ولایت شاہ۔ قیمت ۵/۰

۳ : **الدلائل القاہرہ** : مسلم لیگ کے خلاف بریلویوں کا وہ فتویٰ جس میں شاہ احمد نورانی کے والد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی اور بریلویوں کے صدر الافاضل مولوی نعیم الدین مرادآبادی سمیت ۸۰ رضاخانی علماء کے دستخط ہیں۔
قیمت ڈھائی روپے

۴ : **مجموعہ رسائل چاندپوری جلد اول** : مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری رح کے ردّ رضاخانیت میں آٹھ رسالوں کا مجموعہ جن کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے نیز ایک انتہائی وقیع مقدمہ بھی اسکے ساتھ شامل ہے۔ قیمت ۲۵/۰

۵ : **فصل الخطاب فی تحقیق مسئلۃ الغراب** : مجموعہ فتاوے علماءِ ہند۔ مسئلہ غراب پر آخری اور فیصلہ کن کتاب۔ قیمت ۶/۰

۶ : **قاصمۃ الظہر فی بلند شہر** : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح و دیگر علماءِ دیوبند کے ساتھ مناظرہ کرنے سے احمد رضاخانصاحب کے فرار کی تفصیلی روداد۔ قیمت ۳/۰

۷ : آئینہ بریلویت : خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں رضاخانیوں کے عقائد کا ایک چونکا دینے والا مختصر جائزہ۔ قیمت فی سیکڑہ ۲۵/-

۸ : مجموعہ رسائل چاندپوری جلد دوم : از مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری رح ۔ (زیر طبع)

۹ : الشہاب الثاقب : اس ایڈیشن کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ساتھ تین اور اہم کتابیں بھی شامل ہیں۔ نیز پروفیسر محمد مسعود صاحب کے شہاب ثاقب پر اعتراضات کے جوابات بھی بطور مقدمہ شامل اشاعت ہیں۔ (زیر طبع)

۱۰ : تحریک پاکستان اور بریلویوں کا کردار : جس میں ناقابل تردید حوالجات سے ثابت کیا گیا ہے کہ بریلویوں نے نہ صرف یہ کہ تحریک پاکستان کی مخالفت کی تھی بلکہ اسے ناکام بنانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ (زیر طبع)۔

۱۱ : اصلی وصایا شریف : از احمد رضا خان صاحب : غیر محرف اور اصلی "وصایا شریف" کا عکسی ایڈیشن۔ مع ایک مقدمہ۔ جس میں بریلوی حضرات کی تحریفات پر تفصیلی کلام کیا گیا ہے۔ (زیر طبع)

ناشر

انجمن إرشاد المسلمین

۶۔ بی شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ، لاہور